جدید اضافہ شدہ ایڈیشن

حیاتِ انوری

سوانح، ارشادات و مکتوبات

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

خادمِ خاص وخلیفہ مجاز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ ارشد وخلیفہ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

وخلیفہ اعظم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر عمران فاروق

حضرت مولانا مجاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

فاضل دارالعلوم ڈابھیل

محمد راشد انوری نبیرہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ

حیاتِ انوری

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے   بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حیاتِ انوری

سوانح، ارشادات ومکتوبات

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

خادمِ خاص وخلیفہ مجاز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ ارشد وخلیفہ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

وخلیفہ اعظم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف

ڈاکٹر عمران فاروق

مقدّمہ

حضرت مولانا مجاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وحواشی

محمد راشد انوری نبیرہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب ...... حیاتِ انوری

مؤلف ...... ڈاکٹر عمران فاروق

جدید ایڈیشن ...... رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ ۔ مئی 2020ء

ناشر ...... محمد راشد انوری

قیمت ......

کمپوزنگ ...... اقراء کمپیوٹرز اینڈ پرنٹرز پریس مارکیٹ فیصل آباد

فون:041-2631411 موبائل:0301-7977716

ملنے کے پتے

کراچی: بلال انٹر پرائزز، S1 جامع مسجد ناظم آباد نمبر 2

+92 300 2421646

لاہور: مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار

فیصل آباد: مجلس رائے پوری، مدینہ ٹاؤن

+92 321 7603507

ڈھڈیاں شریف: خانقاہ گلشن قادریہ نزد جھاوریاں

ضلع سرگودھا، پنجاب ۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاہِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاہِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اللّٰھُمَّ
بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاہِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاہِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

انتساب!

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

جن کے وجودِ قدسی کے فیوض و برکات اور انوارات قلبی سے ہزار ہا تشنگانِ رُشد و ہدایت فیض یاب ہوئے

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
تقاریظ علماء کرام	11
حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدّظلہٗ	11
حضرت مولانا نسیم اختر شاہ قیصر مدّظلہٗ	13
حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدّظلہٗ	16
حضرت مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدّظلہٗ	18
حضرت مولانا زاہد الراشدی مدّظلہٗ	20
حضرت مولانا اللہ وسایا مدّظلہٗ	21
حضرت مولانا سید محمد کفیل شاہ بخاری مدّظلہٗ	22
حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی مدّظلہٗ	24
بریگیڈیئر (ر) قاری فیوض الرحمٰن جدون مدّظلہٗ	26
پیش لفظ	29
عرضِ مؤلف	31
مقدمہ از قلم حضرت مولانا مجاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ	36
سوانح حضرت مولانا محمد انوری قادری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ	45
خاندانی پسِ منظر	45
خاندانی شجرہ نسب	48
مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت	49

حصولِ علم	50
بیعت وخلافت	52
(1) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ	52
(2) امام العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ	55
دارالعلوم دیو بند میں حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کرام	63
ہمعصر مشاہیر	64
(3) قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ	64
نکاح	71
حج کی سعادت	72
1947ء میں فسادات کا آغاز اور پاکستان ہجرت	73
دینی وملّی خدمات	78
مقدمہ بہاولپور میں حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کا کردار	79
1953ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی شمولیت	85
مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	88
درسِ قرآن کی مقبولیت	89
فیصل آباد میں دورہ حدیث کی ابتداء	90
دارالعلوم دیو بند کی معاونت	90
مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	92
ارشادات وواقعات	101
تھانہ بھون اور رائے پور میں میری پہلی حاضری	130

وصال	140
اولاد	143
تصانیف	146
مشہور تلامذہ	147
خلفاء و مجازین	148
مختصر حالات خلفاء و مجازین	150
ہم عصر علماء و مشائخ	178
منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی	186
منتخب خطوط	194
عکس تحریر اکابر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ	209
وظائف و عملیات	215
شجرات طریقت	225
سلسلہ قادریہ مجددیہ غفوریہ رحیمیہ	225
سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سعدیہ غفوریہ	226
سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ امدادیہ	227
سلسلہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ امدادیہ	228
سلسلہ سہروردیہ بخاریہ ولی اللہیہ امدادیہ	229
خاندانی شجرہ سہروردیہ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ	230

نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ	232
مختصر سوانح حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ	241
نسبت کے قدردان (اکابر علماء ومشائخ سے ملاقاتیں)	249
ارشادات وواقعات	312
منتخب خطوط	324
وظائف وعملیات	335
عکس تحریر حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ (قصیدہ محمدیہ)	337
تبصرے	338
عکس سند دارالعلوم دیوبند	353
عکس سرٹیفکیٹ اورینٹل کالج لاہور	354

اشعار

ہر ایک شے ذکر حق کرتی ہے تو بھی — کہے جا ہر گھڑی ہر آن اللہ

تیری ہر بات لکھی جا رہی ہے — کہے جا ہر گھڑی ہر آن اللہ

تیرے سانسوں کی گنتی ہو رہی ہے — کہے جا ہر گھڑی ہر آن اللہ

تجھے اس واسطے پیدا کیا ہے — کہے جا ہر گھڑی ہر آن اللہ

مزہ پاتی ہیں آنکھیں عاشقوں کی

نظر کے سامنے رکھ نام اللہ

محمد تقي العثماني
قاضي بمجلس التمييز الشرعي للمحكمة العليا باكستان سابقاً
نائب رئيس : مجمع الفقه الإسلامي بجدة
نائب رئيس : دار العلوم كراتشي ١٤ . باكستان

Justice Muhammad Taqi Usmani
Ex Member Shariat Appellate Bench
Supreme Court of Pakistan
Vice President Darul-Uloom Karachi-14.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

حضرت مولانا محمد انوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ان اکابر میں سے تھے جن کی زندگی اور جن کے افادات امت کیلئے عظیم مشعلِ راہ ہوتے ہیں۔ انہیں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت کا تعلق تھا اور امام العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے تلمذ کا۔ اور اسی نسبت سے انھوں نے اپنے نام ''محمد'' کے ساتھ انوری کا اضافہ فرمایا تھا۔ اس کے علاوہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خاص تھے۔ انکی کتاب ''انوار انوری'' حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وملفوظات پر بیش قیمت تالیف ہے جس سے بندہ نے خوب استفادہ کیا۔

ابتک حضرت مولانا محمد انوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی سوانح مرتب نہیں ہوئی تھی۔ اب ان کے پوتے جناب صاحبزادہ محمد راشد انوری صاحب کی تحریک پر ابوحذیفہ عمران فاروق صاحب نے ''حیات انوری'' کے نام سے یہ کتاب مرتب کی ہے جسے طباعت سے قبل جناب محمد راشد انوری صاحب نے بندہ کو ایک

بندہ کو ایک نظر دکھایا۔ استفادہ تو ان شاء اللہ طبع ہونے کے بعد ہی ہو سکے گا۔ لیکن اس کام کی اہمیت کے پیش نظر اظہار مسرت کیلئے یہ چند سطور لکھدی ہیں۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کتاب کو امت کیلئے نافع بنائیں اور صاحبِ سوانح کے افادات کو عام کرنے کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

بندہ

محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۱۸ ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ

(10 ستمبر 2017ء)

مولانا سیّد نسیم اختر شاہ قیصر مدّظلہٗ

نبیرہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

استاذ عربی دارالعلوم وقف دیوبند، یوپی (انڈیا)

مولانا محمد انوری لائل پوری، ایک برگزیدہ علمی شخصیت:

امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کی وہ جماعت جس نے برصغیر ہندوپاک میں اپنے نامور اور شہرۂ آفاق استاذ کی علمی عظمتوں وفضیلتوں کو زندہ اور باقی رکھا ان میں بے شمار نام ہیں اور یہ وہ ہستیاں ہیں گذشتہ ساٹھ سال کی علمی تاریخ جن کے نام سے معنون ہے یہ سب برگزیدہ انسان تھے اور جنھوں نے اپنے علم وفضل سے، تقویٰ وکمال سے، درس وتدریس سے، تصنیف وتالیف سے اس کا ثبوت فراہم کیا کہ وہ جماعتِ دیوبند کے نمائندہ افراد ہیں اور علم وکمال کی بستیاں ان سے آباد ہیں۔ بچپن سے لے کر جوانی اور جوانی سے لے کر اس اَدھیڑ عمری تک حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردانِ رشید کے واقعات اور رشد وکمال کے قصے بار بار سننے میں آئے ان میں سے بہت سوں کا دیدار بھی ہوا، کچھ سے شرفِ ملاقات بھی حاصل رہا، کچھ کی خدمت میں چند روز رہنے کی سعادت بھی ملی...... اپنے بچپن میں حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آبادی) کے مبارک نام اور خدماتِ جلیلہ سے واقفیت حاصل ہوئی اور اس کا سبب یہ ہوا کہ والد مرحوم کے کتابی ذخیرہ میں جہاں بے شمار کتابیں تھیں وہیں حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''انوارِ انوری'' بڑے اہتمام اور احتیاط کے ساتھ موجود تھی...... حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے نہ صرف یہ کہ رشتہ تلمذ قائم کیا بلکہ ان سے روحانی تعلق بھی قائم فرمایا۔ حضرت مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پر حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی اختیار کی اور جب حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا سے کوچ کر گئے تو حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت وخلافت پائی...... 1983ء میں احقر پہلی بار پاکستان گیا...... ہمارے پاکستان کے سفر سے پہلے والد مرحوم نے اپنے واقف کاروں کو بذریعہ خطوط ہماری آمد کی اطلاع دے دی تھی انہی میں حضرت محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ کے گرامی قدر صاحبزادے مولانا سعید الرحمٰن صاحب سنت پورہ بھی تھے...... پاکستان کے 22 روزہ قیام کے زمانے میں حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب نے ہماری بڑی خبر گیری کی اور محبتوں سے نوازا۔ حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ ان برگزیدہ انسانوں میں سے تھے جن پر تاریخ علم وعمل ہمیشہ ناز کرے گی کہ انہوں نے دین وشریعت کی گراں بہا خدمات انجام دیں، اپنے علم وفضل سے ایک زمانہ کو مستفیض کیا۔ پاکستان میں وہ علماء کہ جن کا نام آسمانِ علم پر درج ہے اور جو آفتاب وماہتاب کی طرح روشن ہیں ان میں حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ کا نام نمایاں ہے۔ ان کی زندگی اخلاص وعمل کا لائقِ تقلید اور قابلِ قدر نمونہ تھی آپ کی زندگی میں وہ تمام رنگ موجود تھے جو ایک صاحب علم وفضل شخص کی زندگی میں ہوتے ہیں، آپ اکابر واسلاف کے پاکیزہ زندگی کا بہترین عکس تھے وہی آب وتاب، وہی تیور، زندگی کا وہی رخ، وہی خدمات کی انجام دہی، وہی دین کی لگن، وہی مذہب سے وابستگی، وہی تڑپ واضطراب جو اکابر کا خاصہ تھا، وہ آپ کے یہاں بھی بدرجہ اتم موجود تھا حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے افراد صدیوں کی گردشوں اور شب وروز کی بے شمار تبدیلیوں کے بعد وجود میں آتے ہیں، جب تک رہتے ہیں مرکزِ نگاہ رہتے ہیں اور جب دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں تو محرومی کا احساس دلاتے رہتے ہیں......

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری کو بھی اپنے استاذ سے والہانہ تعلق اور شیدائیانہ قربت تھی، آپ حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے سچے عاشق تھے ان کے علوم وکمالات کے محافظ ہونے کے ساتھ ان کے نام اور کام کو متعارف کرانے کی ان میں بڑی بے چینی تھی، بڑا جذبہ تھا حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے سبھی شاگردوں نے مضبوط انداز میں اس سمت میں کام کیا یہ جذبہ بھی تاریخ علمائے دیوبند کے روشن پہلوؤں کی نشان دہی کرتا ہے اور حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ اس سعادت میں برابر کے شریک ہیں...... حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ کو دنیا سے پردہ کئے ہوئے 47 برس گزر رہے ہیں مگر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کا حادثہ وفات حال ہی میں پیش آیا ہو۔ صاحب علم وکمال کو موت نہیں آتی اس کا علمی کام اور تلامذہ کا حلقہ ان کے ناموں کو زندہ رکھتا ہے اور زمان ومکان کی دوریوں کو ہمیشہ سمیٹتا رہتا ہے۔ حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز شاگرد تھے خود حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ان سے دلی تعلق تھا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خون میں انوری محبت گردش کر رہی تھی انہوں نے لائل پور میں ایک عالی شان مسجد کی تعمیر کا بیڑا اٹھایا مسجد تعمیر ہوئی تو اس کا نام ''مسجد انوری'' تجویز فرمایا حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 25 مئی 1901ء اور آپ نے 22 جنوری 1970ء کو رختِ سفر باندھا۔ اس دنیا میں جو کچھ ہے سب ختم ہونے کے لیے ہے باقی رہنے والی ذات ربِ کائنات کی ہے خداوندِ عالم حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم خدمات کو قبول فرما کر وہاں کی تمام راحتیں اور بلندیاں انہیں عطا فرمائے اور یہاں ان کی اولاد واحفاد کو اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے سرفراز فرمائے۔

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ ”کالبدر فی النجوم“

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے لطف وکرم اور فضل و احسان سے احقر کو جن بلند نسبتوں سے نوازا ہے ”ولا فخر“ ان میں سے ایک قابلِ قدر نسبت خاندان حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دوہری رشتہ داری بھی ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے برادرِ بزرگ مولانا اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ میرے حقیقی نانا ہیں جبکہ ان کے فرزند حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب کے ساتھ میری صہری قرابت داری ہے۔اس نسبت پر میں اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے مرید باصفا اور خادمِ خاص، حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلیفہ اور امام العصر حضرت مولانا علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگرد تھے بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ خلفائے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور تلامذۂ حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیثیت ”کالبدر فی النجوم“ تھی۔

اول الذکر کے ہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مقام و مرتبے کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے خود اس خواہش کا اظہار فرماتے ہیں کہ ”میرا جی یہ چاہتا ہے کہ جہاں آپ کی قبر ہو، میری قبر بھی

وہیں ہو" اور ثانی الذکر کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت ومحبت آپ کے نام کے جزء ثانی (انوری) سے ہی ظاہر ہے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حقیقی نام محمد تھا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کے ساتھ محبت کی بناء پر اپنے نام کے ساتھ انوری لکھا کرتے تھے اور پھر یہ "اسم منسوب" آپ کے نام کا جزء بن گیا۔ خانوادۂ انوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت مندانہ محبتوں اور سعادت مندانہ خدمتوں کو امام العصر حضرت مولانا علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحریرات میں بلند وبالا الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے اور اس باب میں ان کی شہادت "صاحب البیت ادرٰی بما فیه" کے پیش نظر جو مقام اعتبار رکھتی ہے وہ ظاہر ہے۔

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح پر کسی مستقل تصنیف کے نہ ہونے کی وجہ سے قلب وضمیر پر ایک قرض کا سا بوجھ محسوس ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حفیدِ مکرم صاحبزادہ محمد راشد انوری صاحب کو یہ توفیق عنایت فرمائی کہ انہوں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا چنانچہ ان کی تحریک پر محترم جناب ابوحذیفہ ڈاکٹر عمران فاروق صاحب نے "حیاتِ انوری" کے نام سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات تالیف فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان حضرات کی اس خدمت کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)

والسلام

(دُعا گو ودُعا جو) محمد حنیف جالندھری

مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان

۲۴/ ذیقعدہ ۱۴۳۸ھ 17/ اگست 2017ء

Jamiah Haqqaniah Sahiwal Sargodha
جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

فون: 048-6786002
048-6786899

التاریخ ________

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

احقر نے کتاب ''حیات انوری'' مؤلفہ جناب مولانا عمران فاروق صاحب کا مطالعہ کیا ہے۔ جسے ہمارے عزیز مولانا محمد راشد انوری سلمہ اللہ نے بیش قیمت حواشی سے مزین کیا ہے۔ اس کتاب میں حضرت شیخ العالم مولانا محمود حسن دیوبندی قدس سرہ کے صحبت یافتہ اور حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کے مرید خاص حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی اور حضرت امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ خاص و خلیفہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہ کے خلیفہ خاص ہمارے مخدوم بزرگ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات طیبہ اور آپ کی سوانح کو بڑے احسن انداز میں جمع کیا گیا ہے جس پر مؤلف کتاب مبارکباد کے مستحق ہیں۔ حضرت صاحبِ سوانح رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد احفاد میں اس کار خیر کی طرف حضرت کے نبیرہ برادر عزیز مولانا محمد راشد انوری سلمہ نے خاص توجہ فرمائی اور عظیم سوانح ان کی کوشش اور لگن وجذبہ کی بنیاد پر حضرت کے خاندان اور متوسلین تک پہنچی اس جذبہ، جدوجہد اور کامیاب کوشش پر وہ مبارکباد کے بجا طور پر مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوشش اور خدمات کو قبول فرمائیں اور امت کے لئے اس کتاب کو نافع اور مفید بنائیں۔ حضرت

شیخ سعدی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے:

نام نیک رفتگان ضائع مکن

تا بماند نام نیکت برِدگار

ترجمہ: ''پہلے گزرنے والے نیک حضرات کا ذکر ضائع نہ کرو

تاکہ تمہارا نام بھی زمانہ میں باقی رہے۔''

اِن شاءاللہ یہ کتاب صحیح معنی میں اس کا مصداق ہوگی اور عزیز موصوف کو اپنے اسلاف کے حالات دوسروں تک پہنچانے پر خاندان اور دیگر حضرات کی طرف سے یقیناً دعائیں حاصل ہونگی کہ عالم اور عارف شیخ طریقت کی سوانح اور حالات بعد والوں کے لئے راہنمائی اور استفادہ کا باعث ہونے کے ساتھ ان کی حیات ثانی کا ذریعہ ہوتے ہیں...... کما قیل: والذکر للانسان عُمُرٌ ثانٍ...... اور بعد والوں کا اپنے اسلاف کو یادرکھنا باعث طمانیت، سکون اور مشعل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سوانح کو اخلاف کے لئے باعث راحت اور سکون وہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

احقر عبدلقدوس ترمذی غفرلہ

جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا

۳۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۱ھ

25 فروری 2020ء

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدّظلہٗ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شیخ العلماء حضرت مولانا محمد انوری قدس اللہ سرّہٗ العزیز ان نامور اور بزرگ علماء کرام میں سے ہیں جنہوں نے پاکستان کے قیام کے بعد اس وطن عزیز میں دینی حلقوں کی راہ نمائی اور انہیں منظم کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور ان کے فرزندان گرامی اور خاندان کی اس عظیم دینی خدمات کا تسلسل بحمد اللہ تعالیٰ جاری ہے۔ ان بزرگوں کے حالات وخدمات سے نئی نسل کو واقف کرانا ایک ضروری دینی وملی تقاضہ ہے تاکہ نوجوان علماء کرام اور کارکن ان کی روشنی میں اپنے کردار اور محنت کے دائرے صحیح طور پر طے کرسکیں۔

محترم ڈاکٹر عمران فاروق صاحب نے اس سلسلہ میں پیش رفت کی ہے جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان کی عقیدت ومحبت کا اظہار ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور زیادہ زیادہ لوگوں کے لیے نفع بخش بنائیں۔ آمین یاربّ العالمین

ابوعمار زاہد الراشدی

نزیل فیصل آباد

(۲۱ ذیقعدہ ۱۴۳۸ھ) 14-08-2017

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدّ ظلہٗ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مخدوم العلماء والمشائخ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم ربّانی اور قطب وقت تھے۔ آپ بیک وقت حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب خلیفہ مجاز تھے۔ آپ اپنے دور میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وناموس کے پاسبان اور حُدی خواں تھے۔

یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ مولانا عمران فاروق صاحب نے آپ کی سوانح مرتب فرمائی ہے، اس کتاب کے عنوانات سے ہی اندازہ ہوا کہ یہ مختصر مگر جامع دستاویز ہے جو ریفرنس بک کا کام دے گی اور مدّتوں یاد رکھی جائیگی، حق تعالیٰ اسے مصنف محترم کے لیے صدقہ جاریہ اور امت مسلمہ کے لیے مشعلِ راہ فرمائیں۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم

محتاج دعاء
فقیر اللہ وسایا
خادم ختم نبوت ملتان
۶ ذیقعدہ ۱۴۳۸ھ 13 اگست 2017، اتوار

دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ✪ : 061-511961

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اکابر میں بہت بلند مقام اور عالی نسبتوں کے امین ہیں، ان کے والد ماجد حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ، فقیہ ملت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کے مایہ ناز شاگرد تھے، انہوں نے اپنے بیٹے ''محمد'' کو شیخ الہند مولانا محمود حسن نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں تعلیم وتربیت کے لیے پیش کر دیا، حضرت شیخ الہند نے بیس سالہ محمد کو بیعت کر کے خلعت خلافت سے بھی نوازا۔ شیخ الہند کے انتقال کے بعد ان کے تلمیذ رشید علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ تعلیم اور سلوک واحسان کی منزلیں طے کیں اور بیعت وخلافت سے مشرف ہوئے۔ اسی نسبت سے انوری کہلائے۔ حضرت شاہ صاحب کے انتقال کے بعد مرشد العلماء حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہ سے بیعت ہوئے اور خلافت سے نوازے گئے۔ آپ نے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت کی اور اپنے والد ماجد کے ہمراہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کسب فیض کیا۔ اتنی عظیم الشان نسبتوں کے امین وہ اپنے عہد کے آخری آدمی تھے۔ انہیں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات، حضرت انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا شرف تلمذ اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی محبت وشفقت سمیٹنے کا اعزاز حاصل ہے، اس اعزاز میں وہ یکتا تھے۔

بڑے لوگوں کے سوانح وتذکرے، کام کی باتوں، اعلیٰ سیرت وکردار، اچھے اخلاق، پند ونصائح، واقعات ومشاہدات اور تجربات سے معمور ہوتے ہیں۔

جن کے مطالعے سے آئندہ نسل کی تعلیم وتربیت اور شخصیت سازی میں بڑی مدد ملتی ہے، یہی ہمارا ورثہ ہے جس کی حفاظت انتہائی اہم اور ضروری ہے۔

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ ان شخصیات میں سے ایک ہیں جنھوں نے اپنے والدین، اساتذہ، شیوخ اور اکابر علماء کے علمی وایمانی کمالات کو بھرپور طریقے سے محفوظ کیا اور پھر اس عظیم ورثہ کو نژادِ نو میں منتقل کیا۔ مولانا کے سوانحی حالات کتابی صورت میں یکجا نہیں تھے۔ بھلا ہو محترم ڈاکٹر عمران فاروق کا جنھوں نے آپ کے مختصر مگر جامع حالات مدوّن ومرتب کر کے نئی نسل پر احسان کیا۔ مولانا کے لائق پوتے مولانا محمد راشد انوری بن حضرت مولانا ایوب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ، مبارک باد کے مستحق ہیں جنھوں نے محترم ڈاکٹر عمران فاروق کو اس کارِ عظیم کی انجام دہی پر متوجہ کیا، یہ ان کے جد امجد کا حق تھا جو انھوں نے ادا کیا۔ حضرت مولانا محمد انوری قدس سرہٗ جیسی پاکیزہ ارواح کا تذکرہ جتنا زیادہ ہونا کافی ہے اور اس کی جتنی ضرورت اب ہے کبھی نہ تھی۔ یہ کتاب ایک مبارک کاوش ہے، لیکن ابھی مزید کام کی ضرورت ہے کہ امت کی رہنمائی ایسے ہی پاک طینتوں کے احوال وآثار سے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مرتب ومحرک وناشر حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور یہ خدمت قبول فرمائے۔ (آمین)

دعا گو وطالب دعا

سید محمد کفیل شاہ بخاری

نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

۱۷ ذیقعدہ ۱۴۳۸ھ، 10/اگست 2017ء

حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی مدّظلہٗ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

زیرِنظر کتاب ''حیاتِ انوری'' حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات پر مبنی ہے، حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اکابرین دیوبند میں ہوتا ہے، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اور امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی تلامذہ اور قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے خلفاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے، اسی والہانہ محبت وعقیدت کی وجہ سے اپنے نام محمد کے ساتھ ''انوری'' لاحقہ لگاتے تھے جس کی وجہ سے محمد انوری کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی تحفظ ختمِ نبوت اور تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کرتے ہوئے گزری، دشمنانِ ختم نبوت ہوں یا دشمنان اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کے علمی اور فکری تعاقب میں ہمیشہ سرگرم عمل رہتے تھے، آپ کی زندگی کا ایک ایک پہلو ہم جیسے طلبہ وعلماء کے لیے مشعل راہ ہے۔ بڑے لوگوں کی کتاب پر تقریظ بھی بڑے لوگ لکھا کرتے ہیں، میں ایک کم علم طالب ہونے کے ناطے اور حضرت سے عقیدت مندی کی وجہ سے اگر لکھنا چاہوں تو پوری ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے، حضرت کی دار فانی سے رخصتی کے بعد ان کی زندگی کو کتابی شکل میں یکجا کرنا بہت بڑا کام تھا جس کا بیڑا عزیزم مولانا راشد انوری صاحب نے اٹھایا اور ملک بھر کا دورہ کر کے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کے متعلقین اور عقیدت مندوں سے ملاقات کر کے معلومات جمع کیں اور عزیزم ڈاکٹر عمران فاروق صاحب نے اس کو کتابی شکل دی، یہ بہت بڑا کارنامہ ہے جس کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس

کا اجر دنیا و آخرت میں عطا فرمائے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے تعلقات اور ان سے عقیدت اور زندگی میں جو کچھ ان سے سیکھنے کا موقع ملا احقر نے اس کو مضمون کی صورت میں کتاب میں درج کروا دیا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مقام و مرتبہ کا اندازہ اس چھوٹے سے واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے جس وقت آپ کا انتقال ہوا تو سرخیلِ ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ رات کو سونے کے لیے بستر پر لیٹے لیکن غم و فکر کی وجہ سے نیند نہ آئی، رات بھر کروٹیں بدلتے رہے، بیٹوں نے پوچھا، ابا جان! آپ کو کوئی تکلیف ہے۔

تو فرمایا ہاں! مجھے آج ایسی تکلیف ہے جس کا علاج کسی کے پاس نہیں، آج ہمیں وہ شخصیت چھوڑ کر چلی گئی کہ جب ہم رات کو سوتے تھے تو وہ مصلّٰی پر ہمارے لیے دعائیں کیا کرتے تھے وہ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے اور عوام و خواص کے لئے نافع بنائے۔

محمد احمد لدھیانوی

۲۶ ذیقعدہ ۱۴۳۸ھ 19 اگست 2017ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Brig (R)
Dr. Hafiz Qari Foyouz-ur-Rehman
B.A. (University Distinction)
M.A. (Arabic, Islamic Studies, Urdu & Persian)
M.O.L (Master of Oriental Learning)
PHD (Islamic Studies)
Advance Diploma (Riyadh University)
Diploma in Arabic Interpretership (NIML)

بریگیڈیئر (ر)
ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن
ایم اے، ایم او ایل، پی ایچ ڈی
ایم اے عربی، اردو، فارسی، اسلامیات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اَمَّا بَعْدُ!

حیاتِ انوری (حضرت مولانا محمد انوری فیصل آبادی، م1970ء) کا یہ دوسرا ایڈیشن ہے جو عزیزانِ گرامی عمران فاروق اور محمد راشد انوری صاحبان کی کوشش سے منظرِ عام پر آرہا ہے۔ مؤخر الذکر مولانا محمد ایوب الرحمٰن کے فرزند اور مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فاضل اور عالم باعمل تھے۔ انہوں نے ۱۳۳۹ھ میں علامہ محمد انور شاہ کشمیری، مولانا سید اصغر حسین، مولانا مفتی عزیز الرحمٰن اور حضرت مولانا رسول خان رحمہم اللہ اور دیگر اساتذہ کرام سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی تھی۔ فراغت کے بعد انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات بھی پاس کئے تھے۔ انہیں حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ شیخ الہند سے مالٹا کی رہائی سے واپسی کے بعد دارالعلوم میں اپنے استاذ اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش پر بیعت کی سعادت کے ساتھ ان کی خدمت اور پھر اُن سے خلافت بھی حاصل ہوئی تھی۔

Residence: House No. 210,
Defence Phase-1 Malir Cantt Karachi.
Cell #: 0324-2935120, 0333-1229593
E-mail: tibyaan.foyuz@gmail.com

رہائش: ۲۱۰ ڈیفنس فیز۔۱ ملیر کینٹ کراچی
فون نمبر: 0324-2935120 ، 0333-1229593

ان کے وصال کے بعد اپنے استاذ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے اتنے متأثر ہوئے کہ پھر اُن کے ہاتھ پر بیعت سے مشرف ہوئے اور ان سے بھی خلافت حاصل کی۔ حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی کے علاوہ اپنے وقت کے عظیم محدِّث اور فقیہ علامہ رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ) کی علمِ حدیث میں شاگردی اور پھر خلافت بھی حاصل تھی۔ علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی محبت و عقیدت کی وجہ سے مولانا محمد نے اپنے نام کے ساتھ انوری کو شامل کر کے اپنے نام کا جزو بنا دیا۔ اُن کے وصال کے بعد حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین اور مشہور بزرگ حضرت مولانا عبد القادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اعظم ہونے کی بھی سعادت ملی۔ اس طرح ان کو اپنے وقت کے تین بزرگوں سے خلافت حاصل تھی۔

مولانا محمد انوری صاحب کو درسِ نظامی کی تدریس کے ساتھ کُتبِ دورۂ حدیث پڑھانے کا موقع بھی ملا اور ان کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ مسجد میں امامت و خطابت کے علاوہ تصنیف و تالیف اور وعظ و تبلیغ کے شعبوں میں کام کا موقع بھی ملا اور اہل فیصل آباد کو اُن کی اِن خدمات سے بھرپور استفادہ کرنے کا خوب موقع ملا۔ ساتھ ہی بیعت اور مریدوں کی اصلاح و تربیت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام زندگی دین کی خدمت میں گزاری اور پھر 1970ء میں اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ گئے۔ اُن کا سوانحی تذکرہ میری تصنیف ''مشاہیر علمائے دیوبند'' مطبوعہ 1976ء لاہور، جلد 1، صفحہ 422۔424 تک تین صفحات میں شائع ہوا تھا۔

اللہ والوں کے تذکروں سے اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور ان کے

تذکرے پڑھ کر اُن کی طرح دین پر ڈٹ کر چلنے کا عزم بھی پیدا ہوتا ہے اور اس تذکرہ کی اشاعت سے بھی یہی مقصود ہے۔

عزیز محمد راشد صاحب کا جذبہ قابلِ قدر اور قابلِ تحسین ہے کہ انہوں نے وہ کام کیا جو اُن کے والدِ گرامی کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنے دادا جان کی زندگی اور کام پر ''حیاتِ انوری'' اور علامہ انور شاہ کشمیری پر اُن کی تصنیف ''انوارِ انوری'' اور ان کی دیگر تمام تصانیف ''کلیاتِ انوری'' میں دوبارہ شائع کر کے قارئینِ کرام کے لئے پڑھنے کی سہولت مہیا کر دی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی اِن خدمات کو قبولیت سے نوازیں اور اس علمی ذخیرہ کو اُن کے والد، دادا جان اور خاندان کے مرحومین اور خود ان کے لئے صدقۂ جاریہ بنائیں۔ آمین

مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پوری اُمید ہے کہ کتاب کا یہ ایڈیشن پہلے ایڈیشن سے بھی کہیں بہتر ہوگا اور شائقین اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں گے۔

طالبِ رحمت

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

بروز پیر ۵ رجب ۱۴۴۱ھ/2 مارچ 2020ء

پیش لفظ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرے جدّ امجد حضرت اقدس مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ پر مستقل سوانح حیات منظر عام پر آرہی ہے، ایک عرصہ سے دِل میں یہ خواہش تھی کہ دادا جان رحمۃ اللہ علیہ کی حیات پر مستقل سوانح مرتب ہونی چاہیے، والد محترم حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی خواہش تھی، اس سلسلہ میں انہوں نے کافی کوشش بھی کی لیکن کچھ وجوہات کی بنا پر تاخیر ہوتی رہی حتیٰ کہ ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ بمطابق 8 جولائی 2015ء کو آپ خالق حقیقی سے جا ملے۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معتمدِ خاص وخلیفہ مجاز میرے محترم ومخلص دوست ڈاکٹر عمران فاروق صاحب کی بھی عرصہ دراز سے یہی خواہش تھی کہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ پر سوانح ہونی چاہیے جس کا وہ اکثر اظہار بھی کرتے تھے، اس سلسلہ میں میری خواہش پر انہوں نے ایک جامع مضمون لکھا جو رسالہ ماہنامہ ''صلوا علیہ وآلہ'' میں چھپا۔ جسے پڑھ کر کئی حضرات نے تقاضا کیا کہ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ پر مستقل سوانح مرتب ہونی چاہیے چنانچہ ان حضرات کی خواہش دیکھ کر اس کام کا پختہ ارادہ کرلیا اور محترم عمران فاروق صاحب کے ہاں فیصل آباد پہنچا اور یہ ذمہ داری انہیں سونپ دی گئی، انہوں نے بھی مکمل تعاون کرتے ہوئے تمام تر مصروفیات ترک کرکے ابتدا کردی۔ تقریباً چالیس دن میں کام مکمل ہوا۔ اس دوران میں نے حضرت دادا جان رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کے حالات جمع کرنے کے لیے

مختلف شہروں کا سفر کیا۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال رہی اور سوانح کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچا، ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ ہر بات باحوالہ ہو۔

کتاب کے آخر میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح بھی شامل کی ہے اور والد صاحب کی اکابر علماء و مشائخ سے ملاقاتیں جو انہوں نے ذاتی یاد داشت کے طور پر نوٹ کیں تھیں ''نسبت کے قدردان'' کے عنوان سے شامل کر دی گئی ہیں۔ ان میں سے اکثر ملاقاتوں میں مَیں بھی والد صاحب کے ساتھ تھا، کیونکہ سفر و حضر میں تقریباً پچیس سال مَیں والد صاحب کی خدمت میں ہی رہا، بہت سے اکابر علماء و مشائخ کی خدمت میں اور خانقاہوں میں جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عوام و خواص کے لیے نافع بنائے اور ہمارے لیے ذریعہ آخرت بنائے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اساتذہ و مشائخ اور متوسلین کی قبور کو نور سے منوّر فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

محمد راشد انوری

ابن حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

نبیرہ حضرت اقدس مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ

یکم ذیقعدہ ۱۴۳۸ھ بمطابق 26/جولائی 2017ء

عرضِ مؤلف

الحمد للہ وحدہٗ والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ من لّا نبیّ بعدہٗ
اللّٰھم صلّ علیٰ سیّدنا محمّدٍ وّعلیٰ آل محمّد صلوٰۃً دآئمۃً
مّقبولۃً تُؤدّی بھا عنّا حقّہ العظیم۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر دور میں اپنے مقبول ومخلص بندوں کے ذریعے توحید وسنت کی اشاعت کا انتظام فرمایا ہے، یہ وہ سعادت مند بندگانِ خدا ہیں جنہیں مخلوقِ خدا کی رُشد وہدایت کے لیے چُنا گیا، انہیں اہل اللہ میں سے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اپنے دور کے عارف باللہ، قطب الارشاد اور شیخ العلماء والمشائخ تھے، ''فناء الفناء'' جن کا خاص وصف تھا اور ''بقا باللہ'' جن کا خاص مقام تھا۔ کثرتِ ذکر اللہ اور اپنی نفی یہ دو اہم چیزیں ہیں جو خانقاہ رائے پور کی پہچان ہیں۔ جیّد علماء وصلحاء حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ تھے، بعد میں جن کا اپنے اپنے دور میں بلند پایۂ مشائخ میں شمار ہوا۔

آپ ہی کے جید خلفاء میں سے ایک عظیم نام ایک درخشندہ ستارہ، دُرِتابندہ، گوہرِ نایاب حضرت اقدس مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ تھے جنہیں آپ کی مجلس میں نہایت خاص مقام حاصل تھا۔ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کا نامِ نامی احقر کے لیے نیا نہیں کیونکہ یہ وہ نام ہے جس سے بچپن ہی سے کان آشنا ہیں اور قلبی محبت قائم ہے، احقر مؤلف کے نانا جان میاں غلام مصطفیٰ جالندھری رحمۃ اللہ علیہ بن میاں رحیم بخش جالندھری رحمۃ اللہ علیہ جب کانگنا نزد ملسیاں ضلع جالندھر سے ہجرت کر کے فیصل آباد آئے تو حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ تعلق قائم ہوگیا، جب حضرت نانا جی رحمۃ اللہ علیہ نے چک نمبر 213 سوساں روڈ میں مسجد بنوائی تو حضرت

مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی انجمن کا نام ''انوار الاسلام'' رکھا جو آج بھی اسی نام سے موسوم ہے۔ ناناجی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت بھی حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ ہی نے کروایا تھا، میرے والدین کا نکاح بھی آپ ہی نے پڑھایا تھا، جب ناناجی رحمۃ اللہ علیہ حج پر روانہ ہونے لگے تو حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ذاتی نسخہ قرآن مجید کا حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ والا عنایت فرمایا تھا۔

آپ کے داماد حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ناناجی کا بہت تعلق تھا۔ ناناجی رحمۃ اللہ علیہ کی مدرسہ والی مسجد کے قریب ہی چک نمبر 213 میں رہائش تھی، احقر کی پیدائش بھی اسی چک میں ہوئی اور نماز جمعہ وعیدین کے لیے مدرسہ والی مسجد خالصہ کالج جانا احقر کو اچھی طرح یاد ہے، ناناجی رحمۃ اللہ علیہ کے برادرِ اصغر میاں منظور الحق، انوری مسجد کی انتظامیہ میں شامل تھے۔ غرض یہ کہ حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا فیض اولاً حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی بدولت ہی ہمارے خاندان تک پہنچا، اس ناکارہ ناچیز کو حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کی چند بار خواب میں بھی زیارت اور گفتگو نصیب ہوئی، جس میں سب سے پہلی زیارت میرے لیے وصیت ومبشرات کی حیثیت رکھتی ہے، یہ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور تلقین کردہ وظیفہ کی برکت تھی۔ خواب میں دیکھا کہ میں قبر کے سامنے بیٹھا ہوں، حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی قبر مبارک میں سے نیچے سے اوپر تشریف لائے، آپ خود بھی تشریف فرما ہیں، نہایت خوبصورت اور نور سے منور چہرہ ...... مجھ سے دونوں ہاتھوں سے سلام لیا، ہاتھ نرم ولطیف...... فرمایا ''ذِکر نہ چھوڑنا اور تمہاری موت درویشوں کی طرح آئے گی'' تقریباً یہی الفاظ تھے باقی یاد نہیں۔ حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار ٹیلی فون پر گفتگو کرتے ہوئے احقر کو بتایا کہ والد صاحب کا کشفی پیغام ہے کہ ''میں

مجلس رائے پوری والوں سے خوش ہوں، آپ ان کی سرپرستی کریں وہ اور جگہ کم اور ڈھڈیاں شریف زیادہ جایا کریں، مجالس ذکر سے میں بہت خوش ہوں۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق سے مجلس رائے پوری کے زیر اہتمام حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کے حالات جمع وطبع کروانے کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے جس کے تحت فیوضاتِ رائے پوری مع حیات درویش، تذکرۃ الجلیل اور تذکرہ ہیڈ ماسٹر میاں منظور محمد طبع ہو کر منظر عام پر آنے کے بعد الحمدللہ دادِ تحسین پا چکی ہیں۔ یہ تالیف بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

فنائیت کے نتیجہ میں اخفاءِ احوال جو رائپوری مشائخ کا خاص وصف ہے جس کی وجہ سے ان حضرات کے حالات جمع کرنے میں دِقّت پیش آتی ہے۔ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مختلف تصانیف میں اپنے چیدہ چیدہ حالات کا ذکر فرمایا ہے لیکن آپ کی مکمل سوانح، ارشادات وواقعات یکجا صورت میں ابھی تک منظرِ عام پر نہیں آسکے، احقر کی خود بھی بہت خواہش تھی اور حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے صاحبزادہ محمد راشد انوری سلمہٗ اللہ تعالیٰ کا بھی ایک عرصہ سے اس سلسلہ میں پُرزور اصرار جاری تھا کہ آپ دادا جان رحمۃ اللہ علیہ اور والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح پر کام کریں، شخصیت بہت بڑی اور ان کے حالات وواقعات بھی وسیع ورفیع ...... ہر بار بس سوچ کر ہی رہ جاتا، آخر کار صاحبزادہ صاحب احقر کے ہاں تشریف لے آئے کہ اب لکھوا کر ہی جاؤں گا، اللہ کا نام لے کر ابتداء کر دی، چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے پہلے ایک مختصر مضمون مرتب کیا گیا جو ماہنامہ ''صلوا علیہ وآلہٖ'' میں سات اقساط میں چھپا، جسے پڑھ کر متعدد حضرات نے بھی حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح مرتب کرنے کا مطالبہ کیا، جس سے ارادہ مزید قوی اور حوصلہ بلند ہوا۔ چنانچہ یادگار اسلاف حضرت مولانا مجاہد الحسینی (رحمۃ اللہ علیہ) سے مشاورت کی اور مقدمہ تحریر

کرنے کی درخواست کی۔ حضرت نے اپنی مصروفیات کے باوجود ہماری درخواست بخوشی قبول فرمائی، نیز حضرت اقدس صوفی محمد دین صاحب مدّظلہٗ گوجرہ اور حضرت حاجی احمد یعقوب صاحب مدّظلہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس مقصد کی تکمیل کے لیے دُعا کی درخواست کی۔

2003ء میں احقر کی پہلی مرتب کردہ کتاب ''فیوضات رائے پوری'' کی ڈھڈیاں شریف اجتماع میں رونمائی ہوئی تھی، یہی کتاب حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کی احقر کے گھر تشریف آوری کا ذریعہ بنی، حضرت نے احقر کے ہاں قیام بھی فرمایا اور پھر 2004ء میں بھی یہ سعادت نصیب ہوئی، آخری بار 2006ء میں تشریف لائے، یہ میرے لیے باعث سعادت ہے۔ صاحبزادہ محمد راشد انوری بھی ساتھ ہوتے، بہت مستعد ہمہ وقت خدمت کے لیے تیار رہتے تھے۔ ماشاء اللہ

اس عرصہ میں حضرت سے رابطہ رہا اور خط وکتابت بھی جاری رہی، 29/دسمبر 2014ء کو احقر اور بھائی شیراز صاحب حضرت کی زیارت وملاقات کے لیے کراچی حاضر ہوئے جو آخری ملاقات ثابت ہوئی، حضرت چونکہ اپنے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ اور احقر کے ناناجی رحمۃ اللہ علیہ کے باہمی تعلق سے بخوبی واقف تھے، نیز احقر کی سلسلہ خانقاہ رائے پور سے ہی نسبت تھی، اس کی برکت سے حضرت نے خوب محبت وعنایات سے نوازا۔ اس عرصۂ قیام میں احقر نے حضرت کی زبانی ان کے خاندانی وذاتی احوال متعدد کیسٹوں میں ریکارڈ کر لیے تھے، چنانچہ ان کیسٹوں کو سن کر تحریری شکل دی گئی، حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کی دستیاب کتب اور قلمی تحریروں سے بھی استفادہ کیا گیا۔ صاحبزادہ صاحب نے نہایت لگن اور محنت سے اپنے دادا

جان رحمۃ اللہ علیہ اور والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق معلومات جمع کیں، دوسرے شہروں کے سفر کیے اور متعلقہ لوگوں سے ملے۔جن میں سے چند اسفار میں احقر بھی ہمراہ تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہت جزائے خیر عطا فرمائے اور اپنے اجداد کی نسبتوں کا امین بنائے۔ نیز احقر اپنے اہل وعیال اور رفیق طریقت حافظ غیور الاسلام صاحب کا نہایت ممنون ومشکور ہے جن کے تعاون سے اس کام کے لیے فرصت نصیب ہوئی۔

تقریباً ڈیڑھ ماہ میں مسودہ تیار کر کے کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کر کے صاحبزادہ صاحب کے حوالہ کیا، دریں اثنا رمضان المبارک میں احقر مع اہل وعیال حرمین شریفین کی حاضری کے مبارک سفر کے لیے روانہ ہو گیا، مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی پُر انوار فضاؤں میں صیام وقیام اور جوارِ رسول حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عید الفطر کی سعادت نصیب ہوئی۔گنبدِ خضراء کا پُرنور نظارہ کر کے صحنِ مسجد نبوی شریف میں اپنی عرض کو قصیدہ بُردہ شریف کے ان اشعار پر مکمل کر رہا ہوں۔

مولایَ صلِّ وسلِّم دائماً ابداً
علی حَبیبِکَ خَیر الخَلق کُلّھِم
ھوالحَبیبُ الّذی تُرجٰی شَفاعتہٗ
لِکُلّ ھَولٍ مّن الاَھوال مُقتَحِمِ

خاکپائے بزرگاں

ابو حذیفہ عمران فاروق بن روشن علی محمود

غَفَرَاللہ ذُنُوبَہٗ وسَتَرعُیُوبَہٗ

حال موجود مسجد نبوی شریف مدینہ منورہ

بعد از نماز جمعہ، شوال ۱۴۳۸ھ بمطابق 30/جون 2017ء

مُقدّمہ

حضرت مولانا مجاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

بیعت کردہ: حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ
شاگردِ رشید: حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
فاضل: دارالعلوم ڈابھیل 1944ء

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں سے جس طرح بعض مقامات کو فوقیت دی ہے، اسی طرح بعض شخصیات کو اعلیٰ اعزاز واکرام سے سرفراز کیا ہے، ان میں سب سے ممتاز اور اعلیٰ شان کی ذاتِ اقدس خاتم الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین، مفسرین کرام، سیرت نگاران، آئمہ ومجتہدین و علماء کرام واولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم کی ہے، اسی طرح درجہ بدرجہ جن عظیم شخصیات کو عزت وعظمت سے نوازا گیا ہے وہ ہمارے لیے رُشد وہدایت کا مینار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی انھی برگزیدہ شخصیات میں سے ہمارے جن اسلاف نے برصغیر پاک وہند میں اسلام کے صحیح افکار ونظریات کی شمعیں روشن کیں اور لوگوں کے ظلمت کدۂ قلب ودماغ میں قرآن وسنت کی حلاوت ایمانی جاگزیں کی ان میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی آل واولاد اور شاگردانِ رشید کے اسماء گرامی خصوصاً قابل ذکر ہیں، ان عظیم شخصیات کی دینی، علمی اور ملی خدمات کے ایمان افروز

تذکروں سے ہماری تاریخ کے اوراق تابناک ہیں، اس عنوان کی معلومات افزا ضخیم کتابوں سے خصوصاً برصغیر پاک و ہند کے کتب خانے بھر چکے ہیں۔ اس کے باوجود لوگوں کی ان بزرگوں کے ساتھ محبت وعقیدت واحترام کا یہ عالم ہے کہ ہمہ وقت ایک تشنگی دامنگیر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جن نفوسِ قدسیہ کو علم وادراک، زہد وتقویٰ، تصوف وسلوک اور حُبّ واطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعمت عظمیٰ سے سرفراز کیا ہے ان میں حضرت شیخ المشائخ جلیل القدر عالم باعمل حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی خصوصاً قابل ذکر ہے۔

چنانچہ اسی جذبۂ عقیدت واحترام کے تحت برادر ابوحذیفہ عمران فاروق صاحب نے کتاب کی تصنیف وتالیف کی سعادت حاصل کی اور عزیزم مولوی محمد راشد انوری سلّمہٗ نے اپنے دادا جان شیخ المشائخ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات کے نام سے ایسی معلومات یکجا کی ہیں جو متوسلینِ شیخ کے لیے روحانی تسکین کا موجب اور جن کے مطالعہ سے اہلِ علم وقلم بآسانی مستفید ہوسکیں گے۔

حضرت شیخ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت گرامی میں اس فقیر کو متعدد مرتبہ حاضری کی سعادت ملی اور ان کی شخصیت سے روحانی اور علمی تشنگی رفع کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے لیکن ان کے سفرِ آخرت کے بعد اپنی محرومی کا احساس شدید تر ہوگیا، راقم الحروف کو حضرت شیخ انوری رحمۃ اللہ علیہ کا پہلی مرتبہ زیارت کا شرف مدرسہ خیر المدارس جالندھر کے سالانہ جلسے کے موقع پر ہوا تھا۔ وہ جلسہ متحدہ ہندوستان کے جلیل القدر علماء وخطباء کا ایک مثالی اور منفرد اجتماع کا آئینہ دار ہوتا تھا۔ میں اس مجمع علم وفضل میں حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا وہ جس قدر ظاہری حسن وجمال کے پیکر تھے اسی قدر وہ روحانی طور پر بھی

اپنے اسلاف کے نفوسِ قدسیہ سے صحیح طور پر خوشہ چیں تھے۔

مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ ضلع جالندھر کی تحصیل نکودر کے مشہور قصبے ''اُوگی چٹی'' کے باشندہ تھے، آپ کے والد ماجد مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے ممتاز عالم دین اور پیر طریقت کے حیثیت سے نامور تھے، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط اور ان کی تحریروں کو محفوظ رکھنے کا اہتمام ان کی دلچسپی اور مساعی حسنہ کا حصہ تھا، مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ نے دار العلوم دیوبند کے جلسہ دستار بندی ۱۳۲۸ھ میں شرکت کی تھی۔

حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کی عظیم علمی و دینی شخصیت تھے ان کے فضل وکمال کا اندازہ ان مکتوبات گرامی سے لگایا جاسکتا ہے جو حضرت شیخ المشائخ شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الحدیث مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے عظیم دینی و علمی شخصیات کے نام تحریر کیے تھے۔

حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے لخت جگر حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی، بعد ازاں دار العلوم دیوبند میں اکتساب فیض کیا اور دنیائے اسلام کے ایک منفرد محدث کبیر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص تلامذہ میں ممتاز حیثیت سے سرفراز ہوئے، فراغت کے کافی عرصہ بعد حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ سے ضلع لدھیانہ کے مشہور

قصبہ رائے کوٹ میں سلسلۂ تعلیم وتدریس کا آغاز کیا۔ اس ضلع کی شخصیات میں رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ مشہور تھیں۔

اوّل الذکر دونوں شخصیات میں سے مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تو برصغیر کی بڑی دینی جماعت مجلس احرار الاسلام کے بانیوں میں شامل تھے، اور آل انڈیا مجلس احرار اسلام کے صدر بھی رہے، لیکن مولانا مفتی محمد نعیم رحمۃ اللہ علیہ جمعیۃ علماء ہند کے ایک رہنما کی حیثیت سے ہی متعارف ہو سکے تھے۔

شیخ المشائخ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ شرف واعزاز حاصل ہے کہ ان کی پہلی بیعت حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی دوسری شیخ الحدیث مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے اور تیسری بیعت حضرت شیخ المشائخ مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی؛ لیکن انوری کی نسبت حضرت شیخ الحدیث مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی سے بیعت اور خلافت کے باعث ہے، مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شرف واعزاز قابل ذکر ہے کہ آپ نے اورینٹل کالج لاہور سے مولوی فاضل، منشی فاضل اور ادیب عالم کے امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے شاندار مثال قائم کی تھی؛ اسی لیے آپ کا اندازِ استدلال منفردانہ ہوتا تھا۔

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ علماء کے حلقے میں اپنے علمی تفوق اور زہد وتقویٰ کے اعتبار سے ممتاز شمار ہوتے تھے، اس مختصر مضمون میں ان کی حیات علمی وملّی کا احاطہ مشکل ہے البتہ ان کی زندگی کے ناقابل فراموش واقعات میں سے قادیانی مسئلے کی بابت مقدمۂ بہاول پور کا حوالہ زبردست اہمیت رکھتا ہے۔

1926ء میں احمد پور شرقیہ ریاست بہاول پور کی ایک مسلمان عورت کا

نکاح غلط فہمی کی وجہ سے ایک مرزائی عبدالرزاق سے ہوگیا تھا بعدازاں جب خاوند نے اپنے رشتہ دار مولوی الٰہی بخش سے اپنی زوجہ غلام عائشہ بی بی کی رخصتی چاہی تو عبدالرزاق کے مرزائی ہوجانے کا معلوم کر کے غلام عائشہ بی بی کی رخصتی کے بجائے جناب محمد اکبر خاں ڈسٹرکٹ جج بہاولپور کی عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کردیا گیا تھا، یہ مقدمہ کئی سال تک چلتا رہا، مرزائی چونکہ حکومت برطانیہ کی سرپرستی اور مالی تعاون کے باعث سرگرمِ عمل تھے وہ برطانوی سرکار کا بے دریغ روپیہ خرچ کر کے مقدمہ اپنے حق میں کرانے کی سرتوڑ کوشش کررہے تھے، ان کے بالمقابل مسلمان اگرچہ مالی اعتبار سے کمزور تھے مگر حمیتِ اسلامی اور غیرتِ دینی کے ایمان افروز سرمائے سے خوب مالا مال تھے۔

اسی مقدمے کی پیروی کے سلسلے میں مجلس احرار اسلام، انجمن مؤید الاسلام اور حزب اللہ کے علاوہ بہاول پور کے نواب خاندان کے افراد اور اسلامیان ریاست بہاول پور نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ اس مقدمے کی اہمیت کے پیش نظر برصغیر پاک وہند کی عظیم دینی وعلمی شخصیات نے خاص دلچسپی اور حمیتِ اسلامی کا مظاہرہ کر کے تاریخ ساز کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ ان عظیم شخصیات میں سے شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ابوالوفاء شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام محمد شیخ الجامعہ بہاول پور رحمۃ اللہ علیہ، مولانا پروفیسر نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ نیشنل کالج لاہور اور مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ بہاول پوری کے اسماء گرامی خصوصاً قابل ذکر ہیں، اس مقدمے کی تیاری اور کتب کے حوالہ جات پیش کرنے کے سلسلے میں شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بطور خاص اپنے ساتھ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات حاصل کی تھیں،

اس تاریخی مقدمے کا فیصلہ 7/فروری 1935ء بمطابق ۳/ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ کو مسماۃ غلام عائشہ دختر مولوی الٰہی بخش کے حق میں ہوکر مرزائی مرتد کے ساتھ مسلمان عورت کا نکاح کی عدالتی تنسیخ ہوگئی تھی۔

جن دنوں شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بہاول پور میں مقدمے کی سماعت اور مسلمانوں کا موقف بیان کرنے کے سلسلے میں بہاول پور تشریف لاتے تھے حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمراہ ہوتے تھے، آپ نے اپنے استاذ محترم حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ پر اپنے تحریر کردہ ایک مضمون میں بہاول پور کے سفر کا حال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> ''حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت مولانا محمد انور کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی گہری محبت اور تعلق خاطر تھا، جب دیوبند سے لاہور پہنچے تو حضرت نے فرمایا کہ مفتی صاحب ملتان جیل میں پس دیوارِ زنداں ہیں اس مرتبہ ان سے مل کر جانے کو جی چاہتا ہے۔''

چنانچہ ملتان پہنچے تو وہاں کے ممتاز علماء کرام آپ کے خدام اور عقیدت مندوں کا بڑا مجمع اسٹیشن پر استقبال کے لیے حاضر تھا، حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ملتان جیل کے قیدیوں سے ملاقات کا ارادہ ظاہر کیا تو مجلس احرار اسلام کے مقامی رہنماؤں نے جیل خانے کی انتظامیہ سے اجازت حاصل کرلی۔ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دوسرے قیدیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جیل خانے کے قیدیوں کو جب شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کی اچانک خبر ملی تو وہاں عید کا سماں ظاہر ہوگیا۔ جب حضرت مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کوٹھڑی سے ملاقات کو تشریف لائے تو وہ

منظر بڑا رقت آمیز تھا دونوں حضرات معانقہ کے دوران اشکبار تھے اسی دوران حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالحلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (والد ماجد مولانا شاہ احمد نورانی)، مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، چوہدری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قاری عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مظہر علی اظہر رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو آگئے تھے۔ مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ وہ علامہ راغب احسن کی معرکہ آراء کتاب مفردات القرآن کا اردو ترجمہ کرنا چاہتے ہیں، اسی پر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے چند کتابوں کے نام بھی لکھوائے کہ ان سے استفادہ ضروری ہے، پھر جیل کے اندر مختلف شخصیات کی تصانیف اور تحقیقی کام کی بابت حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیر تک گفتگو کرتے رہے۔

قریباً ڈیڑھ گھنٹے کی اس ملاقات میں بعض تاریخی معلومات بھی فراہم ہوئیں تھیں، چنانچہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

> ''حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو جب حکومت نے جیل خانے میں بھیجا تھا کہ آپ کے شاگردوں میں سے آپ کا زیادہ محبوب کون ہے؟ تو آپ نے حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا، اس پر حکومت نے انہیں بھی گرفتار کر کے آپ کے ساتھ کر دیا تھا، پھر دریافت کیا گیا کہ یہاں پر کسی چیز کی ضرورت ہو تو فرمائیے۔ امام حافظ بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کاغذ، دوات اور قلم کا تقاضا کیا یہ چیزیں انہیں فراہم کر دی گئیں، جب کاغذ وغیرہ ختم ہو گئے تو انہوں نے جیل کی دیواروں پر لکھنا شروع کر دیا حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

سے نے مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب اشارۃً بتایا کہ مفتی صاحب کی خدمت میں ان کے محبوب شاگرد مولانا احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہیں، اب یہاں سے کوئی تاریخ ساز دستاویز تیار کر کے ہی باہر جانا چاہیے۔''

بہر حال حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ اکابر علماء دیوبند کے بہت سے تاریخی واقعات کے عینی شاہد تھے اور سفر و حضر میں جس قدر سعادت آپ کو نصیب ہوئی ہے بہت کم حضرات کو ملی ہے۔

قیام پاکستان کے بعد مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد تشریف لے آئے اور اس شہر کے محلہ سنت پورہ میں آپ کی رہائش تھی، آپ کی شخصی عظمت کی مقدس یادگار جامع مسجد انوری موجود ہے، جہاں پر برصغیر کی عظیم دینی و علمی شخصیات رونق افروز ہوتی رہی ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند مولانا محمد انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کئی مرتبہ تشریف لائے ہیں، مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کے سلسلے میں تاریخ ساز کارنامے انجام دیئے ہیں۔ایسی باکمال شخصیت کی دینی، علمی اور ملی خدمات پر مشتمل کتاب کی اشاعت ایک لائق تحسین وتقلید کارنامہ ہے۔

برادر مکرم عمران فاروق صاحب اور عزیزم محمد راشد انوری مستحق تبریک ہیں کہ انہوں نے کافی محنت اور سعی مسلسل کے بعد مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت کی زندگی اور آپ کی دینی و علمی خدمات سے امت مسلمہ کو روشناس کرانے کی خاطر مدلل اور مصدقہ معلومات کا ایک گلدستہ تیار کیا ہے جس کی مہک دیر تک

ماحول کو معطر رکھے گی۔

مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی چند علمی و تحقیقی کتب طبع ہو چکی ہیں ان میں سے مکتوبات بزرگاں ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہیں نیز مکرم حکیم عمران فاروق صاحب اور عزیزم محمد راشد انوری نے ''کلیاتِ انوری'' کے نام سے دستیاب کتب کی از سر نو کتابت اور دیگر تمام قلمی مسودات کی طباعت واشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ یہ ایک علمی خدمت کے ساتھ تاریخی معلومات سے امت مسلمہ کی نظری وفکری رہنمائی کی بھی لائق تحقیق کوشش ہوگی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس معلوماتی پیشکش کو شرف قبولیت سے نوازے اور ایسی مزید کتب شائع کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

۲۱ ذیقعدہ ۱۴۳۸ھ 14 اگست 2017ء

قطب الاقطاب عالمِ ربّانی شیخ الحدیث
حضرت مولانا محمد انوری قادری لائل پوری نوّر اللہ مرقدہٗ

بے شمار اہلِ علم وفضل اور اربابِ صدق ووَفا ایسے گزر چکے ہیں جن کے نام سے آج کوئی واقف ہو نہ ہو مگر ان کے علم وتقویٰ اور جہد وعمل کا فیضان تا قیامت جاری وساری رہے گا، انہیں اصحاب عزیمت، عالمان قرآن وسنت اور بزگارن زہد واتقاء میں مرشدِ دوراں عالم حدیث وقرآں معدنِ صدق وعرفاں حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

خاندانی پس منظر:

آپ کے آباؤ اجداد مشرقی پنجاب کے ضلع جالندھر تحصیل نکودر کے گاؤں موضع ''اُوگی بہادر کے'' سے تعلق رکھتے تھے، یہ بہت بڑا گاؤں تھا۔ آپ کے والد مولانا فتح الدین رشیدی اپنے وقت کے رئیس لوگوں میں سے تھے، آپ کی جالندھر کے علاوہ ٹوبہ ٹیک سنگھ اور چشتیاں میں بھی زرعی اراضی تھی۔

نمبرداری:

مولانا فتح الدین زمینوں کی دیکھ بھال کے سلسلے میں ''اُوگی بہادر کے'' ضلع جالندھر اور اُگی چک ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے سفر کرتے رہتے تھے، دلچسپ بات یہ ہے کہ دونوں جگہ کی نمبرداری آپ کے پاس تھی۔

مولانا فتح الدین نے ابتدائی کتب کا درس مولانا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے لیا اور تکمیل حضرت مولانا محمد فاروقی کوٹوی رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ آپ مذاہب آئمہ اربعہ پر ناقدانہ وسیع نظر رکھتے تھے۔ بڑی بڑی ضخیم کتب فقہ، فتاوی شامی عالمگیری، بحر الرائق وغیرہ کا متعدد بار مطالعہ فرمایا۔ مبسوط، کتب تفسیر مثل تفسیر کبیر وغیرہ ازبر

تھیں۔ مسائل علم کلام اور جزئیات فقہیہ مع ان کے ادلّہ کے محفوظ تھے۔ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کے ساتھ والہانہ عقیدت تھی، ان مدارس کی مدت العمر مالی خدمت فرماتے رہے۔ تمام عمر احیا سنّت اور اہانت شرک و بدعت میں گزار دی۔ ۱۳۰۳ھ میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور منازل سلوک طے کرتے رہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ مراسلت جاری رہتا تھا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا۔ دارالعلوم دیوبند کے ۱۳۲۸ھ جلسہ دستار بندی کے موقع پر شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی دعوت پر شریک ہوئے۔ جاتے ہوئے بوریوں میں بند کر کے مسواکیں لے گئے تھے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بہت پسند فرمایا کہ آپ یہ بہت کام کی چیز لائے ہیں۔ غالباً چار بوریاں تھیں۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دستِ مبارک سے ایک ایک مسواک مہمانوں میں تقسیم فرمائیں۔

مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد:

آپکے تین نکاح تھے جن سے آپ کے تین صاحبزادے: (1) مولانا اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ (۱) (2) مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ (3) عبداللہ (جن کا ہندوستان میں ہی میں انتقال ہوگیا تھا) اور تین بیٹیاں تھیں۔ ایک بیٹی کی شادی مولانا محمد سلیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی، دوسری بیٹی کی شادی اُوگی چک ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایک بڑے زمیندار گھرانے میں چوہدری جان محمد کے ساتھ ہوئی جبکہ تیسری کی شادی مولانا محمد خلیل اللہ لدھیانوی سے ہوئی جو مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعۃ الرشید کراچی والوں کے بڑے بھائی تھے۔

(۱) مولانا اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ قیام پاکستان کے بعد حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ حج کے روز میدان عرفات میں انتقال ہوا۔ مکہ مکرمہ کے مقدّس قبرستان جنت المعلیٰ میں مدفون ہیں۔

پہلی اہلیہ کا قیام پاکستان سے کافی عرصہ پہلے ہندوستان میں انتقال ہو گیا تھا جس کے بعد مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری شادی کرلی تھی، دوسری اہلیہ سرگرودہ گھی ملز کے مالک حاجی محمد شفیع کی پھوپھی تھیں۔ حاجی محمد شفیع کا خاندان جالندھر کا رہنے والا تھا۔ یہ لوگ قیام پاکستان سے قبل بھی خوش حال تھے اور ان کا شمار سرکردہ کاروباری افراد میں ہوتا تھا، اور ان اہلیہ محترمہ کا انتقال بھی قیام پاکستان سے پہلے ہی ہو گیا تھا۔ خاندانی شجرہ نسب اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

آپ نے بہت سے افراد کو دین کی طرف متوجہ فرمایا جیسا کہ حضرت مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ سابق شیخ الحدیث خیر المدارس ملتان نے 1944ء میں مڈل پاس کیا تو آپ ہی نے انہیں رائے پور گجراں مدرسہ میں داخل کروایا۔

آخر میں تمام اوقات ذکرِ الٰہی میں گزارتے تھے اور اپنے بیٹے مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس قیام فرمالیا تھا۔ کبھی اپنے آپ کو مولوی نہیں کہلایا، فرماتے ''بھئی میں علمائے حقانی کا خادم ہوں مولوی نہیں ہوں''۔

آپ کی تصانیف میں: (۱) الظہر فی القریٰ، الجمعۃ فِی القریٰ کا ردّ (۲) تنبیہ الغافلین۔ بدعات و رسوم کا ردّ (۳) گاؤں اور نماز جمعہ اور نمازِ عید (۴) ختم مرسومتہ الہند (۵) حقیقی حنفیت (۶) ایک کتاب سجدہ تعظیمی کے ردّ میں (۷) عشرہ محرم اور تعزیہ (غیر مطبوعہ) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

آپ اپنی چھوٹی بیٹی (زوجہ مولانا محمد خلیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ برادر مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ) سے ملنے ٹنڈ والہ یار گئے ہوئے تھے، وہاں ایک ہفتہ ٹھہرے، اسی دوران بخار اور پیٹ درد کی شکایت ہوگئی اور پھر تین دن کے بعد ۲۲ ذوالحجہ ۱۳۷۰ھ/24 ستمبر 1951ء بروز پیر 95 سال کی عمر میں واصلِ بحق ہوئے۔ اور ٹنڈ والہ یار ہی میں دفن ہیں۔

شجرہ نسب مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ
محمد ناظر
محمد بہلول
محمد دائم
محمد عالم
محمد محکم
پیر بخش
مولانا فتح الدین
مولانا اللہ بخش
بیٹی
(زوجہ مولانا محمد سلیم لدھیانوی)
عائشہ بی بی
(زوجہ مولانا محمد خلیل اللہ لدھیانوی)
محمد عبداللہ
مولانا محمد انوری
فاطمہ بی بی
(زوجہ جان محمد)
مولانا عبدالرحمٰن
حبیب الرحمٰن
مولانا عزیز الرحمٰن
1 حبیب الرحمٰن
2 خلیل الرحمٰن
3 چھ بیٹیاں
مولانا سعید الرحمٰن
1 رشید الرحمٰن
2 عتیق الرحمٰن
3 جلیل الرحمٰن
4 اسد الرحمٰن
5 تین بیٹیاں
مولانا مسعود الرحمٰن
1 محفوظ الرحمٰن
2 محبوب الرحمٰن
3 عطاء الرحمٰن
4 ایک بیٹی
مولانا مقبول الرحمٰن
1 ضیاء الرحمٰن
2 احسان الرحمٰن
3 چار بیٹیاں
اہلیہ ثانی
4 تین بیٹیاں
مولانا ایوب الرحمٰن
1 محمد قاسم
2 محمد طیب
3 محمد راشد
4 دو بیٹیاں
خدیجہ زوجہ مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی
1 مجیب الرحمٰن
2 حبیب الرحمٰن
3 منیب الرحمٰن
4 پانچ بیٹیاں
صدیقہ زوجہ مولانا عبدالجلیل
1 قاری محمد شفیق
2 قاری احمد سعید
3 دو بیٹیاں
صالحہ زوجہ حافظ عزیز الرحمٰن
1 عبدالرحمٰن
2 حفظ الرحمٰن
3 حبیب الرحمٰن
4 ایک بیٹی
عبدالغنی
مولانا عبدالحیٔ
1 عبدالقیوم
2 عبدالقدوس
عبداللہ
رقیہ بی بی
1 مولانا محمد حنیف جالندھری
2 چار بیٹیاں
حشمت بی بی
عظمت بی بی
محمد عباس
1 حافظ نعمان
2 مفتی محمد عثمان زاہد
3 محمد رضوان
محمد الیاس
1 ابوبکر
2 عمیر
مولانا محمد فیاض
1 محمد احمد
محمد عبیداللہ
1 محمد اویس
2 محمد اُسامہ
قوم آرائیں:
آبائی وطن نکودر ضلع: جالندھر 1930 کے اوائل میں رائے کوٹ
ضلع لدھیانہ منتقل ہوئے 1947ء میں ہجرت کی
لائل پور (فیصل آباد) سکونت اختیار کی

مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت:

آپ ٦ صفر ١٣١٩ ھ بمطابق 25 مئی 1901ء بروز ہفتہ کو پیدا ہوئے۔

اسم گرامی کی وجہ تسمیہ:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے اجِلّہ خلفاء میں سے حضرت مولانا محمد صاحب قدس سرّہٗ کوٹ بادل خان ضلع جالندھر (جو حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ اور مولانا شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ مصنف تفسیر حقانی کے ہم سبق تھے) مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ پر بے حد مہربان تھے۔

حضرت مولانا محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا محمد عبداللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ ارشد حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ) اور حضرت حافظ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور والد ماجد حضرت مولانا عبدالعزیز رائپوری رحمۃ اللہ علیہ وپیر جی مولانا عبداللطیف رائپوری رحمۃ اللہ علیہ چیچہ وطنی) اور مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (والد ماجد حضرت مولانا عبداللہ رائپوری رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ رشیدیہ ساہیوال) یہ سب حضرات مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے عقیقہ پر تشریف لائے تھے، حضرت مولانا محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے نام پر ''محمد'' نام میں نے رکھ دیا ہے اور برکت کی دعا فرمائی۔ حضرت مولانا محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال اِسی سال ہوا اس وقت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ ریل گاڑی میں بیٹھ چکے تھے تو مولانا محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی اطلاع ملی۔

آپ کو چک 251 گ/ب ضلع لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں زمین ملی اور اسی چک میں مقیم ہوگئے۔ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال بھی اسی گاؤں میں ہوا تھا۔ حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی بیٹی سے ملاقات کے لیے اپنے داماد مولانا محمد خلیل اللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (برادرِ اکبر حضرت

مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کراچی) کے گھر ٹنڈ والہ یار سندھ تشریف لے گئے۔ اور 1950ء میں وہیں وصال ہوا۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے پاکیزہ ماحول میں آنکھ کھولی جو خالصتاً دینی و علمی خوشبوؤں سے معطر تھا۔

حصولِ علم:

مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کا اولین مکتب ان کا گھر ہی تھا۔ پانچ سال کی عمر میں حافظ حکیم محمد عمر جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن مجید ناظرہ پڑھا۔ غالباً چھٹی جماعت میں داخل ہو گئے تھے کہ آپ کے والد صاحب نے فارسی شروع کرا دی اور بوستان تک گھر ہی میں پڑھا کتابیں حفظ ہو گئیں تھیں۔ پھر آپ کے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نورِ نظر کو دریائے ستلج کے کنارے مدرسہ رائپور گوجراں میں حصولِ علم کے لیے داخل کروا دیا۔ یہ صرف درسگاہ ہی نہ تھی بلکہ اربابِ زہد و تقویٰ کا مرکز اور خانقاہ رشد و ہدایت تھی۔ عارف حق حضرت حافظ محمد صالح خلیفہ اعظم حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ کے سرپرست اعلیٰ تھے اور ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ حضرت مفتی فقیر اللہ رائپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا فضل احمد رائپوری رحمۃ اللہ علیہ مدرسین اعلیٰ تھے۔ آپ کے والد مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ خود اس درسگاہ کے بانیوں میں سے تھے۔ مدرسہ کی مالی سرپرستی بھی فرماتے تھے۔ بیٹے کو حصولِ تعلیم کے لیے بھیجا تو اس کے لیے خورد و نوش کا انتظام الگ سے اپنے طور پر کیا۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کا قیام و طعام حضرت حافظ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ کے گھر رہا، پھر حضرت مفتی فقیر اللہ صاحب کے نکاح کے بعد ان کے گھر انتظام ہو گیا۔ آپ کے والد مرحوم ماہانہ خرچ مولانا کی خدمت میں ارسال کر دیتے تھے۔ مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ دورانِ تعلیم مدرسہ پر کبھی بوجھ نہیں بنے۔

دورانِ تعلیم ناسازی طبیعت کے باعث دو سال پڑھنا چھوڑ دیا۔ پھر تیسرے سال کتابوں کو دہرایا اور اگلے اسباق پڑھے۔ اس عرصہ میں آپ نے

اپنے اساتذہ سے جو کتب پڑھیں ان میں:

(1) حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ [1] سے سکندر نامہ، یوسف زلیخا، جامع قواعد، احسن القواعد، نیرنگ عشق، نفحۃ الیمن، قلیوبی، سبعہ معلقات اور مشکوٰۃ شریف پڑھیں۔

(2) حضرت مولانا فضل احمد رائپوری رحمۃ اللہ علیہ سے میزان منشعب، ابواب الصرف، صرف میر، نحو میر، شرح مائۃ عامل، ہدایۃ النحو، ایساغوجی، میزان منطق، مرقات، تہذیب، منیۃ المصلی، کافیہ اور قدوری۔

(3) حضرت مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ نے امتحان لیا بہت خوش ہوئے اور گلاوٹھی ضلع بلند شہر ساتھ لے گئے وہاں کچھ حصہ کنز الدقائق، شرح تہذیب، مقامات حریری (تیرہ مقامات) اور شرح جامی پڑھیں۔

طبیعت کی ناسازی کے باعث واپس رائے پور گوجراں تشریف لے آئے اور باقی کنز الدقائق شرح جامی، شرح وقایہ، قطبی وغیرہ ختم کیں اس کے بعد مشکوٰۃ شریف حضرت مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔

مولوی فاضل، منشی فاضل اور ادیب عالم کے امتحانات میں کامیابی:

بعض مرتبہ اکابر علمائے کرام قادیانیوں کو مناظرے کا چیلنج کرتے تو قادیانیوں کی طرف سے یہ جواب ہوتا کہ ہم ایسے شخص سے مناظرہ کریں گے جو دنیاوی تعلیم یافتہ بھی ہو۔ چنانچہ اکابر حضرات، مولانا انوری کا انتخاب کرتے کیونکہ آپ نے اورینٹل کالج لاہور سے مولوی فاضل، منشی فاضل اور ادیب عالم کے امتحانات بھی نمایاں پوزیشنز میں پاس کئے تھے۔ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں سے کئی مناظرے کیے اور شکست فاش دی۔

---

(۱) ۲۱ رمضان ۱۳۸۲ھ 85 سال کی عمر میں انتقال ہوا اور ساہیوال میں مدفون ہوئے۔

بیعت وخلافت

1 شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ:

جون 1920ء میں سالار کاروانِ جہاد آزادی شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ یورپ کے جزیرہ مالٹا کی قید سے رہائی پا کر واپس تشریف لائے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ والہانہ مراسم تھے، چنانچہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی آمد سن کر آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیس سالہ جوان بیٹے کے ہمراہ دیوبند پہنچے اور حضرت نے بہت ہی شفقت کا معاملہ فرمایا۔

چنانچہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ انوارِ انوری میں خود تحریر فرماتے ہیں:

ہائے افسوس کہ وہ بھی مجلسیں تھیں کہ جب حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ مالٹا سے تشریف لائے تو بعد عصر سہ دری کے پاس صحن میں چارپائی بچھائی جاتی تھی، اس پر گائے کا سالم چمڑا بچھایا جاتا تھا، اس پر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوتے تھے اور چارپائی کے اردگرد کرسیاں بچھائی جاتی تھیں جن پر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا تاج محمود امروٹی سندھی رحمۃ اللہ علیہ اور خود حضرت مولانا محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوتے تھے۔ پھر کوئی کہنے والا یہ کہتا تھا کہ حضرت مہتمم صاحبان تشریف لا رہے ہیں، یعنی حضرت مولانا محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند، پھر آواز آتی کہ حضرت مولانا کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے ہیں، اور حضرت مولانا عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ بھی میرٹھ سے تشریف لائے ہیں۔ ان سب کیلئے بھی کرسیاں بچھائی جاتی تھیں، اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ برابر خدمت میں کھڑے رہتے تھے، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اردگرد علماء وصلحاء کا مجمع اتنا کثیر رہتا تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ ہوتی تھی اور خود اپنا مقدمۃ القرآن سنایا

کرتے تھے اور لوگ ہمہ تن گوش ہو کر سنتے تھے۔ (انوار انوری جدید ص 15)

جب حضرت شیخ الہند قدس سرہ مالٹا سے تشریف لائے تو حضرت کو فکر تھی کہ یہاں کے علماء اختلاف نہ کریں۔ اس لئے سب سے پہلے حضرت شاہ صاحب سے انگریزی موالات ترک کرنے اور ان کی ملازمت چھوڑنے پر فتویٰ حاصل کیا۔ احقر کے والد حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ زیارت کے لئے لائل پور سے دیوبند حاضر ہوئے تھے۔ اور حضرت شیخ الہند محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے کئی روز مہمان رہے تھے۔ ان ہی ایام میں مسئلہ تحریر فرما کر حضرت انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لائے۔ کوئی دس بجے کا وقت ہوگا گرمی کا موسم تھا، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مولانا احمد اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بھی حاضر تھے اور بھی بہت مہمان تھے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ادب سے بیٹھ کر مسئلہ سنایا حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک خوشی اور مسرت سے کھل گیا، احقر مع والد صاحب بھی حاضر تھے۔ درس میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ وہ جان بازی جو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے دکھائی ہے وہ تو کوئی کیا دکھائے گا ہاں حق ضرور واضح کر دینا چاہیئے۔ (انوار انوری جدید ص 59)

آپ کے استاذ محترم مفتی فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ اسے بیعت فرمالیں حضرت نے فوراً قبول فرما کر بیعت کر لیا، آپ حضرت شیخ الہند کی خدمت میں شب و روز رہنے لگے۔[۱] اس سے پہلے مدرسہ

---

(۱) حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کا واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا باورچی خانہ گر گیا۔ بارشیں بہت ہوئیں۔ ساتھیوں نے رات کو جب حضرت سو گئے تو مل کر باورچی خانہ بنا دیا، چھت ڈال کر فارغ ہوئے تو حضرت تہجد کے لیے اٹھے، تو دیکھا خدام باورچی خانہ بنا رہے تھے، حضرت اس وقت چارپائی پر بیٹھے تھے، حضرت کا بستر گائے کے چمڑے کا تھا، ہم خدام حضرت کی چارپائی کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ حضرت نے فرمایا آپ کے لیے چائے بناتے ہیں۔ تو خدام نے عرض کی کہ حضرت چائے نہیں، ہمارے لیے دُعا فرمائیے۔ حضرت نے دُعا فرمائی۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو ہوا اور دیوبند میں مدفون ہیں۔

رائپور گجراں میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے اجلہ خلفاء سے کسب فیض و علم کر چکے تھے، جس کی برکت سے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی سعادت مندی کو محسوس فرماتے ہوئے آپ کو خلافت سے نواز دیا؛ چنانچہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں بھی بیعت فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں کہ ہماری مسجد انوری کے مؤذن صوفی محمد زکریا نے مجھے یہ بات بتائی کہ جب حضرت انوری نے مجھے بیعت کیا تو آخر میں یہ الفاظ کہلائے ''بیعت کی میں نے حضرت شیخ الہند سے محمد کے ہاتھ پر''۔

(بروایت مولانا ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ، 1947ء میں لدھیانہ کے مسلمانوں پر کیا گزری، ص350)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار حضرت شیخ الہند کے خاص خدّام میں ہوتا تھا، اس زمانہ میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان جو اکثر جید علماء اور تحریکِ آزادی کے رہنما ورفقاء ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سرگرم رہے۔ اس متبرک مجمع کو شام کو کھانا کھلانا اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خدمت کرنا ہمیں (محمد انوری کو) بھی نصیب ہوتا تھا۔ (انوار انوری جدید ص18)

حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ جس روز احقر دیوبند حاضر ہوا تو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت مع خدام زائرین، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تھی، بعد نماز مغرب تین صد سے زائد مہمان حضرت کی معیت میں نودرہ کی چھت پر تشریف فرما ہوئے، عجیب انوار و برکات کا نزول ہو رہا تھا، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وجد کے عالم میں تھے، کھانے سے فراغت کے بعد حضرت دیر تک تشریف فرما رہے۔

ایک دفعہ احقر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا، دن کے دس

بجے ہوں گے، بارش ہورہی تھی، فرمانے لگے، بھائی مولوی محمد حسن صاحب! شاہ صاحب کے ہاں چلنا ہے، آج انہوں نے ہمیں مہمانوں سمیت مدعو کیا ہے، حکیم صاحب فرمانے لگے، حضرت بارش تو ہو رہی ہے، کھانا یہیں منگا لیا جائے گا، فرمایا نہیں بھائی، میرے ایک مخلص نے دعوت کی ہے، وہیں جاؤں گا، چنانچہ بارش ہی میں چل دیئے، راستے میں سامنے سے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے تھے، عرض بھی کی کہ کھانا، درِ دولت پر پہنچایا دیا جائے گا۔ فرمایا، کچھ تکلیف نہیں، آپ کے گھر پر کھانا کھائیں گے۔ (حیات انور ص 309)

شوال ۱۳۳۸ھ میں نئے تعلیمی سال کے آغاز پر دورہ حدیث کے لئے مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کے عظیم استاذ التفسیر والحدیث حضرت شیخ الہند کے تلامذہ کی صف میں بیٹھ گئے۔ لیکن حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اپنی کِبر سِنی ناسازی طبیعت اور مسلسل اسفار کے باعث اسباق نہ پڑھا سکے تو آپ کے مایہ ناز شاگرد فخر المحدثین امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے تشنگان علوم نبوت کو سیراب کیا جن میں حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست تھے۔ آپ نے دورۂ حدیث رجب ۱۳۳۹ھ بمطابق 1921ء میں مکمل کیا۔

2 امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ:

جب دار العلوم دیوبند اپنے والد مرحوم کے ہمراہ تعلیم کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت شیخ الہند کے مکان پر فوراً حاضری دی۔ گرمی کا زمانہ دوپہر کا وقت حضرت مرحوم کے ارد گرد معتقدین کا ہجوم جن میں ایک صاحب حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کو دستی پنکھا جھل رہے تھے اور حضرت کے آرام وراحت کے خیال سے بڑھتے ہوئے ہجوم سے بہ آواز نرم کہتے، بھائی ذرا دور رہیئے۔ حضرت کو تکلیف ہوگی۔ یہ پنکھا کرنیوالے دار العلوم دیوبند کے صدر مدرس رئیس العلماء حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

تھے۔ بقول مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کے یہ حضرت شاہ صاحب کی سب سے پہلی زیارت تھی اور معصومیت کی گھڑی گھڑھائی تصویر پہلے ہی لمحہ میں مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کے قلب مشتاق میں جاگزیں ہوگئی۔ (نقش دوام ص 63)

حضرت شیخ الہند کے وصال کے بعد آپ نے حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق قائم فرمالیا۔ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ تین سال مسلسل حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں رہے، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو جو روحانی اور علمی نسبت تامہ حاصل تھی اسی بنا پر اپنے نام کے ساتھ انوری لکھتے تھے۔اور مولانا محمد انوری مشہور ہوئے اور یہ نسبت دیگر نسبتوں پر غالب تھی۔

یہ آپ کا تبحّرِ علمی، ولولہ دینی اور مشائخ حق سے روحانی کسبِ فیض کی تکمیل ہی تھی کہ حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو اپنی پُرانوار خلافت سے نوازا۔

حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو مندرجہ ذیل بزرگوں سے اجازت وخلافت حاصل تھی:

(1) اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا سید محمد معظم شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے سہروردی سلسلہ میں۔ (نقشِ دوام ص 142، انوارِ انوری جدید ص 44)

(2) امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے جب ۱۳۱۹ھ میں آپ اپنے وطن کشمیر مراجعت فرمارہے تھے۔ (نقشِ دوام ص 142، انوارِ انوری جدید ص 44)

(3) حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے جس کا تذکرہ ''نفحۃ العنبر'' (جدید) میں تفصیل سے موجود ہے۔ (نقشِ دوام ص 143)

چنانچہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ خود تحریر فرماتے ہیں:

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ کچھ دنوں میں نے بھی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے، ابھی میں سُنہری مسجد

میں، مدرسہ امینیہ دہلی میں داخل نہ ہوا تھا، دوسری درسگاہوں میں پڑھتا تھا، پتہ چلا کہ حضرت مولانا کریم بخش صاحب مرحوم لدھیانوی (جو مدرسہ عربیہ گلاؤٹھی ضلع بلند شہر میں تیس سال مدرس اول رہے، ہر فن میں کمال تھا، خصوصاً علم ہیئت اور ریاضی کے تو امام تھے) گلاؤٹھی سے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے ہوئے ہیں، میں ملاقات کے لیے سُنہری مسجد میں گیا، دیکھا ایک حجرے میں دروازہ بند کر کے اندھیرے میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ذکر دوضربی جہر کے ساتھ کر رہے ہیں، اَللّٰهُ اَللّٰه اَللّٰهُ اَللّٰه، دیر تک اسم ذات کا ذکر کرتے رہے، اس وقت عمر شریف اکیس بائیس سال کی ہوگی، فرمایا، جب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بازار نکلتے تو سر پر رومال ڈال کر آنکھوں کے سامنے پردہ کر کے نکلتے، مبادا کسی عورت پر نظر پڑ جائے۔ (حیات انور ص310)

حضرت رائے پوری (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ جن ایام میں حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں مدرسہ امینیہ میں پڑھتا تھا حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈیڑھ پیسہ کی روٹی منگا کر کھایا کرتے تھے، سارا دن درس متعدد علوم وفنون کا دیتے، دوپہر کو شدت گرما جون اور جولائی کے مہینے میں کتب بینی فرماتے جبکہ ہر شخص دوپہر کی نیند کے مزے لیتا ہوتا تھا، موسم سرما میں دیکھا گیا ہے کہ بعد نماز عشاء صبح صادق تک مطالعہ فرما رہے ہیں اور اوپر کی رضائی کہیں سے کہیں پڑی ہوئی ہے، مغرب سے عشاء تک ذکر ومراقبہ میں مشغول رہتے۔ (حیات انور ص303)

مقدمہ بہاولپور کے سفر کے دوران لاہور میں دو روز قیام فرمایا تھا، آسٹریلین بلڈنگ کی مسجد میں بعد نماز فجر وعظ فرمایا، علماء وفضلاء عوام وخواص بالخصوص ڈاکٹر محمد اقبال اور ان کے ساتھی اہتمام سے حاضر ہوتے تھے، بیان ہوتا تھا: ’’اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، مالک تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو۔‘‘ (حیات انور ص327)

بہاولپور کے سفر میں تشریف لے جاتے وقت یہ فرمایا کہ یہاں پر علماء سنٹرل جیل ملتان میں مقید ہیں ان سے ملاقات کر کے آگے جانا ہے اس لئے ملتان چھاؤنی کے سٹیشن پر اتر گئے۔

صبح صادق ہو چکی تھی جب گاڑی ملتان چھاؤنی پہنچی اترتے ہی پلیٹ فارم پر مجمع کے ساتھ نماز باجماعت ادا کی، پھر مجلس احرار کے دفتر میں تشریف لائے، ان لوگوں نے وہاں چائے کا انتظام کر رکھا تھا، بہت مجمع ہو گیا بعض لوگ بیعت بھی ہوئے ان کو بیعت فرمایا، بعد نماز فجر کلمہ توحید سو بار اور بعد نماز عصر کلمہ تمجید سو بار بعد نماز عشاء درود شریف سو بار۔ نماز والا درود تو بہت فضیلت رکھتا ہے، یا یہ درود شریف پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحٰبِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔

اس کو درود مشہور کہتے ہیں، پھر فرمایا کہ یہ سہروردی طریقہ ہے، اس کو اوراد کہتے ہیں، جب تخلیہ ہوتا تو بیعت کرتے وقت دوازدہ (بارہ) تسبیح چشتیہ ہی تلقین فرماتے اور اس کا طریق بھی خود کر کے دکھاتے، خوب شدّ ومدّ سے اللہ اللہ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ فرماتے کہ متوسط جہر کے ساتھ ذکر کرتے اس کو اذکار کہتے ہیں۔

(انوار انواری جدید ص195)

حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ:

"ایک مرتبہ حکیم شریف صاحب پتوکی سے آئے ہوئے تھے سردیوں کے دن تھے عشاء کے بعد مجھ سے پوچھنے لگے کہ آپ کے حضرت والد صاحب نے کوئی اربعین بھی لکھی ہے

کیونکہ انوار الباری میں اور کتابوں کے ساتھ اربعین کا بھی ذکر ہے چنانچہ میں اسی وقت والد صاحب کی خدمت میں گیا وہ لیٹ چکے تھے ان دنوں میں حضرت والد صاحب کی خدمت پر مامور تھا۔ میں نے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ نے کوئی اربعین لکھی تھی؟ فرمایا، ہاں! لکھی تھی کوئی چالیس سال پہلے۔ پھر میں نے پوچھا کہ آپ کو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت وخلافت ہے؟ فرمایا، ہاں! لیکن میں لوگوں کو بتاتا نہیں۔"

چنانچہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ انوارِ انوری میں خود تحریر فرماتے ہیں؛

ایک دفعہ غالباً ۱۳۴۸ھ بیرون کا موسم تھا، اور احقر دیوبند حاضر ہوا حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ڈابھیل سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت صحن میں چارپائی پر تشریف فرما تھے، مولانا مشیت اللہ بجنوری رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے مہمان بیٹھے تھے۔ کمال مہربانی فرمائی، ہمیں دیکھتے ہی چارپائی سے اٹھ کر ننگے ہی پاؤں ہماری طرف تشریف لائے اور مصافحہ فرمایا، پھر مولانا مشیت اللہ بجنوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف فرما ہوئے اور ان کو بیر کا چھلکا اتار کر عنایت فرما رہے تھے، ایک طبق ہماری طرف بھی رکھ دیا اور ایک طالب علم کو فرمایا کہ ان کو چھیل کر کھلاؤ اور دوسرے طالب علم کو جیب مبارک سے ایک روپیہ نکال کر دیا اور فرمایا کہ بکری کا عمدہ گوشت بازار سے لاؤ پھر گھر کے اندر تشریف لے گئے۔

مولوی محفوظ علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ گھر میں حضرت فرما رہے تھے کہ بہت معزز مہمان آئے ہیں کھانا عمدہ پکائیو، پھر باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ دو ٹوکرے باقر خانیوں کے لے آئے اتنی تکلیف کیوں اٹھائی، اگر کوئی شے لانا ہی

ہو تو یسیر سی (تھوڑی) چیز لے آیا کرو، میرے ہاں محبت میں کوئی فرق نہیں پڑتا، بہت تھوڑی چیز لانا چاہئے۔

پھر فرمایا آپ ذرا لیٹ جائیے یہ کمبل ہیں ان کو نیچے بچھا لیجئے، خود اپنے دست مبارک سے عنایت فرمائے ہم نے متبرک سمجھ کر تکیہ کے نیچے رکھ لئے پھر دوپہر کو کھانا پر تکلف بھیجا، مولانا محفوظ علی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد ادریس سکروڈوی رحمۃ اللہ علیہ اور کئی ایک مہمانوں نے مل کر کھانا کھایا۔ پھر بعد ظہر میں نے عرض کیا کہ ساتھی کو بیعت فرمالیں نہایت شفقت سے قبول فرمالیا، اور دوازدہ تسبیح چشتیہ کا ذکر تلقین فرمایا۔

جب شام کی گاڑی سے ہم واپس ہونے لگے تو فرمانے لگے اگر کوئی اور گنجائش ہو تو اور ٹھہر جاؤ، احقر نے عرض کیا کل کو رخصت لے لیں گے، پھر اگلے دن صبح کو مجلس ہوئی، جب رخصت ہونے لگے تو فرمایا کہ آپ کی مہمانی کا تفقدّ نہیں ہوسکا۔ کچھ خیال نہ کرنا میں بھی علیل ہوں مجھے بہت رقت ہوئی کہ اتنی شفقت پر بھی یہ عذر۔ (انوار انوری جدید ص 89,88,87)

جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ آپ پر ''انوری'' نسبت غالب آ گئی تھی چنانچہ رائے کوٹ ضلع لدھیانہ میں مدرسہ تعلیم الاسلام قائم فرمایا تو مسجد کا نام ''مسجد انوری'' رکھا۔ قیامِ پاکستان کے موقع پر جب ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے تو لائل پور (حالیہ فیصل آباد) کو اپنا مسکن بنایا۔ وسط شہر کے محلہ سنت پورہ میں مسجد بنائی تو اس کا نام بھی ''مسجد انوری'' رکھا۔ جھنگ شہر میں حضرت صوفی شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خلیفۂ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ) نے مدرسہ قائم کیا تو اس کا نام آپ نے انوار الاسلام رکھوایا۔ غلام محمد آباد میں ''مدرسہ انوار الاسلام'' اور ''مسجد انوری'' تعمیر کروائی۔

متعدد مدارس ''انوار القرآن'' اور ''انوار الاسلام'' کے نام سے شہر و ضلع

فیصل آباد میں تعمیر کروائے۔ احقر مؤلف کے نانا جان میاں غلام مصطفی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ جب کا نگنا نزد ملسیاں ضلع جالندھر سے ہجرت کر کے فیصل آباد آئے تو حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ تعلق قائم ہوگیا۔ جب حضرت نانا جی رحمۃ اللہ علیہ نے چک نمبر 213 سوساں روڈ میں مسجد بنوائی تو حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی انجمن کا نام ''انوار الاسلام'' رکھا جو آج بھی اسی نام سے موسوم ہے اور جس کے زیرِ نگرانی مدرسہ انوار الاسلام اور جامع مسجد عثمان غنی قائم ہے الحمدللہ۔ جڑانوالہ میں بھی ایک ''مسجد انوری'' اور ''مدرسہ انوار القرآن'' موجود ہے اپنے استاد اور شیخ کے ساتھ تعلق کو ایسے احسن طریقے سے نبھایا کہ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ نے اُن کے خاندان کی کفالت کی ذمہ داری اٹھائی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کو حج کرایا۔ شادیاں کرائیں، مکانات بنوا کر دیئے۔ حتیٰ کہ حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کے خالو حکیم محمد اختر دواخانہ حکیم اجمل خان (گھنٹہ گھر پشاور) کو بھی حج کروایا۔

چنانچہ حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''خانوادۂ انوری سے تعلق اور قلبی روابط کا یہ عالم تھا کہ برادرِ اکبر نے جب دیوبند سے انور نامی ہفتہ وار جریدہ شائع کیا تو مرحوم اس کے سب سے بڑے معاون تھے اور خاکسار کی ادارت میں شائع ہونے والا رسالہ ''نقش'' حضرت مرحوم کے الطاف وعنایات سے تین سال تک شائع ہوتا رہا اور خود خریدار بہم پہنچاتے۔ پاکستان سے ترسیل رقم کے ذرائع مہیا کرتے۔ والدہ مرحومہ کے لیے حج کا انتظام فرمایا اور خاکسار کے رہائشی مکان کی تعمیر میں مدد فرمائی۔ تقسیم ہند کے بعد لاہور پاکستان

منتقل ہو گئے اور مدرسہ انوریہ کا افتتاح کیا۔ 1964ء میں یہ ظلوم وجہول ایک ہفتہ کے قریب لائل پور میں ان کا مہمان رہا، اعلیٰ میزبانی وضیافت کے ساتھ کل پاکستان میں مسافرت کے اخراجات مرحوم ہی نے ادا کئے۔ کھانے پر بیٹھتے تو شروع سے آخر تک اپنے استاذ کا ذکر فرماتے خود بھی روتے اور دوسروں کو بھی رلاتے۔ لائل پور کا بڑا حلقہ ان کے سلسلۂ بیعت وارشاد میں شریک تھا............ولی صورت وسیرت نیک طبیعت ونیک نہاد وعلم دوست فضل پرور شخصیت کے مالک تھے۔'' (نقشِ دوام ص 63)

''چندروز پاکستان میں'' کے عنوان سے اپنے سفرنامے میں تحریر کرتے ہیں کہ:

''مولانا محمد صاحب انوری رحمۃ اللہ علیہ غالباً ہند وپاک میں منفرد شخصیت ہیں جن کو اپنے استاذ امام العصر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے عشق کا معاملہ ہے اگرچہ شاہ صاحب مرحوم کے تمام ہی تلامذہ کو مرحوم سے ایک خاص تعلق اور وابستگی ہے۔ ایسا تعلق اور خلوص جس کی مثال عصر حاضر کے اساتذہ وتلامذہ میں کیوں ملنے لگی۔ قدیم تاریخ میں اس کی مثال خال خال ہی مل سکے گی۔ لیکن پھر بھی مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کی مثال ڈھونڈھ نکالنا بہت ہی مشکل ہے۔ استاذ مرحوم سے عزیز تعلق کی بنا پر مشہور بھی انوری ہی کے نام سے ہیں............ اللہ تعالیٰ کی وہ وہ عنایات مولانا پر ہیں جن کا ذکر بھی مشکل ہے،

خاکسار اور ظہور الباری صاحب کیساتھ جس میزبانی کا معاملہ مولانا اور ان کے بچوں نے کیا، سوچتا ہوں تو گردن شرم کی وجہ سے جھک جاتی ہے، دیوبند میں دو پلی ٹوپی سر پر رکھنے کا رواج ہے، خاکسار پاکستان پہنچا تو سر پر یہی ٹوپی تھی پاکستان میں مولوی حضرات سر پر رومال باندھتے ہیں مولانا چپکے سے گھر میں تشریف لے گئے اور خاکسار کے لیے ایک رومال لے آئے ارشاد فرمایا حضرت رائپوری کے یہاں چلنا ہے۔ اس کو سر پر باندھ لیجیے ...... اور اسی طرح کی سیکڑوں عنایات لائل پور کے قیام میں مولانا کی فقیر پر رہیں۔ جی چاہتا ہے ان سب کا ذکر کروں لیکن جانتا ہوں کہ خود مولانا اس کو پسند نہیں فرمائیں گے اس لیے مولانا کے احترام میں قلم کو روکنا پڑتا ہے۔ تاہم جو کچھ قلم سے نکل جائے اس کے لیے معذرت طلب ہوں۔" (ماہنامہ "نقش" مئی/ 1960ء، ص 17۔18)

دارالعلوم دیوبند میں حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کرام:

(1) حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ابن حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند)

(2) حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

(3) حضرت مولانا میاں سید اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ

(4) حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

(5) حضرت مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ

(6) حضرت مولانا رسول خان رحمۃ اللہ علیہ

ہمعصر مشاہیر:

(1) حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند)

(2) محدث کبیر مولانا محمد بدرِ عالم میرٹھی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (مصنف ترجمان السنۃ)

(3) مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (والد ماجد حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی وحضرت مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہما)

(4) حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (مصنف معارف الحدیث وخلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ)

(5) مولانا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ (برادرِ اصغر حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ)

(6) مولانا احمد علی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

❸ قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے بہت صدمہ محسوس کیا۔ فراقِ شیخ انور میں جینا محال ہوگیا تا آنکہ خواب میں بار بار اپنے مرشد علمی وروحانی کی زیارت ہوئی تو حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو فرمایا کہ مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے رفیق ہیں، آپ ان کی خدمت میں تشریف لے جائیں، ادھر حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے خط لکھ کر خود بلوالیا اور اپنے سلسلہ میں داخل فرمالیا۔ یہ 1938ء کا واقعہ ہے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ بعد اجازت وخلافت عنایت فرمائی۔ چنانچہ پھر حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ ثالث حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم شمار ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد لائلپور (حالیہ فیصل آباد) میں حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ جب بھی تشریف لاتے تو انوری مسجد اور مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کا گھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ ہوتا۔ اجازت وخلافت کے بعد حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ بار بار اصرار فرماتے رہے کہ آپ بیعت

کرلیا کریں۔ آپ نے عرض کیا کہ شرم آتی ہے تو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں لوگوں کو لکھ دیا کروں گا کہ تیری طرف متوجہ ہوں۔ پھر ہر سفر میں بھی یہی فرماتے رہے جب ملک بدل گیا پھر تو بہت مرتبہ فرمایا اور خطوط بھی بھیجتے رہے۔ ایک مرتبہ آپ رائے پور حاضر تھے کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے تخلیہ میں بعد مغرب آپ کو بلوایا اور احوال ذکر و کیفیات قلبی دریافت فرمائے...... (سننے کے بعد) بہت ہی خوش ہوئے فرمایا:

''الحمدللہ الحمدللہ، آپ کو احساس بھی ہے اور یہ سب آثار ذکر ہیں اور اس کو تجلی کہتے ہیں کیونکہ ذات بحت نظر آنے سے بلند و بالا ہے کسی محبوب ترین شکل میں جلوہ گری فرماتے ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں یا بیداری میں زیارت ہوجانا بہت ہی مبارک ہے آپ کو ان شاء اللہ تعالیٰ نسبت محمدیہ حاصل ہونے والی ہے میں بشارت دیتا ہوں۔''

آپ کے صاحبزادے مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ اس کی وضاحت فرماتے ہیں کہ:

''نسبت محمدیہ کی کیفیت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی وعظ، تقریر، درس کے دوران آتا تو لوگ اپنی گردنیں اٹھا کر دیکھتے تھے کہ آپ خاموش کیوں ہوگئے۔ اسی طرح خطبہ کے دوران آپ پر رِقت طاری ہوجاتی تھی۔ اور جب اس کیفیت کا غلبہ ہوتا تو معلوم ہوتا تھا کہ جیسے بہت زیادہ رو کر خاموش ہوئے ہیں اور اب بول رہے ہیں۔ فنا فی الرسول کا مقام جو ہم سنتے اور کتابوں میں پڑھتے

ہیں وہ اس کے صحیح مصداق تھے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری
زندگی میں نام مبارک لیتے ہی رقت طاری ہوجاتی تھی۔"

حضرت رائے پوری 1944ء میں لدھیانہ تشریف لائے تو رات دو بجے حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا فرمایا کہ میں آپ سے بہت خوش ہوں۔"ضیاء القلوب" کا مطالعہ کرلیں اس کی بھی اجازت دیتا ہوں اس کے مطابق بیعت کرلیا کریں اور ملازمت سکول سے سبکدوش ہوجائیں، بس توکّل کر کے بیٹھ جائیں ان شاء اللہ روپوں میں کھیلو گے، کسی کے محتاج نہ ہوگے۔ رات کے واقعہ نے تو مجھے یقین دلا دیا کہ آپ سب کچھ ماشآء اللہ برداشت کرسکتے ہیں...... حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانے پر اگلے روز ہی استعفیٰ دے دیا اور اپنے آپ کو دین کی خدمت اور بندگانِ خدا کی اصلاح کے لیے وقف کردیا۔ اس دور میں سرکاری ملازمت بہت مشکل سے ملتی تھی لیکن حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا حکم سننے کے بعد آپ نے ملازمت کو بالکل اہمیت نہ دی۔

آپ کے شیخ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کو آپ پر بہت اعتماد و ناز تھا۔ ایسے بے شمار واقعات ہیں کہ مجلس میں جب بھی کوئی علمی مسئلہ درپیش ہوتا تو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ فوراً آپ کی طرف ہی متوجہ ہوتے اور فرماتے کہ اس کا جواب دیں تو حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ فوراً اس کا جواب پیش فرمادیتے۔

حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے:

"مولانا موصوف کو ہمارے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا
اختصاص حاصل تھا اور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں
علمی مسائل میں اکثر ان ہی سے مراجعت کی جاتی تھی۔"

(ملفوظات حضرت رائے پوری، ص4)

صاحبزادہ مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ:

1962ء میں مولانا محمد صاحب انوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب عمرہ پر جانا تھا تو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا قیام اس وقت حاجی متین احمد کی کوٹھی بالمقابل ریڈیو پاکستان لاہور میں تھا۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آپ کا وہاں قیام کتنا ہوگا۔ عرض کیا کہ حضرت ایک ماہ کا ویزہ ہے۔ فرمایا۔ بہت اچھا۔ پھر عرض کیا کہ حضرت کچھ بڑھانے کا بھی ارادہ ہے۔ اس پر حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے سکوت فرمایا۔ چنانچہ حضرت کا وصال انہی 15 دنوں میں ہوا جو ایک ماہ سے زائد تھے۔ ایک ماہ بعد ہی واپس آجاتے تو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوجاتی۔ یکم جولائی کو جا کر یکم ستمبر کو واپسی ہوئی تھی۔ (حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ بمطابق 16 اگست 1962ء بروز جمعرات 11 بجکر 25 منٹ پر ہوا۔) پھر حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت! ہمارے اکابر کا یہ معمول ہے کہ جب وہ حرمین شریفین کا سفر کرتے ہیں تو روزہ پاک کی زیارت کی نیت سے کرتے ہیں، عمرہ تو ہو ہی جائے گا۔ آپ بھی یہی نیت کرلیں۔ عرض کیا، میں نے یہ نیت کرلی ہے۔ وہاں مولانا عبدالعزیز صاحب سرگودھا والے سامنے آئے تو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، مولانا محمد صاحب مدینے جارہے ہیں اور بلند آواز سے رونے لگے۔ ظہر کے بعد بابو عبدالعزیز سامنے آئے تو حضرت نے فرمایا مولانا محمد صاحب مدینے جارہے ہیں اور پھر بلند آواز سے رونے لگے۔ عصر کے بعد مجلس ہوتی تھی۔ مولانا مسعود علی آزاد رحمۃ اللہ علیہ کرسی پر بیٹھے کتاب پڑھ رہے تھے حضرت نے کتاب بند کروادی اور فرمایا کہ مولانا محمد صاحب بیٹھے ہیں؟ تو خدّام نے عرض کیا، بیٹھے ہیں۔ فرمایا ان کو اوپر بٹھادو۔ کتاب پھر شروع ہوگئی حضرت نے بابو عبدالعزیز صاحب کو بہت اہتمام

سے تاکیداً فرمایا کہ کراچی میں اپنے بیٹوں کو اطلاع کریں کہ مولانا محمد صاحب آ رہے ہیں ان کی رہائش کا انتظام کریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بیٹے بابو عبدالمجید کو اطلاع کردی اور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بذاتِ خود تسلی فرمائی کہ سب انتظامات ہو گئے ہیں۔ پھر جب سفر شروع کرنا تھا تو حضرت نے اپنے خاص متعلقین کو فرمایا کہ وہ مولانا محمد صاحب کو رخصت کرنے کے لیے لائل پور پہنچیں۔ اس طرح حضرت کے ارشاد پر کثیر تعداد میں لوگ ریلوے اسٹیشن پر آئے۔

چنانچہ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ سفرِ حرمین پر روانہ ہو گئے۔ مولانا سعید الرحمٰن انوری جو الوداع کہنے کراچی تک ساتھ ہی گئے تھے، کراچی سے واپس لاہور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت لیٹے ہوئے تھے، جب اطلاع دی تو فرمایا مجھے اٹھا کر بٹھا دو اور حضرت نے بڑے اہتمام سے سب حالات سُنے۔ اسی طرح مولانا محمد انوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خط مکہ مکرمہ سے حضرت کے پاس پہنچے۔ جب حضرت کو معلوم ہوا تو فرمایا مجھے بٹھاؤ، پھر خط سنے۔ دونوں خط ایک ہفتہ کے وقفہ سے پہنچے جب تیسرا خط پہنچا تو اس وقت حضرت کیفیتِ استغراق میں تھے اور یہ کیفیت آخر دم تک رہی۔

شیخ و مرید کی یہ محبت قلبی بالآخر قرابت داری میں تبدیل ہو گئی۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی صاحبزادی کا رشتہ اپنے بھتیجے و خلیفہ حضرت مولانا عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کیلئے بہت زور دے کر طلب فرمایا۔ آپ نے بلا تکلف خوشی کا اظہار فرما کر رشتہ منظور فرمایا چنانچہ آپ کی صاحبزادی حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی بہو کہلائی۔ (1) اس

---

(۱) اس رشتے پر تمام خاندان حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ سے عرصہ دراز تک ناراض رہا کہ آپ نے بیٹی کی شادی غیروں میں کیوں کی اور میل ملاپ ختم کر دیا لیکن حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کی پرواہ نہیں کی، اسے کہتے ہیں فنا فی الشیخ۔ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان آرائیں ہے اور حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان راجپوت اعوان ہے۔

تعلق قلبی کے متعلق صاحبزادہ حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا قیام ہمارے گھر 1948ء تا 1958ء دس سال تک رہا، جب مہمانوں کی کثرت ہوگئی اور جگہ کم پڑگئی تو خالصہ کالج مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی کے ہاں قیام کا انتظام کروادیا۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہمیشہ یہی خواہش اور کوشش ہوتی کہ مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قیام میرے قریب ترین ہو۔ یہ 59-1960ء کی بات ہے۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ یہ چاہتے تھے کہ فیصل آباد میں میری ایک مستقل خانقاہ بن جائے؛ اس مقصد کے لیے خالصہ کالج کے قریب ہی فاروق آباد برلب نہر جگہ خریدی گئی جس کے لیے والد صاحب نے بھرپور مالی تعاون کیا۔ اس جگہ جامع مسجد حبیبیہ حنفیہ قائم ہے جس کے متولی مولانا منیب الرحمٰن لدھیانوی صاحب بن مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

اسی قیام کے دوران والد صاحب کو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ حضرت میرا جی یہ چاہتا ہے کہ جہاں آپ کی قبر ہو میری قبر بھی وہیں ہو۔ خالصہ کالج کے قیام کے دوران بھی یہی فرمایا؛ والد صاحب متفکر ہوگئے کہ شیخ نے فرمادیا ہے شاید میرا انتقال پہلے ہے۔ چنانچہ گھر میں اکثر امور کے بارے وصیت وغیرہ بھی کردی اور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت میرا جنازہ آپ پڑھائیں گے یہ میری خواہش ہے۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے پھر بات کو واضح فرمایا کہ نہیں حضرت میری بات کا یہ مطلب نہیں تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ جس شہر میں آپ رہتے ہیں اس شہر میں میری قبر ہو۔

دسمبر 1961ء میں والد صاحب کو فالج کا شدید حملہ ہوا۔ نماز فجر کے لیے تکبیر تحریمہ کہی تو حملہ ہوا۔ سورۃ التکاثر اور سورۃ الکوثر پڑھا کر نماز مکمل کردی تھی۔ سب لوگ حیران تھے کہ آج حضرت کی زبان میں رکاوٹ کیوں آرہی ہے۔ نماز کے بعد گھر آگئے اور لیٹ گئے پھر شدید حملہ ہوا۔ حضرت مولانا

عبدالوحید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کو رائے پور میں اس مرض کی اطلاع دی تو حضرت نے رات کھانا نہ کھایا اور فرمایا دعا کرو اور کافی متفکر رہے۔ پھر حضرت کو اطلاع دی گئی کہ طبیعت بہتر ہو رہی ہے۔ حضرت نے رائے پور سے ایک گرم کرتا سلوا کر پہلے خود پہنا پھر مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ جو اتفاقاً رائے پور گئے ہوئے تھے ان کے ہاتھ والد صاحب کو بھیجا۔ والد صاحب نے اس کرتہ کو کئی سال پہنا۔ لیکن جب بیت الخلاء جاتے تو اس کرتہ کو اتار کر جاتے اور عید کے موقع پر بھی یہ کرتہ پہنتے۔ اس سے پہلے ایک کرتہ تھا جو حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ وہ صرف عید کے روز پہنتے تھے۔

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کی نیت سے پاکستان کے سفر کا ارادہ فرمالیا۔ انہی دنوں میں مولانا محمد خلیل صاحب جو حضرت کے چھوٹے بھائی تھے وہ بھی کافی عرصہ سے علیل تھے اس لیے ارادہ اور زور پکڑ گیا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ضعف کی وجہ سے روکنے کی کوشش کی مگر حضرت کا ارادہ بدستور رہا، مولانا عبدالمنان صاحب نے اس ارادہ سفر کے بارے کچھ کہہ دیا۔ جس پر حضرت خفا سے ہو گئے۔ انہیں معلوم نہ ہوا۔ وہ کھانا لے کر آئے تو حضرت نے معذرت کرلی۔ ظہر کے بعد حضرت دودھ نوش فرماتے تھے۔ ایک تام چینی کا پیالہ تھا جس میں دودھ نوش کرتے تھے۔ (اس وقت جب کبھی میں (ایوب الرحمٰن) حاضر خدمت ہوتا تو حضرت اسی پیالے میں تھوڑا بچا کر مجھے عنایت فرماتے تھے) چنانچہ حضرت نے دودھ بھی نہ پیا تب انہیں حضرت کی ناراضگی کا علم ہوا، پھر انہوں نے حضرت سے معذرت کی۔

جب حضرت کی پاکستان لاہور آمد ہوئی، تو مجھے مولانا عبدالمنان رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی متین احمد صاحب کی کوٹھی پر یہ بات کہی کہ پتہ نہیں حضرت کا پاکستان کا سفر کیوں ہے؟ حضرت کی ایسی حالت ہے بعض دفعہ رات میں حضرت کو پیشاب کا

مسئلہ ہو جاتا ہے، حضرت کو معلوم بھی نہیں ہوتا ہم پاک کرتے ہیں۔ اس سفر میں مولانا مسعود علی آزاد رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت کے نماز کے امام بھی تھے۔ عصر کے بعد ابھی حضرت کی چارپائی باہر نہیں آئی تھی۔ میں بھی موجود تھا۔ انہوں نے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ حج کے لیے گئے ہیں منیٰ، عرفات، مزدلفہ وغیرہ جس مقام پر جاتے ہیں ساتھ بہت مجمع ہے۔ یہ سن کر سارے متفکر ہوئے کہ حضرت کی تو طبیعت حج کی متحمل ہی نہیں۔ اس کی تعبیر پھر حضرت کے وصال پر نکلی جب متعدد جگہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔

حضرت شاہ عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ہاں تشریف لاتے تو ان کے عقیدت مندوں کی بھیڑ لگ جاتی، ایک بار ایسے ہی ایک موقع پر حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمانے لگے۔ میرے آنے کی وجہ سے آپ پر مہمانوں کا بہت بوجھ پڑ جاتا ہے اور اخراجات بھی ہوتے ہیں۔ اس پر والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میری زمینوں سے جب ٹھیکے یا وٹائی کی رقم آتی ہے تو میں اسے گنتا نہیں۔ گنے بغیر الماری میں ایک طرف رکھ دیتا ہوں۔ جب ضرورت پڑتی ہے اس میں سے نکال کر خرچ کرتا رہتا ہوں۔ رقم کبھی ختم نہیں ہوتی اور محتاجی کی نوبت نہیں آتی۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا حضرت! یہ سب آپ کی برکت سے ہے۔

واقعی یہ والد صاحب کا حسنِ اعتقاد تھا کہ عقیدت مند سینکڑوں کی تعداد میں ان سے ملنے آتے تھے اور ان سب کی خاطر مدارت کرنا، میزبانی کے تقاضے پورے کرنا معمولی بات نہ تھی یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور حضرت کی توجہ سے ہی ممکن ہوتا تھا۔

نکاح:

دیو بند سے فراغت کے بعد آپ لدھیانہ تشریف لے آئے اور مدرسہ

عزیزیہ میں تدریس شروع فرمائی، حریت پسند علماء لدھیانہ نے نوجوان مدرس عالم دین کی روحانی وعلمی نسبت ومرتبہ کو دیکھا تو انہیں اپنی فرزندی میں لے لیا اور آپ کا نکاح مشہور علمی وسیاسی خاندان میں حضرت مولانا داؤد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی سے ہوا جو مشہور عالم دین مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی رشتہ میں بھتیجی تھیں، محترمہ عالمہ فاضلہ تھیں اور طبّ میں بھی کافی عبور حاصل تھا۔ (۱)

حج کی سعادت:

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے 1935ء میں پہلی بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ اس وقت حج کے سفر اور حجاز مقدس میں قیام کی وہ سہولتیں میسر نہیں تھیں جو آج کل ہیں۔ آپ نے حجاز کا سفر بذریعہ بحری جہاز کیا تھا۔ اس وقت ان کی عمر چونتیس برس تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 1957ء میں اپنی زندگی کا دوسرا حج کیا وہ بذریعہ بحری جہاز سفر حج پر گئے۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خاص عقیدت مند ریاض الدین میواتی بھی حج پر جا رہے تھے، میواتی صاحب حضرت سے الوداع ہونے لگے تو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ریاض الدین! ہمارے حضرت مولانا محمد انوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی حج کو گئے ہوئے ہیں۔ ان کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھنا حتیٰ کہ نفلی طواف بھی چھوڑ دینا اور خدمت کرنا۔ ان شآء اللہ تم کو نفلی طواف کا ثواب ملے گا۔ ریاض الدین میواتی مکہ پہنچ کر والد صاحب سے ملے اور حجاز میں قیام کے عرصے میں ان کا ہر طرح سے خیال رکھا۔

---

(۱) قرآن پاک میں جو پردے کے متعلق آیات نازل ہوئی ہیں، اس کے عین مطابق ہمارے گھر میں پردہ تھا، ہم اپنی بھابیوں کے سامنے نہیں جاسکتے تھے نہ ہم ان کو دیکھ سکتے تھے نہ وہ ہمیں دیکھ سکتی تھیں۔ خواتین کو کہیں بھیجنا ہوتا تو تانگے کے پیچھے بٹھا کر بڑا کپڑا باندھ دیتے تھے، کچھ معلوم نہ ہوتا تھا کہ اندر کون ہے یا خالی تانگہ ہے، ہمیشہ ہمارے خاندان میں ٹوپی والا برقع پہنا گیا جو کہ آج کل پٹھانوں کی خواتین پہنتی ہیں۔ (بروایت مولانا ایوب الرحمن انوری رحمۃ اللہ علیہ)

صاحبزادہ مولانا مقبول الرحمٰن انوری تقسیم ہند قیام پاکستان اور لائل پور ہجرت کے حالات بیان فرماتے ہیں کہ:

1947ء میں فسادات کا آغاز:

1947ء میں جب قیامِ پاکستان کا مرحلہ آیا تو مشرقی پنجاب کے ہر شہر اور قصبے کی طرح لدھیانہ اور رائے کوٹ کے حالات بھی خراب ہو گئے اور سکھوں اور ہندوؤں نے مسلمانوں، ان کے گھروں اور دکانوں پر حملوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔

ہمارے گھر پر حملے اور مریدوں کی وفاداری:

مشرقی پنجاب کے ہر مسلمان کی جان، مال اور آبرو خطرے میں تھی لیکن سیاسی اور مذہبی شعبوں میں سرگرم مسلمانوں کو زیادہ خطرہ تھا کیونکہ غیر مسلم حملہ آوروں نے ان شخصیات کو اپنا خصوصی ہدف بنا رکھا تھا۔ میرے والد بھی ان شخصیات میں شامل تھے چنانچہ ہندوؤں اور سکھوں نے رائے کوٹ میں ہمارے گھر پر سات مرتبہ حملہ کیا۔ ہندو اور سکھ ہر بار اسی ارادے سے آتے تھے کہ مولانا محمد اور ان کے خاندان کا خاتمہ کر کے جائیں گے لیکن جسے اللہ بچانا چاہے اسے کوئی مار نہیں سکتا۔ ہمارے گھر کے ارد گرد رہنے والے لوگوں میں سے اکثر والد صاحب کے مرید تھے۔ ہمارے گھر پر جب بھی حملہ ہوتا یہ مرید ہمارے دفاع کے لیے حملہ آوروں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جاتے اور لاٹھیوں، تلواروں اور چھریوں سے مسلح غیر مسلموں کو بالآخر پسپا ہونا پڑتا۔ والد صاحب کے مریدوں کا کہنا تھا کہ ہماری موجودگی میں ہمارے مرشد اور ان کے خاندان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

غیر مسلموں کے انتقامی جذبات:

قیامِ پاکستان کے موقع پر مشرقی پنجاب میں غیر مسلم ہر مسلمان کو اپنا دشمن سمجھ رہے تھے اور پاکستان بننے کا انتقام لینے کی دھن میں بالکل اندھے ہو گئے

تھے، مجلسِ احرار، کانگریس کی حامی جماعت تھی اور احراریوں نے مطالبہ پاکستان کی حمایت نہیں کی تھی بلکہ ان کے امیدواروں نے مسلم لیگی امیدواروں کے مقابلے میں الیکشن میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ ان حقائق کے باوجود احراری رہنماؤں کے گھروں پر بھی غیر مسلموں کے حملے جاری تھے۔ رائے کوٹ میں ہمارے گھر پر حملے ہوئے۔ لدھیانہ شہر میں مسلمان اس درجہ غیر محفوظ ہو گئے کہ مفتی نعیم اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے قوم پرست رہنماؤں کو بھی ہجرت کرنے پر مجبور ہونا پڑا تھا۔

رائے کوٹ کیمپ میں قیام:

سکھوں اور ہندوؤں کی اشتعال انگیزیاں حد سے بڑھیں تو ابا جان نے گھر کو خیر باد کہا اور رائے کوٹ کیمپ میں منتقل ہو گئے۔ اس وقت ہمارا گھرانہ ہمارے والدین، ہم چھ بھائیوں عبدالرحمٰن، عزیز الرحمٰن، سعید الرحمٰن، مسعود الرحمٰن، ایوب الرحمٰن اور مقبول الرحمٰن اور تین بہنوں پر مشتمل تھا۔ میرے دادا جان مولانا فتح الدین اور تایا جان مولانا اللہ بخش چشتیاں میں اپنی زمینوں پر گئے ہوئے تھے۔ اس طرح ہمارے یہ دونوں بزرگ کیمپ میں قیام کے صعوبت سے بچ گئے۔ پھوپھی فاطمہ بھی اپنے سسرال چک اُگی ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تھیں جبکہ پھوپھی عائشہ کی رہائش لدھیانہ شہر میں تھیں اور ان کے سسرال کے خاندان نے اس وقت تک ہجرت نہیں کی تھی۔

ٹرک پر سفر ہجرت:

کیمپ میں مسلمانوں کی بڑی تعداد موجود تھی اور لوگ پاکستان جانے کا انتظار کر رہے تھے جن لوگوں کا کوئی رشتہ دار یا دوست فوج میں تھا یا پھر سرکاری افسر تھا ان کے لیے ٹرک آجاتے تھے اور وہ ہجرت کر جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی

ذات بڑی کارساز ہے۔ ہمارے خاندان کے سفر ہجرت کا سبب کسی خاص کوشش کے بغیر پیدا ہو گیا۔ ایک روز والد محترم مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ رائے کوٹ کیمپ میں ایک طرف چپ چاپ کھڑے تھے کہ اچانک چند فوجی ٹرک آئے ایک فوجی نے اباجان کو دور سے دیکھا اور ان کے قریب آ کر محبت بھرے لہجے میں سوال کیا ''آپ نے پاکستان جانا ہے'' والد صاحب نے اثبات میں جواب دیا۔ وہ بولا آپ اپنے خاندان کو ساتھ لے کر فوراً ٹرک میں سوار جائیں۔ اس طرح میرے والدین، ہم چھ بھائی اور تین بہنیں ٹرک میں سوار ہو گئے۔

ٹرک کی حفاظت کے لیے دو فوجی جوان ساتھ سفر کر رہے تھے۔ راستے میں کئی جگہ سکھوں نے فائرنگ کی لیکن مسلح فوجی جوانوں نے بروقت جوابی کارروائی کر کے سکھوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ یہ بہادر جوان ٹرک کے ساتھ نہ ہوتے تو ہمارا بخیریت پاکستان پہنچنا مشکل تھا۔

والٹن کیمپ میں قیام:

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم بخیر و عافیت والٹن کیمپ لاہور پہنچ گئے۔ ہم نے کیمپ میں چند روز قیام کیا۔

مولانا عبداللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں قیام:

اباجان کے دیرینہ دوست مولانا عبداللہ فاروقی لاہور میں رہائش پذیر تھے اور ان کی رہائش گاہ انارکلی سے میکلوڈ روڈ کی طرف آتے ہوئے گنپت روڈ پر تھی۔ ہم والٹن کیمپ سے مولانا عبداللہ فاروقی کی رہائش گاہ پر منتقل ہو گئے اور چند ہفتے ان کے ہاں گزارے۔

مولانا خلیل احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کا سفر ہجرت:

میری پھوپھی اور پھوپھا جان مولانا محمد خلیل اللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہم

سے الگ ہجرت کا سفر کیا تھا۔ اس خاندان کے سربراہ محمد خلیل اللہ کے والد بزرگوار مولانا سلیم احمد لدھیانوی تھے، یہ لوگ آرائیں برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ خاندان ہجرت کے بعد پہلے لاہور آیا اور پھر ٹوبہ ٹیک سنگھ کے چک اُگی میں کچھ وقت گزارا، مولانا سلیم اور ان کی اولاد کا مستقل ٹھکانہ صوبہ سندھ کا شہر خیر پور بنا۔ یہ لوگ زمین کی آبادکاری کے سلسلہ میں خیر پور گئے تھے۔

بچوں کی تعلیم کی فکر:

مولانا فتح الدین قیامِ پاکستان کے موقع پر چک ''اُگی'' ہی میں موجود تھے۔ اباجان نے ہجرت کے بعد اپنی خیریت کی اطلاع دینے کے لیے دادا جان کو پیغام بھیجا کہ ہم لاہور پہنچ گئے ہیں۔ دادا جان نے جوابی پیغام میں ان سے کہا کہ فوراً گاؤں آجاؤ۔ والد محترم مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے لیے چک اُگی کوئی اجنبی جگہ نہ تھی اور وہ قیامِ پاکستان سے پہلے کئی بار ٹوبہ ٹیک سنگھ آچکے تھے؛ لیکن گاؤں میں مستقل قیام کی تجویز انہیں پسند نہ آئی اور انہوں نے دادا جان سے کہاں کہ میں گاؤں آگیا تو میری اولاد تعلیم سے محروم رہ جائے گی۔ بچوں کے بہتر مستقبل کے لیے مجھے گاؤں میں نہیں بلکہ شہر میں رہنا ہوگا۔

ہمارے خاندان کی لائل پور آمد:

ہمارا خاندان لاہور سے بذریعہ ٹرین لائل پور آگیا۔ اباجان نے محلہ عبداللہ پور میں کرائے پر مکان لے لیا۔ اس مکان میں ہمارے خاندان نے تقریباً چھ ماہ گزارے۔ 1947ء میں لائل پور میں چند مساجد تھی۔ مشہور مساجد میں جامع مسجد کچہری بازار، جامع مسجد دھوبی گھاٹ اور تحصیل والی مسجد شامل تھی۔ سنت پورہ میں قادری مسجد بھی تھی جس کی 1970ء میں تعمیر نو اور توسیع ہوئی، والد صاحب اور ہم وہاں نماز پڑھتے تھے۔

رہائشی مکان اور زرعی اراضی کی الاٹمنٹ:

والد صاحب کو لائل پور کے مشہور جھنگ بازار سے ملحق محلہ سنت پورہ کے مین بازار میں پانچ مرلے کا رہائشی مکان الاٹ ہوا۔ یہ دو منزلہ مکان تھا۔ ابا جان نے اس گھر میں مدرسہ قائم کر دیا اور اس کا نام ''تعلیم الاسلام'' رکھا۔ اوپر ہماری رہائش تھی نیچے مدرسہ کے لئے چار کمرے اور صحن مخصوص کر دیئے گئے۔ جالندھر کی زرعی زمین کے کلیم میں ہمیں گوجرہ کے گاؤں ''کالیکی'' میں نصف مربع اراضی الاٹ ہوئی۔ اس طرح نئے وطن میں ہماری رہائش اور روزمرہ اخراجات کا معقول بندوبست ہو گیا اور زندگی ایک بار پھر رواں دواں ہو گئی۔ (اسی ''کالیکی'' گاؤں کے پاس ''جامارا'' گاؤں ہے۔ یہاں حضرت ماسٹر محمد منظور رحمۃ اللہ علیہ ہوا کرتے تھے موصوف بہت رقیق القلب تھے اور بہت رویا کرتے تھے۔ بعد میں ابا جان نے ان کو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کروا دیا۔)

اہلِ محلہ کی مسجد بنانے کی خواہش:

والد محترم مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نمازیں سنت پورہ کی قادری مسجد میں پڑھتے تھے اور ہم بھی ان کے ساتھ مسجد جایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اہل محلہ ابا جان کا بہت احترام کرتے تھے ڈگلس پورہ میں اس وقت کوئی مسجد نہیں تھی اور لوگوں کا اصرار تھا کہ یہاں مسجد ضرور بننی چاہیے۔ آج جس جگہ پر انوری مسجد قائم ہے وہاں پر تقریباً ایک کنال کا گراسی پلاٹ تھا۔

عیسائی چرچ بنانا چاہتے تھے:

سنت پورہ میں عیسائیوں کی کافی آبادی تھی وہ یہاں چرچ بنانا چاہتے تھے۔ والد صاحب نے محلے کے مسلمانوں کا اصرار دیکھا تو سائبان لگا کر نماز جمعہ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ محلے میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان کشیدگی پیدا

ہوگئی۔ مقامی انتظامیہ نے حالات کی سنگینی کے پیش نظر جمعہ کا سلسلہ بند کروادیا۔

انوری مسجد کی تعمیر:

اباجان نے یہ حالات دیکھے تو مسجد بنانے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ گراسی پلاٹ کی نیلامی کا مرحلہ آیا تو اباجان نے آٹھ ہزار روپے میں یہ جگہ خرید لی۔ یہ آٹھ ہزار روپے میرے دادا مولانا فتح الدین نے دیئے تھے۔ دادا جان اپنی رقم بینک میں جمع نہیں کروایا کرتے تھے۔

انوری مسجد کی تعمیر بھی والد صاحب اور دادا جان نے اپنے پیسوں سے کروائی، مسجد کی تعمیر 1948ء میں مکمل ہوئی یوں سنت پورہ اور ڈگلس پورہ کے عوام کی خواہش پوری ہوگئی۔ حضرت والد صاحب اور دادا جان نے اپنے لیے بہترین صدقہ جاریہ کا انتظام کرلیا، انوری مسجد کا پلاٹ حضرت والد صاحب مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر تھا۔ (''1947ء میں لدھیانہ کے مسلمانوں پر کیا گزری''، ص351)

دینی وملّی خدمات:

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے تدریسی، تحریری، تقریری میدانوں میں خوب کام کیا۔ تدریس میں آپ نے دورہ حدیث تک کے اسباق کئی سال پڑھائے اور تحریری سلسلہ میں مختلف موضوعات پر رسائل لکھے اور تقریری سلسلہ میں آپ نے کئی مناظروں میں قادیانی، شیعہ اور باطل فرقوں کے مبلغین کو عبرتناک شکست دی۔ عقیدۂ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کی تحریک میں جید علماء ومشائخ کی صف میں شمار کیے گئے۔

دیوبند سے فراغت کے بعد آپ واپس تشریف لائے اور لدھیانہ کے مشہور علمی مرکز مدرسہ عزیزیہ میں تدریس شروع فرمائی اور عرصہ دراز تک اسی مدرسہ سے منسلک رہے پھر رائے کوٹ کے مسلمانوں کے بے حد اصرار پر رائے کوٹ

چلے گئے اور وہاں ''مدرسہ تعلیم الاسلام'' قائم کیا۔ اس مدرسے کے لیے آپ نے کئی کنال جگہ خریدی۔ مدرسہ تعلیم الاسلام میں ناظرہ اور حفظ قرآن کے علاوہ کتب بھی پڑھائی جاتی تھی۔

رائے کوٹ میں ہی گورنمنٹ ہائی سکول میں نائب ہیڈ ماسٹر کی پوسٹ پر تقرری ہوگئی بعد میں حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر استعفیٰ دے دیا تھا یہ وہ دور تھا کہ انگریزی استعمار کے اقتدار کا سورج نصف النہار پر چمک رہا تھا اسے چیلنج کرنا اور اس سے لڑنا ہر کسی کا کام نہ تھا۔ انگریزوں نے مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو مٹانے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کی جعلی نبوت کا ڈھونگ رچایا۔ علمائے حق قادیانی فتنے سے مسلمانوں کے ایمان بچانے اور مرزا قادیانی لعین و مردود اور اس کے کارندوں کی فریب کاری کو بے نقاب کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

حضرت مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا سید عبد الرحیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ فیروز پوری، مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ فاتح قادیان مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائیوں کے خلاف بے شمار مناظروں میں حصہ لیا۔ ان مناظروں میں عملی استدلال اور ادبی نکات پیش کرنے میں والد حضرت مولانا محمد رحمۃ اللہ علیہ نے خوب شہرت حاصل کی۔

(بروایت مولانا سعید الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ)

مقدمہ بہاولپور میں حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کا اہم کردار:

آپ کے استاذ حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں کے خلاف مشہور مقدمہ بہاولپور میں آپ کو معاون خاص کے طور پر منتخب فرمایا اور مسلمان لڑکی کی جانب سے انہی کو وکیل بنایا تھا۔

حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

''بہاولپور کے تاریخی مقدمہ میں شہادت کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے جانبدار ہو کر جب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے،
احقر حضرت کے ہمراہ تھا، مولانا اسعد اللہ سہارنپوری (رحمۃ اللہ علیہ)
اور احقر دونوں کو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مختارِ مقدمہ
بنوایا، چنانچہ احقر کو 19 یوم سعادت رفاقت نصیب ہوئی۔''

(حیات انور ص 319)

سابق ریاست بہاولپور کی عدالت میں اس تاریخی مقدمہ کی کارروائی 1932ء میں 19 دن جاری رہی۔ اس میں دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام اور عالم اسلام کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا اور باطل کو شکست فاش دی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کو مقدمہ کا مختار مقدمہ بنا دیا تو پورا مقدمہ ان کی قیادت میں طے پایا۔ دوران مقدمہ حضرت شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسے ہی کسی مسئلے پر قرآن وحدیث یا قرون اولیٰ کے محدثین یا فقہاء کے موقف کا تذکرہ فرماتے تو مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کتاب سے وہ حوالہ نکال کر فوراً پیش کر دیتے اس تاریخی مقدمہ میں قادیانیت کے مقابلہ کیلئے حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہمراہ جن معتمد تلامذہ کی جماعت لائے تھے ان میں مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد زکریا لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ، امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالمنان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بھی شامل تھے اِن واقعات کو ''محدث کشمیر'' اور ''انوار الباری'' کے مصنف مولانا سید احمد رضا بجنوری رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل سے لکھا ہے۔ لکھتے ہیں کہ

''حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھاولپور کے مشہور تاریخی مقدمہ میں شہادت
کے لئے 19 اگست 1932ء کو بھاولپور تشریف لے گئے تھے۔
حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے نیز آپ کا بیان سننے کے

لئے نہ صرف ریاست بھاولپور اور ملحقہ علاقہ کے علماء وعوام و امیرانِ ریاست بلکہ کراچی، بلوچستان، پنجاب اور دیگر دور دراز علاقوں کے علماء، فضلاء و رُؤساء پہنچ گئے تھے۔ 25 اگست کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا بیان شروع ہوا تو کمرۂ عدالت امراء، رؤساء اور علماء سے پُر ہو گیا تھا۔ اور عدالت کے باہر میدان میں بھی دور دور تک زائرین کا اجتماع تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان متواتر پانچ دن تک رہا جس میں روزانہ تقریباً 5/6 گھنٹے علم و عرفان کے دریا بہاتے رہے۔ مرزائیت کے کفر و ارتداد اور دجل و فریب کے تمام پہلو آفتاب نصف النہار کی طرح روشن فرما دیئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذِ خاص مخدوم و محترم حضرت مولانا محمد صاحب انوری لائل پوری عم فیضہم اس سفر میں شب و روز 19 یوم تک حضرت کے ساتھ رہے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو مختار مقدمہ بنوا دیا تھا۔ نیز حضرت کے عدالتی بیان میں جس قدر حوالہ جات کتب کی ضرورت پیش آتی تھی وہ بھی مولانا موصوف ہی نکال کر پیش کرتے تھے۔ جن کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود پڑھ کر جج صاحب کو سناتے تھے۔" (رسالہ نقش ص 7، اکتوبر 1959ء)

پانچویں دن عدالت کا وقت شروع ہونے سے ایک گھنٹہ بعد تک رہی، پھر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اطلاع دی گئی، کار سے تشریف لائے، زائرین کا ہجوم تھا، ڈسٹرکٹ جج (اکبر خان) مرحوم نے نہایت اعلیٰ انتظام فرمایا تھا، تاکہ کارروائی سننے والوں کو دِقت کا سامنا نہ کرنا پڑے، جب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کمرۂ عدالت میں قدم مبارک رکھا، تمام حاضرین اٹھ کھڑے

ہوئے تا آنکہ مرزائی بھی کھڑے ہو گئے، احقر نے حضرت کے ضعف ونقاہت کے باعث جج صاحب سے عرض کر کے آرام دِہ کرسی کا انتظام کروایا تھا کہ حضرت بیٹھ کر بیان دیں گے، ہم دونوں کے لیے بھی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں، لیکن ہمیں تو ادباً کھڑے ہی رہنا تھا اور کام بھی کرنا تھا، اس لیے دونوں کرسیاں اٹھوا دی تھیں، کمال یہ کہ مرزائی ہر دو مختاران مدعا علیہ بھی اپنی اپنی کرسیاں اٹھوا کر زمین پر بیٹھ گئے، حضرت کے حکم سے حوالہ جات کتب نکال کر پیش کرنا بھی احقر کے سپرد تھا اور حضرت کی بین کرامت تھی جس عبارت کے متعلق ارشاد فرماتے احقر فوراً نکال کر پیش کرتا تھا اور حضرت پڑھ کر جج صاحب کو سناتے تھے، بیان شروع ہوتے ہی تمام کچہری میں سناٹا چھا گیا تھا، حاضرین ہمہ تن گوش تھے، حضرت کا بیان نہایت سکون واطمینان سے سن رہے تھے، باوجود ضعف کے آواز اتنی بلند تھی کہ عدالت کے اندر باہر سب کو پورا بیان سنائی دیتا تھا، مرزائی لوگ مولانا مرتضیٰ حسن کے بیان میں شور مچاتے تھے لیکن حضرت کے بیان میں سب کی زبانیں گنگ ہو گئی تھیں، ایسا منضبط اور اصولی بیان لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ۔ جج صاحب کی آرزو تھی کہ بیان ایسا ہونا چاہیے جس سے مجھے نتیجہ تک پہنچنا آسان ہو جائے کہ کن وجوہ کی بناء پر کسی کی تکفیر کی جا سکتی ہے، سو حضرت کا بیان ماشاء اللہ ایسا ہی تھا، جج صاحب نہایت محظوظ ہو رہے تھے کہ اُن کی مراد بر آئی۔ (حیات انور ص 319)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ اس وقت قابل دید وشنید تھا جب حوالہ دینے کتاب کھولتے ہی فوراً انگلی مبارک عبارت پر ہوتی، جج صاحب لکھئے! عبارت یہ ہے، بعض دفعہ احقر کو فرماتے کہ عبارت نکال کر دے تا کہ دکھاؤں، بعض دفعہ صفحہ بھی ارشاد فرماتے، بیان بیٹھ کر فرماتے لیکن حوالجات پیش فرماتے وقت کھڑے ہو جاتے، توراۃ شریف کی بعض آیات عبری الفاظ میں سنائیں اور اپنے دستِ مبارک

سے لکھ کر جج صاحب کو دیں۔

چنانچہ ایک آیت احقر کو یاد ہے: ''نَابِیْ مِقْرَبْخَ مِیحِیخَ کاموخ یاقیم لَخَ الُوهَخِ اِلاَ وَتِشْمَاعُوْنَ، نَبِیّ من قُرْبِكَ مِنْ اَخِیْكَ کَاَخِیْكَ یُقِیْمُ لَكَ اِلٰهُكَ اِلَیْهِ تَسْمَعُوْنَ ''ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دستِ مبارک سے لکھ کر اس آیت کا بنی اسرائیل میں اعلان فرمایا۔(حیات انور ص 322)

چنانچہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ انوارِ انوری میں خود تحریر فرماتے ہیں:

''پھر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہاول پور تشریف لائے، تو حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الجامعہ بھی جو اس وقت بہاول پور میں تھے تشریف لائے، حضرت مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ دوم مدرس جامعہ عباسیہ بھی وہیں تشریف رکھتے تھے۔ خود حضرت مولانا مرتضیٰ حسن رحمۃ اللہ علیہ بھی اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ بھی دیوبند سے تشریف لائے اور سہارنپور سے حضرت ناظم عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ مع مولانا اسد اللہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور بہاولپور کے بڑے بڑے علماء تشریف رکھتے تھے، اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کوئی مسئلہ بیان فرما رہے تھے، سب ہمہ تن گوش ہو رہے تھے، کوئی نہیں بولتا تھا۔ جس کوٹھی میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قیام فرما تھے وہ کوٹھی بڑی وسیع تھی۔ اور صحن بڑا فراخ تھا، مگر بعد عصر اس میں تل دھرنے کو جگہ نہ رہتی تھی۔ کیسی کیسی صحبتیں آنکھوں کے آگے سے گئیں، دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا، یک بارگی؟ (انوار انوری جدید ص 16)

حضرت کی قیامگاہ پر زائرین کا ہجوم رہتا تھا، ہر وقت کسی نہ کسی موضوع

پر تقریر فرماتے رہتے تھے، بہت سے لوگ حضرت سے بیعت بھی ہوئے، رات دن یہی شغل تھا، رات کے ایک بجے تک بیٹھے رہتے، قرآن وحدیث وفقہ، تصوف وغیرہ علوم وفُنون کے دقیق دقیق مسائل علماء کرام وصوفیاء عظام دریافت کرتے رہتے، ہر ایک کے جواب میں ایسی محقق اور مبسوط تقریر فرماتے گویا ساری عمر اُسی میں لگائی ہے، ایک عالم دین نے مسئلہ وحدۃ الوجود، اور وحدت شہود کے متعلق سوال کیا، بس پھر کیا تھا تین دن عصر سے مغرب تک اور مغرب سے عشاء تک اسی پر بیان فرماتے رہے، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات زبانی سنا رہے ہیں، معارف لدنیہ میں یہ فرماتے ہیں، مکتوبات شریفہ میں یہ فرماتے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحقیق ہے، عبقات میں شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا، حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات میں یہ فرمایا ہے، فصوص الحکم میں یہ ارشاد ہوتا ہے، حضرت مولانا حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظموں پہ نظمیں وحدۃ الوجود پر طویل طویل پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ (حیات انورص 324)

ایک بجے شب تک تو جیسے اوپر گزرا وعظ وتلقین وارشاد وبیان مسائل ہوتا رہتا، صرف ایک گھنٹہ آرام فرماتے۔ دو بجے تہجد کے لیے اٹھتے، فجر کی نماز تک مراقب رہتے، پاس انفاس میں مشغول رہتے، اول وقت نماز فجر کی امامت خود کرتے پھر سورج نکلنے تک کچھ پڑھتے رہتے، چائے پی کر گاڑی سے کچہری تشریف لے جاتے، سات بجے سے ایک بجے تک بیان ہوتا رہتا، ضعف ونقاہت بغایت تھا لیکن تھکان مطلقاً محسوس نہ فرماتے، تمام رفقاء سفر ودیگر علماء کا خوب اہتمام سے تفقد فرماتے رہتے، مجلس مشاورت میں خاص خاص علماء کو شامل فرماتے۔ احقر پر اتنی نوازشات وعنایات کی بارش ہوتی رہتی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ احقر نے قادیانیوں کی کتب سے بعض نئی باتیں نکالکر پیش کیں، بہت خوش ہوئے اور بار بار

علماء کو بلاکر دکھاتے۔ جب تک احقر مجلس مشاورت میں حاضر نہ ہوتا، بات شروع نہ فرماتے، تخلیہ میں بھی مشورہ فرماتے اور باصرار فرماتے کہ تیری اس میں کیا رائے ہے۔ بہاولپور شہر میں جامع مسجد ودیگر مقامات پر قادیانیت کے خلاف تقریر کرنے کے لیے علماء کو بھیجتے رہتے تھے، دو دفعہ احقر کو بھی بھیجا، ان ایام میں اس قدر حضرت کے چہرہ مبارک پر انوارات کی بارش ہوتی رہتی تھی، ہر شخص اس کو محسوس کرتا تھا، احقر نے بارہا دیکھا کہ اندھیرے کمرے میں مراقبہ فرمارہے ہیں، لیکن روشنی ایسی جیسے بجلی کے قمقمے روشن ہوں، حالانکہ اس وقت بجلی گل ہوتی تھی، بہاولپور جامع مسجد میں جمعہ کی نماز حضرت اقدس پڑھایا کرتے تھے، بعد نماز کچھ بیان بھی ہوتا تھا، ہزاروں کا مجمع ہوتا تھا۔(حیات انورص 325)

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں شمولیت:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں شمولیت کے بارے میں مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ”ختم نبوت کی تحریک میں والد صاحب حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے نکلے۔ 1953ء میں تحریک ختم نبوت میں حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے جس جگہ خود جانا تھا لیکن اپنے ضعف اور بیماری کی وجہ سے نہیں جاسکے، وہاں اپنی جگہ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب کیا۔تحریک ختم نبوت بہت زبردست انداز میں چل پڑی، چنانچہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مشرقی پاکستان مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ آپ پاکستان واپس آجائیں، چنانچہ آپ واپس آگئے ان دنوں حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا قیام ڈھڈیاں میں تھا وہاں حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا کہ میں نے تو آپ کو اس لیے بلایا ہے کہ آپ میری طرف سے اس تحریک میں حصہ لیں۔ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب تحریک میں حصہ لیا تو لوگ حیران ہو گئے۔ میں نے خود دیکھا کہ ہمارے گھر کے آگے

ہزار ہا کا مجمع تھا۔ مین بازار ہر طرف سے لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس دن تحریک میں نکلنا تھا، چنانچہ آپ گھر سے باہر تشریف لائے۔ لوگوں نے ہار ڈال کر لاد دیا۔ دیواریں چمک اٹھیں۔ زبردست نعرہ بازی ہوئی۔ آپ کی تحریک میں شمولیت سے تحریک نے زور پکڑ لیا۔

جامع مسجد کچہری بازار میں بہت بڑے جلوس کی صورت میں لے جایا گیا اور جلسہ ہوا۔ ڈی سی نے ایک بڑے تاجر جو گورنمنٹ کا ٹاؤٹ تھا کو کہا کہ کسی طریقہ سے مولانا کو روکیں بہت زبردست تحریک چل رہی ہے۔ اس کا تعلق دوسرے مسلک سے تھا جب وہ آیا تو اس نے آکر حالات کو بھانپ لیا اور سمجھ گیا کہ اگر میں نے یہاں کوئی بات کہی تو میری خیر نہیں۔ اس نے یہ ظاہر کیا کہ میں بھی تحریک میں حصہ لینے آیا ہوں؛ پھر گرفتاریاں ہوئیں۔ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کا گرفتاری دیتے ہوئے بیان یہ تھا کہ

> ''جب انہوں نے مجھے ہتھکڑی لگائی تو میں نے اللہ کو مخاطب کر کے یہ کہا آج تک مجھے کبھی بھی ہتھکڑی نہیں لگی تیرے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس کی خاطر آج مجھے ہتھکڑی لگائی جا رہی ہے۔ اور آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کی وجہ سے مجھ پر رقت طاری ہوئی میں نے کہا یا اللہ! تو میری اس نسبت کو قبول فرمالے میں تیرے پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر جیل جا رہا ہوں۔ چنانچہ جیل بھیج دیا گیا اور آپ پر کیس چلا۔''

جج نے کہا کہ اس تحریک میں کچھ اوباش لوگ بھی شامل ہو گئے تھے اس وجہ سے تحریک خراب ہوئی اور غلط رُخ اختیار کر گئی، آپ نے فرمایا کیا! غلط رُخ اختیار کر گئی؟ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اور ترجمہ کیا:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔

(سورۃ الزمر: ۳۳)

''جو سچ لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ تمام لوگ متقی ہیں۔''

یہاں نہ نماز کا ذکر، نہ روزے کا ذکر، نہ حج کا ذکر نہ زکوٰۃ کا ذکر صرف اس کی تصدیق کی تو وہ پرہیزگار ہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ یہ اوباش لوگ ہیں اچھی طرح جج سے جرح کی جج گُنگ ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت وجاہت اور رعب عطا فرمایا تھا۔ آپ کو چھ ماہ قید تنہائی بامشقت ہوئی اور جیل بھیج دیا گیا۔ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ مہتمم اشرف المدارس فیصل آباد (برادر رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ) وہ بھی جیل میں تھے۔ جیل والوں سے لڑے کہ مولانا کو قید تنہائی دی ہے کیونکہ ڈی سی نے لکھا تھا کہ مولانا محمد انوری صاحب گورنمنٹ کے لیے بہت بڑا خطرہ ہیں۔

خود والد صاحب فرماتے ہیں کہ پہلی رات ہی آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوگئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جارہے ہیں اور میں ساتھ جارہا ہوں اور میرے کندھے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہاتھ رکھا ہوا ہے۔ یہ نشانی تھی کہ آپ راہِ حق پر جارہے ہیں۔ پھر مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا اور تجلیات ربّانی کی زیارت ہوئی جب میں جاگا تو جیل کوٹھڑی میں تھا۔ تیمّم سے نماز پڑھی مجھے پانی مہیا نہیں کیا گیا تھا۔

اکاؤنٹنٹ جنرل مشرقی پاکستان سید محمد جمیل صاحب[1] نے حضرت

---

(۱) سید جمیل صاحب حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے آپ نے عیسائیوں کے خلاف خوب کام کیا اور عیسائیوں کے اسکولوں کے مقابلہ پر کراچی میں اسکول بنائے تاکہ مسلمانوں کے بچے مسلمانوں کے اسکولوں میں داخل ہوں اور ان اسکولوں کی تعلیم کا معیار بلند ہو، آپ نے انجمن اشاعتِ قرآن عظیم کے بانی تھے، اسی انجمن کا تحت درجنوں مساجد قائم ہوئی نیوٹاؤن مسجد اور مدرسہ (موجودہ بنوری ٹاؤن) بھی اسی انجمن کے تحت قائم ہوا تھا۔

رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میں آپ کو تبلیغ اور بیعت وارشاد کے لیے ڈھاکہ لے جانا چاہتا ہوں حضرت نے فرمایا مولانا محمد انوری اگر راضی ہوجائیں تو انہیں لے جاؤ، لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ آپ کے وعظ سے کتنا ہی کوئی سخت دل ہو اس پر رقت طاری ہوجاتی تھی وہ نرم دل ہوجاتا تھا۔ چنانچہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جگہ آپ کو ڈھاکہ روانہ کردیا۔ پورے مشرقی پاکستان میں جہاں جہاں سید جمیل صاحب لے کر گئے وہاں اس طرح تبلیغی کام ہوا، جو عرصہ دراز سے نہیں ہو پا رہا تھا۔ جماعت والے عش عش کر اٹھے۔ ایک بیان پر ہی ہزاروں لوگوں نے وقت لکھائے اور دعوت وتبلیغ کے لیے نکل کھڑے ہوئے، مجھے حاجی بشیر صاحب (والد محترم مولانا احسان الحق تبلیغی مرکز راؤنڈ) نے خود بتایا کہ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے یہ یہ الفاظ تھے ہزارہا لوگ توبہ کر گئے، بیعت ہوئے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ مشرقی پاکستان میں مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے خوب پھیلا، ڈھاکہ میں آپ نے تین ہفتے قیام فرمایا۔

سید محمد جمیل صاحب نے ڈھاکہ میں اپنی کوٹھی پر جلسہ کیا جس میں وزیر اعلیٰ مشرقی پاکستان نور الامین، کئی وزراء، سرکاری افسران اور مشرقی پاکستان کی بڑی بڑی شخصیات نے شرکت کی۔ اباجان نے اس موقع پر دو گھنٹے خطاب کیا۔ بیان ختم ہونے پر وزیر اعلیٰ مشرقی پاکستان نور الامین نے برسرِ مجلس اقرار کیا کہ ایسی مؤثر تقریر ہم نے پہلے کبھی نہیں سنی۔

مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

مشرقی پاکستان سے واپسی پر مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے دہلی چند روز قیام فرمایا، دہلی کے مشہور ڈاکٹر شنکر داس ایک روز رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن سے

ملنے آئے۔ حضرت مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اس بزرگ کا چہرہ اتنا منور اور روشن ہے ان کا دل کتنا روشن ہوگا۔

اسی طرح حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کو لکھنؤ لے جانا چاہتے تھے کہ کچھ دن حضرت کا وہاں قیام ہو، تاکہ حضرت کا فیض جاری ہو۔ حضرت نے مولانا علی میاں کو فرمایا میری طرف سے مولانا محمد انوری کو لے جائیں چنانچہ مولانا علی میاں بڑے اہتمام کے ساتھ مولانا محمد کو لے کر گئے۔ اس سفر میں مولانا محمد منظور نعمانی اور دیگر خلفاء بھی شامل تھے باقاعدہ ایک قافلہ کی صورت میں لکھنؤ پہنچے، کافی دن قیام رہا۔

درسِ قرآن کی مقبولیت:

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر فالج کا حملہ ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور فالج کے اس حملے کے بعد اباجان کی صحت کافی حد تک بحال ہوگئی۔ 1961ء میں اباجان کی عمر ساٹھ برس ہوچکی تھی اور بڑھاپا آگیا تھا اس کے باوجود ان کے روزانہ معمولات کا سلسلہ قائم تھا۔ اباجان تہجد کے وقت طلباء کو حدیث کا سبق پڑھایا کرتے تھے۔ تدریس کے بعد چائے کا کپ پیتے اور پھر نماز فجر کی امامت کراتے۔ نماز کے بعد آپ درس قرآن ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ اس درس قرآن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہت مقبولیت عطا فرمائی۔ والد صاحب کے انداز بیان کو عوام اور خواص سبھی پسند کرتے تھے۔ درس میں لائل پور شہر کے کئی مشاہیر تشریف لاتے تھے۔ جامع مسجد کچہری بازار لائل پور کے خطیب مفتی محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم اور صاحب مطالعہ شخصیت تھے لیکن اباجان کے درس قرآن میں باقاعدگی سے حاضر ہوتے تھے۔ مفتی محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہندوستان کے شہر مرادآباد سے تھا۔ مفتی زین العابدین بھی والد صاحب سے فتویٰ کی اصلاح

کرایا کرتے تھے۔

فیصل آباد میں دورۂ حدیث کی ابتداء:

لائل پور (فیصل آباد) میں آپ نے سب سے پہلے دورۂ حدیث کی ابتداء اپنے قائم کردہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں کی اور بذاتِ خود 1966ء تک دورۂ حدیث پڑھاتے رہے۔ تقسیم ہند کے موقع پر ہجرت کے بعد جب لائل پور (فیصل آباد) سکونت اختیار فرمائی تو شہر اور مضافات میں مساجد اور مدارس کا جال بچھا دیا جس کا ذکر پہلے عرض کر دیا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کی معاونت:

رسالہ ''دارالعلوم'' پورے پاکستان میں جاری کروایا اور رسالہ ''نقش'' کے سب سے بڑے خریدار بھی خود تھے۔ مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے سفیر رہے۔ جملہ چندہ آپ کی ہی وساطت سے دارالعلوم جاتا تھا۔ مدرسہ کی رسید بک آپ کے پاس رہتی تھی۔ 1967ء تک ماہنامہ دارالعلوم کے سرورق کے اندرونی طرف ناظم چندہ مدرسہ ورسالہ کے لیے آپ کا نام گرامی درج رہا۔

جب 1952-53ء میں دیوبند کے دارالعلوم کو مالی بحران کا سامنا ہوا تو حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط لے کر مولانا عبدالرحمٰن صاحب لائل پور (فیصل آباد) مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے۔ چنانچہ اس وقت سب سے زیادہ چندہ آپ کی وساطت سے ہوا، اور دیوبند بھیج دیا گیا، وہ رقم آج کے حساب سے تقریباً دس کروڑ بنتی ہے۔ اس پر دارالعلوم کے ارباب اہتمام نے فیصلہ کیا کہ آئندہ پاکستان سے جو چندہ بھی آئے وہ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت آئے گا۔

جلد نمبر ۱۱ — شمارہ نمبر ۶

دارالعلوم دیوبند کا علمی دینی ماہنامہ

دارالعلوم

ستمبر ۱۹۵۶ء

ختم خریداری کی اطلاع

یہاں ( ) اگر سرخ نشان لگا ہوا ہے تو اس بات کی علامت ہے کہ اس پرچہ پر آپ کی مدت خریداری ختم ہوگئی ہے۔ ہندوستانی خریدار منی آرڈر سے اپنا چندہ روانہ کریں۔ چونکہ فیس رجسٹری میں اضافہ ہوگیا ہے۔ اس لئے وی پی میں صرفہ زائد ہوگا۔

پاکستانی حضرات!

مولانا محمد انوری مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام محلہ سنت پورہ

لائل پور

کو چندہ روانہ کریں اور رسید ہمیں بھیج دیں۔ ہندوستان اور پاکستان کے سب خریداروں کو نمبر خریداری کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

(ناظم)

1967ء تک ماہنامہ دارالعلوم کے سرورق کے اندرونی طرف ناظم چندہ مدرسہ و رسالہ کے لیے آپ کا نام درج رہا۔

مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کا سیاسی مسلک:

سیاسی طور پر مسلک حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے منسلک رہے اور احرار کے پلیٹ فارم سے گراں قدر سیاسی خدمات بھی سرانجام دیں قیامِ پاکستان کے بعد انہوں نے عملی سیاست سے لاتعلقی اختیار کرلی تھی پاکستان کی بقا اور سلامتی کے لیے اکثر دعائیں کیا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے یہ ملک بن گیا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے۔ 1965ء کی جنگ کے دوران انہوں نے خاص طور پر پاکستان کی فتح کے لیے بہت دعائیں کیں۔

مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک سے بے انتہا عشق اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک لیتے ہوئے اکثر آبدیدہ ہوتے تھے، جس کا ذکر نسبتِ محمدیہ کی وضاحت میں گزر چکا ہے۔ خواب اور حالت بیداری میں اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں جب گرفتار ہوکر جیل گئے تو حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ پاکستان تشریف لائے تو لائل پور (فیصل آباد) آپ کے ہاں ہی قیام فرمایا، جیل میں آپ سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے جب حال واحوال دریافت فرمایا تو آپ نے عرض کیا کہ حضرت! کیا پوچھتے ہیں؟ اللہ کا اتنا کرم ہے کہ روزانہ رات نبی محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گزرتی ہے اور رقت طاری ہوگئی۔

1955ء میں سخت بیمار ہوگئے۔ لائل پور کے اچھے ڈاکٹروں سے علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ اسی عالم میں 35 روز گزر گئے۔ جب بالکل مایوسی ہوگئی تو ایک رات خواب میں امیدوں کا دروازہ کھلا، آپ کو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے دیکھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان سے اترے ہیں اور

آپ کے ساتھ بہت سے پتنگے ہیں جو سنہری رنگ کے ہیں۔آپ ﷺ میرے سرہانے کی طرف تشریف فرما ہوئے اور یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔

(سورۃ الشوریٰ: ۲۳)

آپ صبح نماز فجر کے وقت بیدار ہوئے تو بخار اتر گیا اور شفا یاب ہو گئے۔ آپ نے یہ سارا واقعہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھ کر ارسال کر دیا۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا بہت مبارک ہے۔ اور اسکا اثر یہ ہے کہ توکل پیدا ہو گا۔ یہ تجلی ہے آپ کی ترقی ہوگی۔ سچ یہ ہے کہ دنیا میں جو انسان جس سے محبت کرتا ہے، اسے دیکھ کر اپنے سارے دکھ درد، غم، مصائب اور تکالیف بھول جاتا ہے۔آپ کو نبی کریم ﷺ سے بے حد عشق تھا۔

رائے پور کے قیام ہی کا واقعہ ہے کہ آپ کو خواب میں نبی کریم ﷺ کا دیدار ہوا کئی ساتھی اور بھی ساتھ ہیں۔ سب نے سات پارے بخاری شریف کے نبی کریم ﷺ سے پڑھے۔

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب سن کر فرمایا بہت مبارک ہو اور آپ بخاری شریف پڑھایا کرو گے بلکہ تمام کتب احادیث کا درس دو گے پھر اللہ تعالیٰ نے سالہا سال تک آپ کو یہ دولت وسعادت نصیب فرمائی۔ آپ کو ہر رات آقا ﷺ کی زیارت ہوتی تھی اور اکثر و بیشتر زیارت بیداری کی کیفیت میں ہوتی تھی لیکن وہ اظہار نہیں کرتے تھے۔ مولانا سعید الرحمٰن نے مجھے یہ بتایا کہ ''میں اس وقت کم عمر تھا ایک ہی بڑا کمرہ ہوتا تھا والد صاحب رات کو تہجد سے فارغ ہو کر اپنے اذکار و اوراد کے دوران یا مکمل کرنے کے بعد کھڑے ہو جاتے اور الصلوٰۃ والسلام پڑھتے تھے اور زار و قطار روتے تھے کافی دیر تک یہ کیفیت

رہتی تھی۔ یہ بات سالہا سال میں دیکھتا رہا۔'' بالکل یہی بات مولانا مسعودالرحمٰن انوری نے مجھے بتائی۔ (بروایت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ)

1957ء میں مولانا محمد انوری حج پر گئے تو مکہ مکرمہ میں چند روز گزارنے کے بعد مدینہ منورہ چلے گئے۔ مدینہ منورہ میں سارا دن روضہ اطہر کی عمارت کے دروازہ پر بیٹھے روتے رہتے (جو ''روضۃ من ریاض الجنۃ'' کی طرف ہے) اور پنجابی کی یہ رباعی پڑھتے:

اُٹھ شہر مدینے نوں چل جِندڑی
بُوا پاک رسول دا مَل جندڑی
جے تو راہاں وِچ رُل کے مر جائیں گی
تے دوہیں جہانیں تر جائیں گی

شاعر اپنی جان کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ

''اے جان اٹھ اور شہر مدینہ کی طرف چل، اے جان پاک رسول کے در پر جا کر حاضر ہو، اگر راستہ میں تیری موت آئیگی، تو دونوں جہانوں میں کامیاب ہوگا۔''

اور یہ نعتیہ اشعار بھی وردِ زباں رہتے:

رسولِ پاک دا روضہ، ڈِسے جنت کنوں برتر
ایہو مسکن محمد دا، ڈِسے مائی عائشہ دا گھر
اِسے روضے اُتے، رحمت خدا دی لایاں برساتاں
فلک توں ساوے روضے تے، ڈِسیون نور دیاں لاٹاں
جِتھے نوری مَلکُ ہر وقت، پڑھدے آ کے صلوٰتاں
نبی دی ذات تے بھیجے، صلوٰتاں آپ ربّ اکبر

ترجمہ: ''رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضہ جو جنت سے اعلیٰ ہے۔
حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا گھر یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسکن ہے۔
اسی روضہ پر اللہ کی رحمتیں برس رہی ہیں۔آسمان سے سبز گنبد
تک نور کی شعاعیں نظر آتی ہیں۔ جہاں نورانی فرشتے حاضر ہو
کر ہر وقت درود شریف پڑھتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات
پر اللہ تعالیٰ بذاتِ خود دُرود بھیجتے ہیں۔'' (دیوانِ کمترص134)

حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ''آپ جب بھی مدینہ منورہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اطہر پر سلام کے لیے حاضر ہوتے تو روضۂ اطہر سے براہِ راست سلام کا جواب آتا، ایک مرتبہ سلام پیش کرنے کے بعد واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں دو شخص تکرار کر رہے تھے۔جن میں ایک مصری تھا اور دوسرا نجدی۔ مصری کہتا تھا ''رسول اللہ هنا موجود یسمع صلاتنا وسلامنا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں موجود ہیں ہمارا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔نجدی کہتا تھا کہ ''رسول اللہ فوق السمآء مَاهِنَا رسول اللہ'' رسول اللہ آسمان پر ہیں یہاں زمین پر نہیں ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لا رہے ہیں (یعنی والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ) تو انہوں نے طے کیا کہ اس مسئلہ کا فیصلہ ان بزرگوں سے کرواتے ہیں؛ چنانچہ جب آپ قریب آئے تو انہوں نے مسئلہ پیش کیا۔ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ایک سوال کیا، روضۂ اطہر کے اوپر سائن بورڈ لگا ہوا تھا (۱) جس پر یہ آیت لکھی ہوئی ہے:

---

(۱) (اب یہ سائن بورڈ ہٹا کر تین تختیوں پر سنہری حروف سے یہ آیات لکھی ہوئی ہیں یہ تختیاں حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے سید حبیب بن سید احمد فیض آبادی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے لگوائیں تھیں جو گورنر مدینہ تھے، مسجد نبوی کی تزئین وآرائش میں ان کی گرانقدر خدمات ہیں)۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔ (سورۃ الحجرات:۲)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ ان سے بات کرتے ہوئے اس طرح زور سے بولا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔''

پھر حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بورڈ یہاں کیوں لگا ہوا ہے؟ یہ تو پھر آسمانوں پر لگا ہونا چاہیے تھا۔ یہ گورنمنٹ سعودیہ نے لگایا ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں موجود ہیں۔ پھر فرمایا، میں کس طرح کہہ دوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں موجود نہیں ہیں، میں تو جب بھی ''صلوٰۃ وسلام'' عرض کرتا ہوں جواب پاتا ہوں؛ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے روضۂ اطہر میں موجود ہیں'' اور فرمایا کہ روضہ اطہر کی جو عمارت ہے مجسم نور ہے اسی سفر میں فرمایا کہ روضہ اطہر پر جب سلام پیش ہوتا ہے تو انوارات کی بارش بڑے زور سے ہوتی ہے جس کو میں اپنے کانوں سے سنتا ہوں۔

ایک مرتبہ آپ مدینہ منورہ حاضر تھے۔ عمومی قانون کے مطابق حاجی کو آٹھ دن مدینہ منورہ قیام کرواتے ہیں آٹھ دن کے بعد انہوں نے کہا کہ فی دن دس ریال یا کچھ زیادہ جمع کروائیں گے تو اجازت ہے۔ چنانچہ والد صاحب نے قبول کیا اور چالیس دن قیام کیا ساتھ میں (ایوب الرحمٰن) اور مولانا سعید الرحمٰن اور ہماری والدہ تھی۔ جب مدینہ منورہ سے واپس ہوئے تو جیب میں صرف دس

ریال تھے یہ قیام آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں ہوا۔

ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں چالیس روز قیام رہا والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لوگ چلہ کشی کرتے ہیں اور ہماری روضۂ رسول پر چلہ کشی ہوگئی اس سے بڑی اور کیا چلہ کشی ہوگی۔ اس سال بارش بھی خوب ہوئی۔ والد صاحب نے مولانا سعید الرحمٰن کو فرمایا کہ بابِ جبرئیل ؑ کی طرف جو پرنالہ ہے اس کا پانی بالٹی میں جمع کر کے لاؤ۔ مولانا سعید الرحمٰن وہاں خوب نہائے اور دو بالٹیاں بھر کر لائے۔ وہ پانی ہم دو کین میں بھر کر پاکستان لائے۔ یہ بات عشق ومحبت کی ہے۔ وہ پانی بھی یہاں لوگوں کو تقسیم کیا۔ مدینہ منورہ میں اس وقت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے باغ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے لگے ہوئے کھجور کے دو درخت موجود تھے۔ ان درختوں کی ہم نے زیارت بھی کی اور ان کی کھجوریں پاکستان لے کر بھی آئے اور لوگوں میں بانٹیں تھیں۔ بعد میں سعودی حکومت نے درخت اکھاڑ کر جلا دیئے اور باقی تنے سے پھر پودا نکلنے لگا اسے بھی ختم کر دیا گیا یہ 1957ء کی بات ہے اور 1962ء تک کچھ آثار رہے۔

یہ 1962ء کا واقعہ ہے کہ ہماری رہائش باب السلام کے بالکل ساتھ تھی، والد صاحب نہانے کے لیے غسل خانہ میں گئے۔ بعد عشاء کا وقت تھا۔ والد صاحب نے ابھی کُرتا ہی اتارا تھا کہ میرے گھر آنے کی آہٹ پا کر فرمایا کہ تیری والدہ نہیں آئی۔ میں نے عرض کیا نہیں آئی؟ فرمایا پتہ کرو۔ میں والدہ کو ڈھونڈ کر لے آیا تو فرمایا میں بھی تمہارے پیچھے کرتہ پہن کر ڈھونڈنے نکلا تھا جلدی میں سر پر ٹوپی بھی نہ لے سکا۔ بابِ جبرئیل پر پہنچا تو خادم دروازہ بند کر رہے تھے انہوں نے مجھے روکنے کی کوشش کی لیکن میں اندر داخل ہوگیا اور روضہ پاک کے سامنے حاضر ہو کر سلام کیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! ایوب الرحمٰن کی والدہ گم

ہوگئی ہے آپ دعا فرمادیں ۔ پھر صلوٰۃ وسلام عرض کر کے ریاض الجنہ کی طرف سے باہر نکلا توتم والدہ کو لے کر آ رہے تھے۔

اسی طرح ایک بار آپ ریاض الجنۃ میں بیٹھے تھے، فجر کی اذان ہونے والی تھی۔ والد صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے ویزہ کی مدت ختم ہوگئی ہے اور کوئی اطلاع نہیں آ رہی۔ فجر کی اذان ہوئی پھر جماعت ہوئی نماز کے بعد دوزانو بیٹھے تھے کہ کسی نے پیچھے سے ایک رقعہ گود میں رکھ دیا کھول کر پڑھا تو لکھا تھا ''آپ کا ویزا بڑھ چکا ہے اطمینان سے رہیں'' نہ والد صاحب نے پیچھے دیکھا نہ میں نے۔

بریلوی مسلک کے مولوی محمد سردار جو آپ کے قریب ہی جھنگ بازار کی جامع مسجد کے امام وخطیب تھے علماء دیوبند کے بارے میں متعصب ومتشدد تھے لیکن کبھی بھی آپ کے خلاف نہ تقریراً نہ تحریراً کام کیا بلکہ بہت سے عینی شاہدین جنہوں نے ان کے پیچھے جمعہ پڑھا بتایا کہ جمعہ کے بیان میں کہا کرتے تھے کہ ''جو لوگ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ہم ان کے خادم ہیں (پھر حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کی طرف اشارہ کر کے کہتے) مجھے ادھر سے خوشبو آتی ہے'' بلکہ اس حد تک احترام تھا کہ اس محلہ سے کوئی شخص ختم یا فاتحہ کے لیے آتا تو جانے سے انکار کر دیتے اور کہتے اس طرف مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسی والہانہ محبت تھی کہ ''قصیدہ محمدیہ'' مصنفہ حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ خوشخط لکھ کر اپنی خاص نشست گاہ کے ساتھ دیوار پر مستقل لگایا ہوا تھا خود بھی عربی، اردو، پنجابی میں نعتیہ کلام کہا اور حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے عربی نعتیہ کلام کا ترجمہ بھی فرمایا۔

نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ

ہُن ہِند اندر نہیں لگدا جی		طیبہ جاون دی تانگھ لگی

اب میرا دل ہند میں نہیں لگتا ،مدینہ طیبہ جانے کی خواہش ہے

کدی جاواں مدینے سرور دے		محبوب خدا مکی عربی

کبھی میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مدینہ جاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے محبوب ہیں مکی ہیں عربی ہیں

جو ہیں سرور کل جہاناں دے		جس جیہا نہ ہویا کوئی نبی

جو تمام جہانوں کے سردار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی شان والا کوئی اور نبی نہیں ہوا

اوہ ہیں فخرِ عرب تے فخرِ عجم		مکی، مدنی، عربی، قرشی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب و عجم کا فخر ہیں ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکی مدنی عربی قریشی ہیں

کدی بہر خدا، مدینے ول توں		اٹھ چل اے بادِ صبا جلدی

کبھی اللہ کے واسطے شہر مدینہ کی طرف تو، اے صبح کی ٹھنڈی ہوا اب جلدی چل

آکھیں حضرت نوں پیغام میرا		روضے پہنچ کے سیس نِوا جلدی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرا پیغام دینا ،روضہ پاک پہنچ کر جلدی سر جھکا

اوہ ہیں دُرِّ یتیم نبی اُمّی		محبوبِ خدا سردار جہاں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت قیمتی موتی ہیں، نبی ہیں اور اُمی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے محبوب اور دنیا کے سردار ہیں

جو ہیں رحمت کل جہاناں دے		اتے باعث خلق کون ومکاں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں کے لئے باعث رحمت ہیں،اور کون ومکاں کی تخلیق کا باعث ہیں

اوہ ہیں شمس الضحیٰ اتے بدر الدجیٰ		اوہ ہیں ساقی کوثر روز جزا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روشن سورج اور چودھویں کے چمکتے چاند کی مانند ہیں،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن آب کوثر پلانے والے ہیں۔

اوہ ہیں سید و سرور نبیاں دے   اوہ ہیں افضل و اعلیٰ صدرِ علیٰ

آپ ﷺ تمام نبیوں کے سردار ہیں، آپ ﷺ افضل و اعلیٰ اور بلندیوں کی انتہا ہیں

اوہ ہیں مخزنِ نورِ یزدانی   اوہ ہیں منبعِ بحرِ عرفانی

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے انوارات کا خزینہ ہیں ، آپ ﷺ اللہ کی معرفت کے سمندر کا سرچشمہ ہیں۔

اوہ ہیں مظہر رحمتِ ربّانی   اوہ ہیں خلقِ خدا وچ لاثانی

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر ہیں ، آپ ﷺ جیسا اللہ کی مخلوق میں اور کوئی نہیں

ہے احقرؔ افقر دیوانہ   اتے عشق نبی وچ مستانہ

یہ حقیر فقیر تیرا دیوانہ ہے اور نبی ﷺ کے عشق میں ڈوبا ہوا ہے

تیرے پاک جمال دا ہے خواہاں   کدی خوابے جلوہ جانانہ

تیرے (یعنی نبی ﷺ کے) پاک حُسن و جمال دیکھنے کا خواہشمند ہے، اے محبوب کبھی خواب میں آ کر اپنا جلوہ دکھایئے۔

ترجمہ از

ابو حذیفہ عمران فاروق عفا اللہ عنہ

ارشادات وواقعات

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا جائے تو دفتر کے دفتر درکار ہیں چند چیدہ چیدہ خصائل، ارشادات وواقعات پیش خدمت ہیں:

(1)...... اپنی ذات کے لیے غصہ نہیں فرماتے تھے لیکن دین کے معاملہ میں شمشیر برہنہ تھے۔

(2)...... باوجود یہ کہ مخلوق خدا کا رجحان تھا، حکام اور صنعت کار آپ کی خدمت میں حاضر باش رہتے تھے مگر اللہ نے کمال استغناء کی دولت سے آپ کو مالا مال فرمایا تھا کبھی کوئی لالچ نہیں فرمایا جب کہ پیش کش بھی بہت ہوتی تھیں، اپنی ساری اولاد کو دین پڑھایا اور اسی پر قائم رہنے کی تاکید فرماتے رہے اور نصیحت فرماتے کہ دین کو ذریعہ معاش نہ بنائیں۔ اس ضمن میں چند واقعات درج ذیل ہیں؛

(3)...... ایک صاحب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے 34 مربعے ہیں ان میں سے چند مربعے آپ کے مدرسہ کے نام کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے جلال میں آکر فرمایا کہ تم مجھے دنیا کا لالچ دینے آئے ہو۔ اور خدام کو تنبیہ کر دی کہ دوبارہ یہ شخص یہاں نہ آئے۔ بعد میں ان صاحب نے مختلف طریقوں سے حضرت سے ملاقات کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے۔

(4)...... فیصل آباد کی بعض با اثر شخصیات نے حضرت کو بہت بڑا مدرسہ، مسجد، خانقاہ، ہسپتال وغیرہ بنا کر دینے کی پیشکش کی اور اس مقصد کے لئے حضرت سے بارہا عرض کرتے رہے تقریباً عرصہ بیس سال کے بعد بمشکل تمام اس بات پر راضی کیا کہ آپ جگہ تو ملاحظہ فرمالیں۔ چنانچہ حضرت کو وہ جگہ دکھانے کے لئے لے گئے اور موقع پر سارے منصوبے کی تفصیل بتائی۔ حضرت خاموشی سے سنتے رہے۔ پھر فرمایا: ''بھائی میرا ارادہ نہیں، میں بہت بڑے دار العلوم بنانے کا مکلف نہیں، اپنا

چھپر ڈال کر بیٹھوں گا اور جتنی دین کی خدمت ہو سکی کروں گا“۔

(5)......ایک صاحب جو حضرت سے بیعت تھے اور دریوں اور کھیسوں کا کاروبار کرتے تھے بیعت ہونے کے چند دن بعد ملاقات کے لئے آئے اور عرض کیا کہ حضرت! مدرسہ کے لئے دریوں وغیرہ کی ضرورت ہو تو بتائیں۔ حضرت نے کمال استغنا سے فرمایا: ”مجھے دریوں کی کوئی ضرورت نہیں اللہ نے مجھے بہت نوازا ہوا ہے میرے پاس اعلیٰ قسم کی دریاں اور کھیس موجود ہیں“ اس پر وہ صاحب شرمندہ ہوئے اور حیرانی سے عرض کی کہ میرے پاس تو مولوی حضرات اس کام کے لئے درخواستیں لے کر آتے ہیں۔ (بروایت حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ)

(6) ......فیصل آباد کے مشہور ماہر آنکھ ڈاکٹر غلام نصیر الدین احمد نے احقر کو اپنا ایک واقعہ سنایا کہ؛ ایک مرتبہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے کے ہمراہ نظر کے معائنہ کے لئے میرے کلینک پر تشریف لائے۔ بزرگ شخصیت ہونے کی وجہ سے میں نے اچھی طرح معائنہ کیا۔ معائنہ کے بعد حضرت نے فیس کے بارے میں دریافت فرمایا۔ تو میں نے عرض کی کہ آپ سے فیس نہیں لوں گا۔ حضرت نے جیب میں ہاتھ ڈال کر فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب! یہ آپ کا حق ہے، آپ نے اپنی مہارت اور اپنا وقت خرچ کیا ہے۔ آپ کو فیس تو ضرور لینا ہو گی، اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بہت فضل ہے۔ اور فیس دے کر گئے۔ ڈاکٹر صاحب حیران ہوئے کہ میرے پاس تو صاحب حیثیت لوگ بھی مفت معائنہ کے لئے سفارشیں لے کر آتے ہیں۔

(7)......فرمایا کرتے تھے کہ جو مسلمان بھی ختم نبوت کے لیے کام کرتا ہے اس کی مغفرت یقینی ہے۔

(8)......سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا بہت اہتمام فرماتے اور اس پر عمل و مداومت کی تلقین فرماتے، منکرات سے سخت نفرت تھی۔

(9) فرقہ واریت سے ہمیشہ دور رہے دوسرے مسالک کے لوگ بھی آپ کا بہت احترام کرتے تھے شہر میں جب بھی فرقہ واریت کا خطرہ ہوتا تو انتظامیہ کا فوراً آپ سے رابطہ ہوتا تا کہ شہر کی فضا پر امن رہے۔

(10)......آپ کے مرید حافظ محمد حسن صاحب کمالیہ بیان کرتے ہیں:

''مستری حافظ محمد دین صاحب مجھے کہتے کہ آپ کے پیرومرشد کے پاس سورۃ یوسف کا ایک عمل ہے جس کی برکت سے ان کا گھر بار بھی اچھا ہے اور اولاد بھی اچھا کھاتے ہیں اور اچھا پہنتے ہیں کوئی جلسہ بھی نہیں کرتے۔ کبھی چندے کی اپیل نہیں کی۔ وہ صبح مصلّٰی کا کونا اٹھاتے ہیں اور جتنی رقم کی ضرورت ہوتی ہے مل جاتی ہے۔ ان کے پاس سورۃ یوسف کے مؤکلات ہیں وہ عمل خود بھی پوچھو اور مجھے بھی بتاؤ۔ میں اس وقت غیر شادی شدہ تھا میرا نام بھی حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے ہی رکھا تھا۔ مجھ سے بہت پیار فرماتے تھے۔ اپنی اولاد کو وصیت فرماتے کہ میں نے انہیں کہا ہے کہ دنیا کا کوئی کام نہیں کرنا، دین کا کام کرو، میں نے کونسا دنیا کا کام کیا ہے تم لوگوں کو روٹی نہیں ملتی رہی، کیا نہیں ملا تمہیں۔ بڑے مربعے کارخانوں والوں سے بہتر زندگی گزار رہے ہو۔ فرماتے تھے:

مَن كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ۔

''جو اللہ تعالیٰ کا ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہوجاتا ہے۔''

آپ فرماتے:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ۔

(سورۃ البقرۃ:۱۵۲)

بس قرآن پڑھو اور پڑھاؤ اللہ تعالیٰ خود عطا کریں گے۔ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا بدن دبا رہا تھا تو میں نے عرض کیا حضرت جی! کوئی پیسے بنانے والا عمل بتائیں۔ فرمانے لگے کہ بیٹا! اس قرآن مجید سے بھی بڑی کوئی چیز ہے؟ جسے رب نے قرآن کی دولت دی اسے سب کچھ دے دیا۔ اس پر عمل کرو اسی میں ہے سب کچھ۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے آپ کو میرے بارے میں کچھ بتایا ہے کہ ان کے پاس پیسے بنانے والا عمل ہے میں نے عرض کی جی ہاں! وہ مستری محمد دین صاحب بوڑھے ہو گئے ہیں انہوں نے آپ کے عمل کے متعلق بتایا ہے۔ سن کر بہت ہی مسکرائے۔ بعد میں مولانا عزیز الرحمٰن مجھے کہنے لگے۔ کیا بات کر رہے تھے، آج تو اباجی بہت مسکرا رہے تھے۔ میں نے بات بتادی۔ تو پوچھنے لگے پھر اباجی نے کیا جواب دیا، میں نے کہا، انہوں نے فرمایا کہ ان حافظ صاحب سے کہنا وہ جو مؤکلات (جنّات) ہیں وہ مال لاتے ہیں تو کسی کا چوری کر کے ہی لاتے ہوں گے۔ میں تو اس کو حرام سمجھتا ہوں۔ نہ خود، کھاؤں نہ بچوں کو کھلاؤں۔ ان کو بھی کہتا ہوں اور آپ کو بھی کہتا ہوں کہ آپ حافظِ قرآن ہیں حرام کو حرام جانیں اور حلال کو حلال۔ کسی چیز کی کمی نہیں رہے گی۔ کسی دنیا دار سے صحبت نہیں رکھنی۔ کوئی اللہ والا آئے تو اس کی خدمت میں جاؤ یہ جو جلسوں میں مولوی تقریر کرنے آتے ہیں ان کی تقریروں سے پرہیز کرو۔ وہاں کوئی بزرگ آئے درس قرآن دے باعمل ہو اس کی بات سننی ہے۔ یہ جو مار دھاڑ پھٹے چُک مولوی ہیں نہ تو ان کی نجی مجلس میں بیٹھنا یہ باعمل بہت کم ہوتے ہیں۔ ان کی باتوں سے آدمی دین سے اکثر دور ہو جاتا ہے رات گئے تک وقت بھی جاتا ہے نیند بھی خراب ہوتی ہے اور فجر کی نماز کے قضاء ہونے کا ڈر رہتا ہے۔

فرمایا میں نے جو آپ کو عمل بتلایا ہے ذکر کا وہ پابندی سے کرو اور قرآن

کی تلاوت کرو، اسی میں ہے سب کچھ، اللہ تعالیٰ ضروریات پوری فرمائیں گے۔ لوگ خود پوچھیں گے کہ حافظ صاحب کسی چیز کی ضرورت ہے؟ میں نے کسی کتاب میں پڑھا تھا کہ صحیح ولی کی پہچان یہ ہے کہ جب اس کے پاس جائیں تو دل کا دھیان اللہ کی طرف ہو جائے اللہ اللہ کرے اور دنیا کے فاسد خیالات نکل جائیں میں نے اپنے پیرومرشد حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ میں یہ بات دیکھی، رات کو بعد عشاء ان کا درودِ ابراہیمی کا معمول تھا۔

میں جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا تو میرا معمول تھا کہ اشراق تک کمالیہ سے فیصل آباد پہنچ جاتا ناشتہ ساتھ کرواتے دوپہر کا کھانا بھی ساتھ کھلاتے تھے۔ عصر کے بعد چند گھڑی بیٹھ کر میں رخصت لے کر واپس آجاتا کیوں کہ پیچھے بچوں کی تعلیم کا حرج نہ ہو۔ آخری دنوں میں جب میں حاضر ہوا تو عصر کے بعد میں نے اجازت چاہی تو فرمایا ٹھہر جاؤ رات رہو۔ اور رات عشاء کے بعد اپنے خادم سے انتظام کروایا۔ رات اپنی چارپائی کے ساتھ بستر لگوایا اور بچوں کو پیغام پہنچایا کہ یہ میرے خاص مہمان ہیں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو کسی چیز کی ضرورت ہو تو فوراً پہنچاؤ۔ پھر مجھے فرمانے لگے حافظ جی کتنے بجے جگاؤں دو بجے یا تین بجے۔ میں نے عرض کیا میں تو اذان سے ایک گھنٹہ پہلے جاگتا ہوں۔ دو بجے حضرت نے فرمایا حافظ جی دو بج گئے ہیں اگر اٹھنا ہے تو آپ کی مرضی ورنہ سو جاؤ۔ تین بجے پھر وہی فرمایا۔ میں نے کہا اچھا جی۔ جب چار بجے تو فرمایا اب اٹھ جائیں۔ خادم نے کہا اب آجائیں۔ وضو کر کے تہجد ادا کی۔ میں نے خادم سے پوچھا کہ حضرت اتنے عمر رسیدہ اور ضعیف ہو گئے ہیں یہ رات کو سوتے نہیں؟ کہنے لگا مجھے یہاں آئے عرصہ ہو گیا میں نے رات کو کبھی سوتے نہیں دیکھا۔ اشراق کے بعد دو یا اڑھائی گھنٹے اور دوپہر کو پون یا آدھ گھنٹہ قیلولہ کرتے ہیں مجھے بھی ایسے ہی اٹھاتے

ہیں اذان سے آدھ پون گھنٹہ پہلے فرماتے ہیں اب بستر چھوڑ دو۔

کسی مدرسے کا سفیر لالیاں ضلع جھنگ سے حاضر ہوا چندہ کے لیے۔ اس نے عرض کیا کہ مدرسہ پر پانچ ہزار روپے قرض ہے۔ میں چندہ کی اپیل کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کرلینا۔ اپیل کے بعد اسے تھوڑی ہی رقم بنی۔ بلا کر فرمایا کتنے پیسے ہوئے۔ کہنے لگا کہ کرایہ بھی نہیں بنا۔ فرمایا اگر میں تمہیں ایک بات کہوں تو ناراض تو نہیں ہوں گے؟ اس نے کہا جی فرمائیں! اور دعا بھی فرمائیں۔ فرمایا مسجد میں بیٹھے ہو سچ بتانا کہ یہ جو مدرسہ بنایا ہے اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے بنایا ہے یا ''اللہ واسطے'' بنایا ہے؟ کیا دکانداری بنائی ہے؟ اگر دل میں ایسی بات ہے تو توبہ کرو۔ تمہیں ایک وظیفہ بتاتا ہوں ایک ہی تھوک کا گاہک آجائے گا۔ کہیں نہ جانا۔ گھر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے مانگنا۔ گناہوں سے معافی مانگنا اور جو کچھ پہلے قبضہ کیا اس سے توبہ کرو۔ اوپر سے آتا ہے اور اندر سے بنتا ہے۔ دل کو صاف کرلو۔ اور ارادہ کرلو کہ میرا کوئی بچہ اس قابل ہوگا تو اسے اپنی جگہ لاؤں گا ورنہ نہیں۔ اس نے کہا میں توبہ کرتا ہوں اور دل صاف کرتا ہوں۔ فرمایا بات سنو! جب بندہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مخلوق سے مانگنا شروع کرتا ہے تو پھر مانگتا ہی رہتا ہے۔ اس کی حاجات پوری نہیں ہوتیں۔ ایک پوری ہوتی ہے تو دو چار اور ہوجاتی ہیں۔ میں تمہیں ہمیشہ واسطے اس ذلت سے بچانا چاہتا ہوں۔ نبیوں، ولیوں، غوث، قطب کس نے اللہ سے نہیں مانگا۔ اللہ کا بندہ اللہ سے مانگتا ہے مخلوق سے مانگتا ہی نہیں ہے۔ بندہ تمہیں ایک بار دے گا۔ دو چار دفعہ دے گا پھر بھگا دے گا۔ پھر اسے عمل بتایا کہ مصلّٰی پر بیٹھ کر کسی سے بات کیے بغیر اتنی دفعہ پڑھنا ہے، توبہ تم نے کرلی ہے کہ یا اللہ! جو میں مخلوق سے مانگتا رہا میں توبہ کرتا ہوں اب مخلوق سے سوال نہیں کروں گا۔ وہاں جو محلہ دار نمازی ہیں جو کھاتے پیتے ہیں ان کے آگے بھی کوئی سوال نہیں کرنا۔

بعد میں اس نے خود مولانا عزیز الرحمٰن اور مولانا سعید الرحمٰن کو بتایا کہ حضرت کا بتایا ہوا عمل اسی طریقے کے مطابق شروع کیا اور جتنے دنوں کا وظیفہ بتایا تھا ابھی نصف وقت ہی گزرا تھا کہ ایک دن میں مصلّٰی پر بیٹھا تھا کہ کسی نے پیچھے سے میرا کندھا ہلایا، اور ایک کپڑے کی تھیلی گود میں پھینک کر فوراً چلا گیا۔ کھولا تو اتنی ہی رقم تھی جتنی درکار تھی۔ میں نے جب دیکھا کہ رسید نہیں لے کر گیا تو پیچھے گیا وہ اتنی دیر میں کافی دور جا چکا تھا۔ میں پیچھے سے چلایا کہ او بھائی مسافر سلام تو لے لو رسید بھی لیتے جاؤ۔ تو اس نے بے پراوئی سے ہاتھ کا اشارہ کیا اور چلتا بنا۔ (نیز اس نے پانچ کیلہ زمین ہمارے مدرسہ کو دی ہے آج میں اس کا انتقال کرانے جھنگ جا رہا ہوں) اور مولوی صاحب نے وعدہ کیا کہ آج کے بعد میں اپنے اللہ سے ہی مانگوں گا۔ فرمایا کہ میں نے ان سے کہا اگر انسان اللہ پر بھروسہ کرے اللہ مسبب الاسباب ہیں: وَمَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ۔ (سورۃ الطلاق: ۳)

واقعات بیان کردہ حضرت مولانا ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ:

(11)...... حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں پاکستان کے سفر کے دوران بالخصوص حضرت کی توجہ کا مرکز مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ ہوتے تھے۔ کبھی دریافت فرماتے کہ مولانا محمد صاحب بیٹھے ہیں۔ خادم عرض کرتے، جی بیٹھے ہیں۔ فرماتے، انہیں اوپر بٹھادو۔ کبھی کسی مسئلہ کے جواب کیلئے فرماتے۔ مولانا محمد صاحب جواب دیں۔ اس مجلس میں حضرت کے بڑے بڑے خلفاء موجود ہوتے تھے۔ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ صبح صبح فیصل آباد سے چلتے اور آٹھ یا ساڑھے آٹھ بجے لاہور پہنچ جاتے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ میں نے زندگی میں ایسا شخص نہیں دیکھا کہ جس کے لیے مجلس کے اندر اس جگہ حکم فرما کر ناشتہ منگوایا ہو۔ حاجی متین احمد خود ناشتہ لے کر آتے اتنا مجمع موجود ہوتا پھر بھی حضرت خود اپنے پاس ناشتہ کرواتے اور یہ

ایک دفعہ کی بات نہیں ہم بھی والد صاحب کے ساتھ ہوتے تھے۔

حضرت جب اپنے کمرے میں چلے جاتے اور پھر ملنا یا کچھ فرمانا ہوتا تو اندر بلا لیتے اور اپنی چارپائی پر بٹھاتے۔ اخیر عمر کی ملاقاتوں میں مَیں بھی ساتھ ہوتا تھا۔ حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب کو اچھی طرح اس کا علم تھا۔ وہ حضرت کو کھانا کھلانے آئے، حضرت رائے پوری نے والد صاحب کو حکم فرمایا کہ اوپر چارپائی پر بیٹھ جائیں۔ کچھ لوگ بیعت کے لیے حاضر ہوئے دس بارہ آدمی تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد صاحب کو فرمایا کہ حضرت آپ ان کو بیعت کریں۔

(12)...... مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے انوری مسجد میں حضرت والد صاحب کے تعزیتی جلسہ میں یہ بات بتائی کہ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے مدّت العمر مودودی نظریات رکھنے والے سے مصافحہ نہیں کیا۔ مودودی کے سلسلہ میں جب کوئی بات ہوتی تو بہت جلال آجاتا تھا فرماتے تھے کہ مودودی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کی بہت بے ادبی کی ہے۔ اور دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ ہے کہ جس مسجد کا امام مودودی عقائد ونظریات سے تعلق رکھتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، چنانچہ والد صاحب نے اپنے حالات میں خود تحریر فرمایا کہ:

> ”مودودی کے متعلق لوگ بار بار حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شکایت کرتے تھے کہ محمد لائل پوری بڑی مخالفت کرتا ہے۔ مودودیوں کا الیکشن میں سے ایک امیدوار بھی کامیاب نہیں ہوا حضرت نے فرمایا میں ان کو کیا کہوں وہ عالم ہیں بصیرت رکھتے ہیں ویسے ہی تو مخالفت نہیں کرتے ہوں گے۔ میں الیکشن کے بعد جھاوریاں حاضر ہوا۔ میں گیا تو ڈھڈیاں ہی تھا مگر اس وقت حضرت اقدس تیار تھے فوراً

جھاوریاں روانہ ہو گئے اور گاڑی میں مجھے اپنے پاس بٹھا لیا
دوسرے دن جھاوریاں سے چلے تو بھی مجھے اپنے پاس بٹھا کر
پوچھا کہ اس مودودی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ عرض
کیا کہ یہ مودودی بڑا بے ادب واقع ہوا ہے اور بہت سے
متواترات دین کا انکار کرتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیل
کرتا ہے تنقید کرتا ہے پھر اس پر کوئی کیونکر تنقید نہ کرے۔''

ایک مرتبہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں والد صاحب حاضر تھے۔ اس مجلس میں مولانا محمد چراغ صاحب (گوجرانوالہ) بھی موجود تھے (جن کا جماعت اسلامی سے تعلق ہو گیا تھا)۔ انہوں نے حضرت رائپوری سے عرض کیا کہ ''مولانا انوری نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس نے ہمیں بہت نقصان پہنچایا اور الیکشن میں ہمارا ایک بھی امیدوار کامیاب نہ ہو سکا'' اس کے جواب میں مولانا چراغ صاحب سے مخاطب ہو کر حضرت والد صاحب نے فرمایا ''اچھا! مجھے تو معلوم نہ تھا کہ میرا پمفلٹ آپ کے لئے بم کا گولہ ثابت ہوا ہے'' اور فرمایا کہ ''حضرت محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہنے کے باوجود کیا کمی رہ گئی تھی جو آپ مودودی کے پاس لینے گئے''۔ (اس پمفلٹ کا عنوان یہ تھا ''مودودی صاحب اور انکی جماعت علمائے کرام کے ارشادات کی نظر میں'')۔

(13)...... حضرت والد صاحب حضرت عالی مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی جاتے رہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی پہچانتے تھے کہ ہمارے پیر بھائی مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا ہے۔ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کے ساتھ اسفار بھی کیے۔ کچھ اسفار ننگے پاؤں بھی کیے۔ دریا بھی پار کیے۔ حضرت عالی نے ایک بار فرمایا کہ ان کو چلنے میں تکلیف ہوتی ہوگی تو حضرت سے کسی نے

عرض کیا کہ حضرت یہ پنجابی لوگ ہیں مضبوط ہوتے ہیں یہ واقعہ والد صاحب کی کسی تحریر میں موجود تھا۔

(14)......جب ہماری ہمشیرہ کی رخصتی حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ڈھڈیاں تشریف لے جانے کے ساتھ ہی ہوگئی تو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرمایا اور تعریفی کلمات ارشاد فرمائے۔ ڈھڈیاں میں ہماری ہمشیرہ نے ایک بار چاول پکا کر حضرت کی خدمت میں بھیجے تو حضرت نے مولانا عبدالجلیل سے فرمایا کہ اب تو آپ لوگ بہت اچھے چاول پکانے لگے ہیں۔ میری والدہ نے ایک بار مٹی کی ہانڈی میں چاول پکانے کے لیے چولہے پر رکھی، آگ زیادہ جلادی چنانچہ ہانڈی بھی ٹوٹ گئی اور چاول بھی چولہے میں گر گئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری ہمشیرہ کے ہاتھ کے پکے ہوئے چاول بہت خوش ہوکر کھائے۔

(15) ......ایک بار والد محترم ڈی ٹائپ کالونی فیصل آباد میں نماز کے لے تشریف لے گئے۔ سنتیں ادا کیں اتنی دیر میں امام مسجد بھی آ گئے دیکھا تو اس نے خضاب لگایا ہوا تھا والد صاحب اٹھے اور واپس آ گئے۔

(16) ......مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک دفعہ بعد عصر کی بات ہے کہ والد صاحب استنجا کے لیے گئے ہوئے تھے۔ کچھ مہمان بھی آئے ہوئے تھے۔ وہاں ایک آدمی آیا لمبا قد آنکھ سے کانا آتے ہی کہنے لگا، مولانا کو ملنا ہے۔ دو تین بار اس نے کہا۔ اتنے میں والد صاحب آ گئے میں وضو کروانے لگ گیا۔ والد صاحب کے چہرہ پر غصہ کے آثار نمودار ہوئے میں گھبرا گیا کہ شاید مجھ سے وضو کرواتے ہوئے کوئی خطا ہوگئی ہے میں مزید دھیان سے وضو کروانے لگ گیا۔ وضو مکمل کر کے اعضاء خشک کیے تو فرمایا جلدی سے مدرسہ کے دروازے بند کرو۔ اور نماز کے لیئے چلو۔ حالانکہ ابھی نماز میں وقت تھا۔ وہ آدمی جو آیا تھا وہ باہر والے رستہ میں ایک طرف

بیٹھا تھا۔ جب لاٹھی لے کر مسجد کی طرف نکلنے لگے تو فوراً آگے بڑھ کر اس نے مصافحہ کی کوشش کی۔ والد صاحب نے غصہ سے زوردار جھٹکا دیکر فرمایا پرے ہٹ، میں مرزائیوں سے مصافحہ نہیں کرتا، وہ فوراً بھاگ گیا۔

دراصل وہ قادیانی تھا۔ یہ حضرت کی ایمانی فراست تھی جیسا کہ حدیث شریف ہے:

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰه۔

''مؤمن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور کے ساتھ دیکھتا ہے۔''

حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ اس نے لیٹر بکس میں کچھ ڈالا ہے۔ بہرحال ہم انوری مسجد کی طرف چل پڑے اور وہ ہمیں دیکھ کر آگے آگے بھاگ گیا۔ نمازِ مغرب کے بعد والد صاحب نوافل پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ ہم بھائیوں میں سے کسی کو مسجد اکیلے جانے اور واپس آنے کی اجازت نہیں تھی۔ والد صاحب کے ساتھ ہی جانا اور ساتھ ہی آنا ہوتا۔ جب تک والد صاحب نوافل پڑھتے ہم قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہتے۔ میں مغرب کا سلام پھیر کر والد صاحب سے چوری گھر کی طرف بھاگا کہ لیٹر بکس میں دیکھوں۔ میں نے لیٹر بکس کھولا تو مرزائیوں کا رسالہ ''الفضل'' تھا اس میں۔ میں نے رسالہ پھاڑ دیا اور والد صاحب کو بھی نہیں بتایا۔

(17)......ملک واحد بخش صاحب جو انوری مسجد کے جنرل سیکرٹری تھے۔ سالہا سال حضرت والد صاحب کی خدمت میں رہے۔ حضرت والد صاحب کی تربیت کا یہ اثر تھا اتنی دنیا کی بے رغبتی تھی کہ قیامِ پاکستان کے بعد لائل پور میں اراضی ومکانات کی الاٹمنٹ کے ذمہ دار تھے سارے شہر میں لوگوں کو مکانات الاٹ

کر کے دیئے مگر اپنے لیے کوئی ذاتی الاٹمنٹ نہیں کروائی۔

(18)......آج سے ٹھیک پچاس سال پہلے دارالعلوم کو مالی بحران کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر کا خط لے کر عبدالرحمٰن نامی دارالعلوم کا سفیر ہمارے گھر پہنچا کہ اس خاندان کو تلاش کرو جو دارالعلوم دیوبند کا محسن رہا ہے۔ سوال یہ کہ انہوں نے کیوں مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب کیا کسی اور کا کیوں نہیں کیا؟ اور بھی بڑے بڑے حضرات پاکستان میں تھے۔ حضرت والد صاحب کے پاس جب وہ سفیر پہنچے تو انہوں نے والد صاحب کا اپنے اکابرین کے ساتھ والہانہ تعلق محسوس کیا۔ والد صاحب ان کے ساتھ انوری مسجد نماز پڑھنے جارہے تھے میں بھی ساتھ تھا۔ اور وہ دیوبند سے آیا ہوا سفیر ہمارے والد صاحب سے وہاں کے بزرگوں کے متعلق معلومات لے رہا تھا۔ جب کسی بزرگ کا نام لیتا تو ساتھ رحمہ اللہ کہتا۔ (میں نے پہلے یہ الفاظ سنے ہوئے نہیں تھے ہم اکثر رحمۃ اللہ علیہ ہی کہتے اور سنتے تھے۔)

حضرت والد صاحب نے نمازِ ظہر کے بعد باقاعدہ بیان فرمایا اور لوگوں کو متوجہ کیا سردی کا موسم تھا۔ لوگوں نے تعاون بھی کیا۔ پھر والد صاحب نے ذاتی تعلقات کی بنیاد پر دس ہزار روپیہ ہدیہ کیا یہ 1953ء کی بات ہے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا شکریہ کے طور پر جو خط آیا وہ میرے پاس موجود تھا۔ اور قاری طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت ہی شکریہ کے خطوط آئے۔ قاری طیب صاحب حضرت والد صاحب کے مدرسہ دیوبند کے ساتھی ہیں اور مفتی محمد شفیع صاحب بھی۔ والد صاحب کی بیماری کی وجہ سے دو سال کے لئے تعلیم منقطع ہوگئی تھی۔ اس لیے یہ حضرات اتنا عرصہ آگے چلے گئے۔ والد صاحب نے ۱۳۳۹ھ میں دورہ حدیث کیا۔ مولانا بدر عالم میرٹھی دارالعلوم دیوبند میں والد صاحب کے ساتھی ہیں۔ میں نے والد صاحب کی

سند حدیث دیکھی ہے بہت اچھی اور بہت اہتمام سے لکھی ہوئی تھی۔ حضرت والد صاحب نے حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پڑھا تھا۔ اور انہوں نے بھی حضرت والد صاحب کو سندِ حدیث عنایت کی تھی جو حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بھی استاذ ہیں۔

(19)......ایک کتاب ہے ''آثار السنن'' جو غیر مقلدوں کے ردّ میں ہے، مولانا ظہیر احسن شوق نیموی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے۔ جو وفاق المدارس نے شامل نصاب کی ہے۔ ان کے بیٹوں کے خط حضرت والد صاحب کے نام آئے ہوئے میں نے خود دیکھے ہیں۔ اس کتاب میں کسی جگہ پر تصحیح کی ضرورت تھی۔ اس کے متعلق والد صاحب نے ان کے بیٹوں کو خط لکھا۔ مولانا احسن شوق نے حضرت شیخ الہند کو اپنے کچھ جز لکھ کر بھیجے کہ آپ اس میں کمی کوتاہی درست فرمائیں۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ آپ مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ کریں اور ان کو بھیجیں وہ بڑے احسن طریقہ سے اس کی تصحیح کردیں گے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو کشمیر بھیجے۔ کیونکہ حضرت دارالعلوم سے فراغت کے بعد مدرسہ امینیہ دہلی میں قیام کر چکے تھے وہاں سے حضرت کشمیر تشریف لے گئے تھے۔ وہاں ان دِنوں مدرسہ فیض عام قائم فرمایا تھا۔ حضرت نے ان کی تصحیح فرمائی، اس میں حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا احسن شوق نیموی کی مدح میں ایک قصیدہ بھی لکھا۔ حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لئے اس کتاب کا حاشیہ لکھا۔ (مولانا محمد بن موسیٰ والد صاحب کے ساتھی تھے۔ جن کا جوہانس برگ جنوبی افریقہ سے تعلق تھا۔ انہوں نے دیکھا ہوا تھا کہ حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ والد صاحب کے ساتھ کیسا شفقت ومحبت کا معاملہ فرماتے تھے۔ انہوں نے وہ حاشیہ جو محفوظ کیا ہوا تھا آج سے پینتالیس سال پہلے جب یہاں فوٹوسٹیٹ کا نام ونشان نہیں ہوتا تھا۔ انہوں نے برطانیہ سے اس کتاب

''آثار السنن'' کے فوٹو (مائکروفلم) بنا کران دونوں کتابوں کی الگ الگ جلدیں کروائیں اور سب سے پہلے حضرت والد صاحب کو بھجوائیں اور ساتھ لکھا کہ بعض مقامات کے فوٹو نہیں بن سکے کیونکہ حضرت شیخ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بہت پھیکی روشنائی سے لکھا ہے کیمرہ ان کی فوٹو نہیں لے سکا۔ میں نے وہ دونوں کتابیں خود دیکھی تھیں۔ والد صاحب کے پاس حاشیہ لکھا ہوا موجود تھا۔ آج کے بڑے عالم کے لیے بھی اسے حل کرنا مشکل ہے۔ (کچھ کتابیں ہندوستان بھی انہوں نے بھیجیں)

مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا قاری طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بھیجی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کا نام ''اَلْاِتْحَافُ بمذھب الاحناف'' (حنفیوں کے مذہب کے لیے بہت سارے تحائف) رکھا تھا اس پر دارالعلوم دیوبند رسالہ میں تفصیلی تبصرہ آیا، مولانا انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقش رسالہ میں شائع کیا تھا۔ حضرت قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ جب بھی پاکستان آئے تو والد صاحب سے لازمی ملاقات کر کے گئے۔

(20)......دارالعلوم دیوبند والوں نے جب مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات دیکھیں تو انہوں نے آپ کو دارالعلوم دیوبند کا پاکستان میں ناظم مقرر کر دیا۔ میں مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو ٹنڈو الہ یار ملنے گیا۔ وہاں جب لوگوں کو میرا معلوم ہوا کہ یہ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا ہے۔ وہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے وہ تو ہمارے دارالعلوم دیوبند کے ناظم چندہ تھے، مجھ سے بہت محبت کی بڑا اکرام کیا۔ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے میں کئی بار ملا ہوں۔ دارالعلوم دیوبند کی رسید بُک سینکڑوں کی تعداد میں ہمارے گھر موجود تھیں۔ جب کوئی چندہ دیتا دارالعلوم دیوبند کی رسید کاٹی جاتی جس پر مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط ہوتے۔ پھر ایک بار حضرت قاری محمد طیب صاحب تشریف لائے ہوئے تھے۔ دیوبند مدرسہ کا بھی کافی

چندہ ہوا۔ تو قاری صاحب نے فیصلہ کیا کہ اتنی رقم کیا ساتھ لیے پھرتے رہیں گے انہوں نے یہ رقم مولوی محمد شریف کے حوالہ کی جن پر مودودیت کا اثر تھا۔ قاری طیب صاحب نے انہیں فرمایا کہ یہ رقم کراچی میں مولانا قاری شریف احمد رحمۃ اللہ علیہ کو بھیج دو۔ لیکن مولوی شریف صاحب نے وہ رقم نہیں بھیجی، دس ہزار روپیہ تھا۔ والد صاحب کو ان کی اس حرکت کا علم ہوا کہ انہوں نے رقم کراچی نہیں بھیجی جبکہ قاری طیب صاحب تو واپس چلے گئے تھے۔ وہاں جا کر انہوں نے رقم کے بارے میں تصدیق کی۔ تو کراچی سے مولانا قاری شریف صاحب نے رقم نہ ملنے کا بتایا۔ والد صاحب نے مولوی شریف کو بے شمار رقعے لکھے لیکن ان کا گول مول جواب آتا۔ والد صاحب نے حاجی محمد اسماعیل لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بیچ میں ڈالا مگر بات نہ بنی۔ پھر حضرت والد صاحب نے مولوی شریف صاحب کو لکھا کہ ہم آپ سے تعاون کرتے ہیں آپ کے پاس اب جو رقم رہ گئی ہے وہ بتا دیں باقی ہم ملا کر پوری کر کے کراچی بھیج دیں۔ لیکن پھر بھی بات نہ بنی تو والد صاحب نے معلوم نہیں کیسے رقم پوری کر کے بھجوائی۔ جب کراچی رقم پہنچ گئی اور دیوبند والوں کو بھی معلوم ہو گیا تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ دارالعلوم دیوبند کا جتنا بھی چندہ آئے گا چاہے مغربی پاکستان سے چاہے مشرقی پاکستان سے وہ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ آئے گا۔ حضرت والد صاحب بینکوں میں رقم رکھنے کے خلاف تھے۔ لاکھوں کی رقم الماری میں رکھی ہوتی تھی۔ یہ سلسلہ سالہا سال چلتا رہا، دارالعلوم دیوبند کا جو ماہنامہ ''دارالعلوم'' نکلتا تھا۔ جنوری 1954ء میں حضرت مولانا ازہر شاہ قیصر رحمۃ اللہ علیہ (ابن حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ) نے رسالہ میں اعلان کیا کہ پاکستان میں رسالہ کا چندہ اب مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ ہوگا۔ جتنا بھی یہ رسالہ پاکستان میں جاری ہوا مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت ہوا۔ ٹائٹل کی اندرونی طرف یہ تحریر ہوتی کہ

پاکستانی حضرات رسالہ کا چندہ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کو ارسال کریں اور ساتھ پورا پتہ لکھا ہوتا۔ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحبزادے مولانا عزیز الرحمٰن انوری نے ہزار ہا خریدار مہیا کیے۔

مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ذمہ داری اپنے صاحبزادے مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کردی۔ انہوں نے بہت سال یہ ذمہ داری نبھائی اور اس کے بعد یہ خدمت میں (ایوب الرحمٰن) سرانجام دیتا رہا۔ آخر 1968ء میں والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم والوں سے گزارش کی کہ اب میں کمزور ہو گیا ہوں آپ خود یہ ذمہ داری سنبھالیں۔ ان کے اصرار کے باوجود حضرت والد صاحب نے رخصت لے لی۔ اور دارالعلوم والوں نے اپنا ناظم مقرر کردیا۔ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مدرسہ تھا رائے پور میں جو حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے فوراً بعد جاری ہوا تھا۔ اس کے سرپرست حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ تھے اس کا سارا چندہ فیصل آباد جمع ہوتا اور یہیں سے مدرسہ رائے پور جاتا تھا۔ حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری رحمۃ اللہ علیہ (جو حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور داماد تھے) نے جب ''انوار الباری'' شرح بخاری لکھنی شروع کی تو اس کو طبع کروا کے کراچی مجلسِ علمی ناظم مولانا محمد طاسین (داماد حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ) کو بھیجتے رہے۔ لیکن خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلنے کی صورت میں حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ کیا۔ مولانا احمد رضا بجنوری سے اس سلسلہ میں خط و کتابت شروع ہوئی چنانچہ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بیٹے نے یہ کتاب خوب پھیلائی۔ حضرت بجنوری ایک بار ہمارے گھر تشریف لائے تو انوار الباری کے جملہ حقوق طبع مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر گئے بعد میں ادارہ تالیفات اشرفیہ والوں نے مولانا سے حقوق حاصل کیے جو اجازت نامہ اندر

چھپا ہوا ہے۔

اسی طرح حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ مظاہر العلوم سہانپور کا پاکستانی حضرات کا چندہ بھی ہمارے ہاں ہی جمع ہوتا تھا۔ جب مولانا انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ''نقش'' جاری کیا۔ تو شروع میں پاکستانی حضرات کے لیے حضرت قاری شریف احمد صاحب کراچی کو ناظم مقرر کیا لیکن خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا تو مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ کیا چنانچہ تین برس تک رسالہ جاری رہا۔

(21)......1962ء میں جب عمرہ کے لیے ہم نے جانا تھا تو سارا مکان لوگوں سے بھر گیا تھا۔

مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ ہی عرصہ پہلے فالج ہوا تھا دو آدمی انہیں اٹھاتے اور بٹھاتے تھے۔ اس حالت میں گھر سے ریلوے اسٹیشن تک آئے۔ اس طرح کچھ احباب ریل میں ساتھ کچھ اگلے اسٹیشنوں تک گئے۔ ہماری مسجد کے مؤذن صوفی محمد زکریا جنہوں نے ستر سال اذان دی، انہوں نے روہڑی تک جانا تھا مگر ساتھ ہی کراچی چلے گئے جب لانڈھی اسٹیشن پر گاڑی رکی تو وہاں مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ علماء کے وفد کے ہمراہ موجود تھے۔ انہوں نے ملاقات کی۔ وزارتِ حج کے بڑے عہدے دار زکریا کامدار بھی ساتھ تھے اور مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہی کراچی اسٹیشن تک ریل میں سفر کیا۔ بابو عبدالحمید صاحب کے گھر آٹھ دن قیام رہا۔ انہوں بہت ہی اچھا انتظام کیا۔ روزانہ بعد عصر مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور سید جمیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ آتے رہے۔ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی مولانا بدرِ عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ جو مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ رہے ہیں، مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ اس نسبت سے استفادہ فرماتے۔

حرمین پہنچ کر مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ جنہیں دو آدمیوں کے سہارے سے

اٹھایا بٹھایا جاتا تھا، اللہ نے انہیں ایسی ہمت وقوت دی کہ مولانا سعید احمد حنان صاحب اس وقت بہت پریشان ہوئے جب انہیں بتایا گیا کہ آج ہم کوہِ صفا پر مسجد بلال دیکھنے گئے تھے۔ میں اپنے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر چڑھ رہا تھا جبکہ والد صاحب بغیر سہارے کے ہی آگے آگے چڑھ رہے تھے۔ عصر کے بعد کا وقت تھا ہم نے وہاں دُعا مانگی۔ وہاں جو عربی اہلکار مقرر ہوتے ہیں وہ حدیث سنانے لگے ''لا صلاۃ بعد العصر الا المکتوبۃ'' عصر کے بعد کوئی نماز نہیں مگر فرض نماز۔ وہ یہ سمجھا کہ شاید ہم نفل پڑھنے لگے ہیں۔ تو والد صاحب نے فرمایا حدیث تو درست اور مکمل پڑھو ''الا المکتوبۃ'' نہیں ''حتی تغرب الشمس'' ہے۔ یعنی عصر کے بعد سورج غروب تک اور فرمایا اچھا یہ بتاؤ ''لا دعا بعد العصر.'' بھی آیا ہے کہیں۔ وہ بڑے حیران ہوئے اور سمجھ گئے کہ کوئی صاحبِ علم شخصیت ہیں وہ پھر انہوں نے ہمیں قہوہ پلانے کی کوشش کی۔ ہم دُعا کر کے مغرب کی اذان سے دس منٹ پہلے نیچے آ گئے تھے۔

مولانا محمد سلیم صاحب مہتمم مدرسہ صولتیہ اور مولانا محمد یامین صاحب یہ وہ لوگ ہیں جو بہت ہی مخلص تھے مولانا یامین صاحب حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں تھے۔ وہ اہتمام سے دو تین بار مدرسہ لے گئے۔ اور سارا مدرسہ دکھایا اور بتایا کہ مدرسہ صولتیہ کی مسجد میں جو پتھر لگا ہے وہ اس عمارت کا ہے جو بیت اللہ شریف کے سامنے تھی (صحن میں) جب گورنمنٹ نے وہ عمارت گرائی توسیع کے لیے تو وہ سارا پتھر ہم نے خرید لیا اس مسجد میں وہ جگہ بھی دکھائی جہاں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ قیام کرتے تھے اور قرأت پڑھتے تھے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا حجرہ اور درس کی جگہ بھی دکھائی، حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے عیسائیت کے خلاف خوب کام کیا ان کی قیام کی جگہ کی

زیارت کروائی۔ مولانا یامین نے مجھے خود بتایا کہ جب حضرت شیخ الحدیث آتے ہیں تو اسی حاجی صاحب والے حجرہ میں ٹھہر جاتے ہیں پھر وہاں سے نہیں نکلتے حالانکہ اس کی چھت بارش میں ٹپکتی ہے۔ ہمیں بڑی خوشی ہوئی جب آپ لوگوں کے آنے کا پتہ چلا۔ کیونکہ یہاں حرم میں ایک خلوہ ہے جس میں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا قیام ہوا تھا 1950ء میں۔ حکومت کیونکہ پرانی عمارتیں گراتی جارہی ہے۔ ہم چاہتے تھے کہ کسی کا قیام ہوجائے۔ پچھلے سال مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ آئے تھے تو ہم نے ان کا قیام وہاں کروایا تھا۔ وہاں سے بیت اللہ شریف چوبیس گھنٹے نظر آتا ہے اور بیت اللہ میں نماز کے وقت صفیں اس کے بالکل ساتھ بن جاتی ہیں۔ اور خلوہ کے اندر ہی جماعت مل جاتی ہے (اب وہ خلوے نہیں رہے۔ اب تہہ خانہ میں ہیں) چنانچہ انتظامیہ سے اجازت لے کر وہ خلوہ کھولا گیا۔ دو آدمی اس کی صفائی کر رہے تھے میں نے خود دیکھا ایک حاجی عبدالعزیز صاحب گھڑیوں والے جو ہمارے بھائی مولانا سعید الرحمٰن کے سمدھی ہیں۔ دوسرے آدمی جو تھے، ملک عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ (والد محترم حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی رحمۃ اللہ علیہ) ان کا ہمارے خاندان سے گہرا تعلق تھا۔ تو میں نے دیکھا کہ دونوں حضرات کی داڑھیاں اور کپڑے دُھول سے اَٹے پڑے تھے۔ سال ڈیڑھ سال سے خلوہ بند پڑا تھا۔ پھر اسی خلوہ کے اوپر ایک مکان بھی تھا میں اور والدہ اوپر اور والد صاحب خلوہ میں ٹھہرے۔

اوپر مکان سے بھی شیشہ کی کھڑکی سے بیت اللہ نظر آتا تھا۔ یہ 1962ء کی بات ہے۔ مدرسہ صولتیہ والے حضرات آتے جاتے رہتے تھے۔ حاجی ارشد صاحب مکہ مکرمہ میں مقیم تھے جو پورے سعودی عرب کے تبلیغی جماعت کے امیر تھے اور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور اکثر خود اور لوگوں کو لے

کرآجاتے تھے۔ درمیان میں ایک چھوٹا سارستہ تھا اور ساتھ خلوہ میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے مولانا حبیب اللہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان سے میری کافی ملاقات رہی والد صاحب کی ان سے ملاقات نہ ہوسکی۔

(22)......حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کا خط مکہ مکرمہ آیا ہم مدینہ منورہ سے واپس مکہ آگئے تھے۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر اس خط کے ذریعے ہوئی اس دن غارِ حرا کی زیارت کا ارادہ تھا۔ اس ارادہ سے ہم باہر نکلے لیکن کچھ بات نہ بن پائی واپس رہائش گاہ آگئے۔ والد صاحب خَلوہ کے اوپر رہائش میں استنجا کے لیے گئے اتنی دیر میں ڈاکیا ہماری ڈاک دے گیا وہ ایروگرام تھا مجھے معلوم ہوگیا مولانا عزیز الرحمٰن کا ہے میں نے ذرا کوشش کرکے پڑھا تو جو الفاظ پڑھ سکا وہ یہ تھے ''ہائے افسوس'' اور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر تھی۔ بس اتنے جملے میری آنکھوں سے گزرے میری حالت غیر ہوگئی اور میں نے اونچی اونچی رونا شروع کر دیا۔ میری یہ کیفیت اس لیے تھی کہ جیسے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے دادا جی ہوں اور مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کو ہم چچا سمجھتے تھے۔ اب والدہ پریشان ہوئیں اور بار بار مجھے پوچھتیں کہ کیا بات ہے، مجھ سے بتایا نہ جائے، بڑی مشکل سے میں نے بتایا تو والدہ نے بھی رونا شروع کر دیا، والد صاحب آئے تو ہمیں دیکھ کر پریشان ہوئے، بڑی مشکل سے سنبھل کر بتایا تو سنتے ہی والد صاحب اسی جگہ پر سر پکڑ کر بیٹھ گئے، کافی دیر بعد طبیعت سنبھلی پھر خط پڑھا، مدرسہ صولتیہ والوں کو اطلاع ہوئی انہیں مولانا سعید الرحمٰن کا خط پہنچا تھا۔ سب والد صاحب کے پاس تعزیت کے لیے آئے۔ مولانا سعید الرحمٰن کے خط میں کچھ تفصیل اور اخباری کٹنگ بھی تھی۔ ایک بات اس خط کی جو مجھے یاد ہے کہ ''حضرت کا چہرہ کھلا رکھا گیا تھا اور حضرت

کے چہرہ کی روشنی سے ویگن کی چھت روشن ہو رہی تھی، نُور کی شعائیں پھوٹ رہی تھیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ حضرت کا وصال ہو گیا۔''

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سالہا سال تک میری یہ کیفیت تھی کہ جیسے دنیا میں بندے کا سب کچھ لُٹ گیا ہو اور جیسے سب گھر والے مر گئے ہوں۔ میں حزب الاعظم 1958ء سے پڑھتا ہوں وصال کے بعد جب حزب الاعظم پڑھتا تو ٹھنڈے سانس لیتا، روتا اور حضرت کو یاد کرتا۔

عمرہ سے واپسی براستہ ظہران ہوئی دوپہر کے وقت پہنچے۔ بہت گرمی تھی۔ میں دو تین دن سے سویا نہیں تھا۔ اور والد والدہ کی خدمت بھی میرے ذمہ تھی۔ والد صاحب نے واپس آ کر برملا فرمایا تھا کہ اس نے ہماری بہت خدمت کی...... ہوائی جہاز والوں نے اپنے ہوٹل میں ٹھہرایا۔ تو مجھے خوب نیند آئی اسی دوران ظہران سے قریب الخُبر سے تبلیغی احباب حضرت والد صاحب کو لینے کے لیے آ گئے تھے۔ تبلیغی مرکز لے گئے۔ والد صاحب رات کو واپس تشریف لائے پھر ہم رات کراچی پہنچے اس سے پہلے جدہ میں حاجی ارشد صاحب کے ہاں ٹھہرے، انہیں کوئی حکومتی کام پڑ گیا۔ انہوں نے بڑا اہتمام کیا ہوا تھا صوفی اقبال صاحب و دیگر حضرات ہمارے ساتھ ساتھ تھے۔ حاجی صاحب رات کو دیر سے واپس آ گئے تو دیکھا مہمان تو آ گئے تو فرمانے لگے۔

طاقتِ مہمان نہ دارم
خانہ بے خانہ سپرد

(مہمان بہت معزز آ رہے تھے میں مہمانوں کی سنبھالنے کی طاقت نہیں رکھتا اس لیے گھر مہمانوں کے حوالے کر کے چلا گیا)۔

ہم کراچی میں بابو عبدالحمید کے گھر پہنچے بابو عبدالعزیز بھی کراچی آ چکے تھے۔

مولانا سعید الرحمٰن، مولانا مسعود الرحمٰن وغیرہ بھی کراچی آ گئے جب فیصل آباد کے قریب پہنچے تو غالباً ٹوبہ ٹیک سنگھ تھا سینکڑوں لوگ لینے کے لیے آئے ہوئے تھے جن میں حاجی اسماعیل لدھیانوی بھی تھے وہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کر کے روتے رہے۔ ساری بوگی بھر گئی۔ اب سارے پیاسے تھے کہ حضرت کا تو وصال ہو گیا۔ جب فیصل آباد پہنچے تو کثیر تعداد میں لوگ استقبال کے لیے موجود تھے جن میں مفتی زین العابدین بھی تھے اسٹیشن سے سیدھے مسجد انوری آئے نوافل پڑھے وہاں مجلس لگ گئی۔ دو تین دن بعد ایک وفد کی شکل میں ڈھڈیاں چلے گئے وہاں تقریباً دوپہر 11 بجے پہنچے۔

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی جہاں قبر ہے وہاں ساتھ نیچے بہت بڑے بڑے درخت تھے چھاؤں میں چارپائیاں بچھائی ہوئی تھیں میں جب مولانا عبدالجلیل سے ملا تو بہت رویا تکلف و تصنع تو تھا نہیں۔ سب حضرات میری کیفیت دیکھ کر پریشان ہوئے۔ مولانا عبدالجلیل صاحب نے میرا نام لے کر کئی اور لوگوں کو بھی یہ کہا کہ جتنا ایوب الرحمٰن رویا ہے حضرت کے وصال پر کوئی اتنا نہیں رویا۔ بڑی مشکل سے طبیعت سنبھلی۔ مولانا عبدالجلیل صاحب نے اپنے والد مولانا حافظ خلیل صاحب کو منع کیا کہ آج آپ قبر پر قرآن پاک کھول کر تلاوت نہ کیجیے گا۔ پھر دورانِ گفتگو والد صاحب مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ سے اسی مسئلہ کے متعلق پوچھا تو والد صاحب نے فرمایا جسے حفظ نہیں وہ دیکھ کر ہی پڑھے گا جس پر انہیں حوصلہ ہو گیا کہ ایسے قرآن مجید کھول کر تلاوت کر سکتے ہیں۔ حافظ محمد خلیل صاحب ہمارے والد صاحب کے سمدھی تھے۔ کچھ دن قیام رہا لوگوں کا مجمع رہا۔ والد

صاحب حضرت کی قبر پر مراقب ہوتے تھے، جب پہلی دفعہ مراقب ہوئے تو فراغت کے بعد مولانا خلیل صاحب کو کچھ پیغام دیا اور کہا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ پہلے یہ بات ایسے کرنی تھی اب ایسے کرنی ہے۔ تو مولانا خلیل صاحب کہنے لگے کہ اس بات کا علم مجھے تھا یا حضرت کو اچھا ہوا آپ نے یہ پیغام پہنچایا۔

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب سرگودھا سے ملاقات کے لیے ہمارے گھر تشریف لائے ان کی عادت تھی کہ وہ اکثر والد صاحب سے ملاقات کے لیے آتے تھے اور بھی کئی حضرات ساتھ ہوتے خالصہ کالج ان کا قیام ہوا۔ مولانا عبدالعزیز صاحب کی فیصل آباد میں سب سے پہلے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت کی۔ لوگوں کو گمان تھا کہ شاید مولانا محمد صاحب حضرت سرگودھوی رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کریں گے مگر ایسی کوئی بات نہ ہوئی بلکہ پُرتکلف دعوت کی گئی۔ والد صاحب کو دیکھ کر پھر باقی لوگوں نے دعوتیں کیں کچھ دعوتوں میں مولانا محمد صاحب کو اہتمام سے شامل کیا گیا۔ پھر والد صاحب نے معذوریٔ صحت اور قلّت وقت کی وجہ سے معذرت کرلی۔

(23) حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''العُجالہ'' ص 39 میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''جڑانوالہ سے ایک بی اے (نوجوان) کا والا نامہ آیا کہ آجکل میرا نکاح ہونے والا ہے۔ میرے والدین مجھے مجبور کرتے ہیں کہ داڑھی منڈا دے۔ مگر میں انکار کرتا ہوں۔ گذشتہ شب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ تو ہرگز نہ داڑھی منڈانا میں تیری شفاعت کروں گا۔ اب میں آپ کا مشورہ لیتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ میں نے جواب دیا کہ جب آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم فرما رہے ہیں پھر میرے مشورے کی کیا ضرورت ہے۔ نکاح تو

آپ کا ہو ہی جائے گا، داڑھی نہ منڈانا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
شفاعت کی بشارت کو غنیمت جانو۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔
چنانچہ بعد میں پتا چلا کہ ان کا نکاح ہو گیا اور انہوں نے
داڑھی بھی نہیں منڈوائی۔''

فرمایا! ایمان امن سے مشتق ہے اور اسلام سلامتی سے مشتق ہے۔ نبی سکون اور سلامتی کا حکم دیتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بحر قلزم پر آئے تو دریا بالکل ساکن ہو گیا اس کی طغیانی ختم ہو گئی لاٹھی کے تابع ہو گیا ایمان کی نورانیت کے سامنے سمندر امن دینے والا ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام میں سکون تھا سکون والے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام جب دریا پر پہنچے دریا بھی پر سکون ہو گیا۔

لیکن فرعون میں طغیانی تھی قرآن فرماتا ہے: ''اِنَّهٗ طَغٰى'' طغیانی والا فرعون۔ جب اسی دریا پر پہنچا تو دریا میں طغیانی آ گئی۔

فرمایا کہ میں نے سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر 1939ء میں ایک رسالہ ''نفحات الطیب للنبی الحبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' لکھا جو عربی زبان میں تھا بہت مقبول ہوا، مدارس اسلامیہ میں داخل درس ہوا اور اس کے 200 نسخے میں نے ایک عازم حج شاہ امداد اللہ صاحب کے ہاتھ مدینہ طیبہ مدرسہ علوم الشرعیہ کے مہتمم حضرت مولانا سید احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجے اور ایک دستی عریضہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لکھا اور شاہ حاجی امداد اللہ صاحب کو تاکید کر دی کہ میرا عریضہ روضہ اطہر پر پڑھ دینا اس میں التجاء کی تھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے اسی سال حج نصیب فرمائیں۔ حاجیوں کے جہاز جا رہے تھے اچانک میرے دل میں آگ لگ گئی کہ اُڑ کر مدینہ پہنچ جاؤں لیکن کوئی وسائل نہیں تھے۔ ساری رات نیند نہ آئی صبح کو میرے والد حضرت مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ کا تار آیا کہ اگر آپ اس

سال حج پر جائیں تو میں سارا خرچ دینے کو تیار ہوں میں اسی وقت تیاری کرنے لگا اور چند دن میں لائل پور والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مل کر کراچی پہنچ گیا اور آخری جہاز پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ پہنچا حج بالکل قریب تھا۔ فرمایا جب منیٰ کے میدان میں شاہ امداد اللہ صاحب اچانک مل گئے انہوں نے کہا آپ کہاں میں نے سب سے پہلے ان سے یہ سوال کیا کہ تم نے میرا عریضہ دربار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کس تاریخ کو پڑھا تھا انہوں نے جو تاریخ بتلائی یہ وہی تاریخ تھی جس دن میرے دل میں مدینہ منورہ پہنچنے کے لیے آگ لگی تھی۔ فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے دعا فرما دی تھی اور میں اس مبارک دعا کی برکت سے تیار ہو گیا اور ادھر اللہ تعالیٰ نے اسباب بھی پیدا فرما دیئے۔

جب 1965ء میں آپ بیمار ہوئے تو احقر سعید الرحمٰن کو بلایا اور فرمایا کہ میں نے ساری عمر منبر و مصلّٰی سے خیانت نہیں کی۔ احقر سعید الرحمٰن نے سوال کیا کہ حضرت منبر و مصلّٰی سے خیانت کیا ہوتی ہے فرمایا منبر و مصلّٰی پر بیٹھ کر حق بات نہ کہنا اور حق کو چھپانا یہ منبر و مصلّٰی سے خیانت ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ خود تحریر فرماتے ہیں:

''میں جب حج بیت اللہ کو گیا یہ جنوری 1939ء کا واقعہ ہے (حضرت انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مئی 1933ء میں ہو گیا تھا یعنی ۳ صفر ۱۳۵۲ھ) یہ واقعہ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ کا ہے اس وقت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں تھے، جس دن میں بعد نماز مغرب ان کی زیارت کے لئے گیا وہ مُصلّٰی مالکی کے پاس بیٹھے تھے میرے ساتھ میاں جان محمد صاحب مطوف تھے، جب ملاقات ہوئی تو مولانا عبید اللہ

سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ تو نے کسی سے پڑھا اور تو کسی
سے بیعت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حدیث تو حضرت مولانا
محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور بیعت شیخ الہند حضرت
مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ سے کی، اس پر حضرت مولانا عبیداللہ
سندھی رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے۔" (انوارِ انوری جدید ص280)

(24) واقعات بیان کردہ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، میں نے ملاحسن، میبذی حضرت سے پڑھی ہیں، جب تقریر کرتے تو کہیں سے کہیں، نکل جاتے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ساری عمر فلسفہ اور منطق ہی کی تحقیق میں صرف کر دی ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہاولپور کے سفر میں احقر سے فرماتے تھے، مولانا عبدالقادر جو حضرت (مولانا عبد الرحیم) رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں، ترمذی شریف مجھ سے پڑھا کرتے تھے، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ واقعی حضرت شاہ صاحب آیۃ من آیات اللہ تھے، فرمایا، میں تو غیر مقلد ہو گیا تھا، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے حنفی مذہب پر استقامت نصیب ہوئی، فرمایا، ایک مشہور اہلحدیث عالم سے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مناظرہ ہوا، غالباً گلاؤٹھی ہی کا واقعہ ہے، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگانِ دین جمع تھے، حضرت نے اُن سے دریافت فرمایا کہ آپ کے محدّث ہونے کا دعویٰ ہے، صحیح بخاری کی وہ طویل حدیث جس میں ہر قل اور ابوسفیان کا مکالمہ مذکور ہے جتنے طرق سے امام نے نقل کی ہے سنا دو، وہ بیچارے سنا نہ سکے، کہنے لگے کہ آپ ہی سنا دو، تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ساری حدیث سُنا دِی، بلکہ دُور تک پہنچ گئے حتی کہ نصف پارہ تک پہنچ گئے، وہ صاحب

فرماتے ہیں کہ بس کافی ہے۔(حیات انورص 310)

(25) حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ واں بھچراں ضلع میانوالی خدام الدین لاہور کے جلسہ پر تشریف لائے، چونکہ حضرات علماء دیوبند کثر اللہ سوادھم بھی تشریف فرما تھے، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم (رحمۃ اللہ علیہ)، حضرت مولانا شبیر احمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ)، مولانا مرتضٰی حسن چاندپوری صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) وغیرھم سب ایک مکان میں قیام پذیر تھے، حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملاقات کے لیے تشریف لائے، دو گھنٹے تک ملاقات کا سلسلہ جاری رہا، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کر کے بہت متأثر ہوئے، اپنے شاگردوں کو حدیث کا درس دے کر کتب حدیث ختم کرانے کے بعد فرمایا کرتے، اگر فن حدیث میں بصیرت حاصل کرنے کی آرزو ہے تو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ دیوبند، پھر ڈابھیل طلبہ کو اہتمام سے بھیجتے، احقر پر بڑی شفقت فرمایا کرتے، اکثر فرمایا کرتے کہ مولانا انور شاہ صاحب بڑے محدّث ہیں۔(حیات انورص 313)

(26) احقر ایک دفعہ ہوشیار پور میں مولانا گرامی سے ملنے گیا، 1925ء میں احقر چھ ماہ ہوشیار پور میں ایک عربی مدرسہ میں مدرس رہا تھا، گرامی صاحب کہنے لگے کہ آپ نے حدیث مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی یا مولانا انور شاہ صاحب سے؟ میں نے عرض کیا، حدیث تو شاہ صاحب مدّظلہٗ ہی سے پڑھی ہے، ہاں بیعت حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر کی ہوئی ہے، خوش ہوئے، دیر تک باتیں کرتے رہے، پھر فرمانے لگے، میں نے شاہ صاحب کی شان میں بہت سے اشعار کہے ہیں۔

ایک شعر یہ ہے ؎

چہ فصاحت چہ بلاغت چہ معانی چہ بیان
جلوہ فرمائے در آغوش زبان انورؔ

”کیا فصاحت کیا بلاغت کیا معنی کیا بیان یہ سب زبانِ انور کی آغوش میں جلوہ فرما ہیں۔“

اسی شعر کو جھوم جھوم کر بار بار پڑھتے گئے۔(حیات انور ص310)

(27) عارف باللہ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرق پوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام اور شہرت سُنی دُعا فرمایا کرتے کہ زندگی میں شاہ صاحب کی زیارت ہوجائے، ایک دفعہ لاہور حضرت شاہ صاحب کی تشریف آوری سن لی، کار بھیج کر دعوت دی، حضرت نے پہلے تو انکار فرمادیا، لیکن مولانا احمد علی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے اصرار پر منظور فرمالیا، شرق پور پہنچے اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرق پور کو مشرف فرمایا، حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی ممنون ہوئے، حضرت کے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھے کہ آپ نائب رسول ہیں، میرا جی چاہتا ہے کہ جناب کے چہرۂ مُبارک پُرانوار کو دیکھتا ہی رہوں، گفتگو فرماتے رہے اور حضرت شاہ صاحب خاموش سنتے رہے، کہیں کہیں کچھ ارشاد بھی فرماتے رہے، میاں صاحب مرحوم نے فرمایا مجھے نجات کی ان شاء اللہ تعالیٰ توقع ہوگئی ہے، حضرت جب واپس چلنے لگے تو برہنہ پاؤں پختہ سڑک تک ساتھ مشایعت کے لیے تشریف لائے، جب گاڑی چلنے لگی تو پچھلے پاؤں واپس ہوئے، فرمانے لگے کہ دیوبند میں چار نوری وجود ہیں، ایک اُن میں سے حضرت شاہ صاحب ہیں، میرے ایک مخلص دوست کہتے ہیں کہ میں نے دیوبند میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی، حضرت شرق پور تشریف لے گئے تھے میاں صاحب کو کیسے پایا؟ فرمایا، میاں صاحب عارف ہیں اور صحیح معنی میں عارف ہیں۔(حیات انور ص314)

(28) رائے کوٹ احقر کے پاس حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے ایام میں ایک نابینا عرب جو بہت بڑے فاضل تھے، تشریف لائے، فرمانے لگے کہ ہند کے ایک بہت بڑے محدّث اور عالمِ دین بزرگ کا انتقال ہوگیا ہے، میں ابھی ریاض (نجد) ہی میں تھا، وہاں اُن کے لیے دعائے مغفرت ہورہی تھی، ان کا نام مولانا محمد انور لیا جاتا تھا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر خاص اہتمام اطلاعات کا نہیں کیا گیا تھا لیکن گوجرانوالہ، لاہور، لدھیانہ اور یوپی کے اضلاع سے اور دور دراز علاقوں سے بھی لوگ جنازہ میں شامل ہو گئے۔ (حیات انور ص 318)

(29) ''فصل الخطاب فی مسئلۃ ام الکتاب'' حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بے نظیر کتاب ہے، بعض مدعیان عمل بالحدیث نے اس کا جواب بزعم خود لکھا ہے لیکن علمی دنیا میں اس کو ایک محدّث کے رسالہ کا جواب کہنا خود علم کی توہین ہے، ہاں عربی زبان میں مختلف عنوانات میں سوقیانہ دشنام طرازی کا خوب مظاہرہ کیا گیا ہے، تقریباً دوسو مقام کتاب میں ایسے ملیں گے جہاں سوء ادبی کر کے اپنا دل ٹھنڈا کیا ہے، ''سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ'' از خدا جوئیم توفیق ادب، بے ادب محروم، مانند لطیف ربّ۔ حالانہ علماء اہل حدیث خود حضرت مرحوم کا نہایت احترام کرتے تھے، حضرت شاہ صاحب امرتسر تشریف لاتے رہے، علماء اہلحدیث، احناف کی نسبت زیادہ سے زیادہ تعداد میں حضرت کی مجالس میں شریک ہوا کرتے تھے اور اس کا اہتمام خصوصی رکھتے تھے۔ (حیات انور ص 337)

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حالات وواقعات تحریر فرمائے تھے جن میں سے اکثر ''سوانح مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ''، ''حیات طیبہ''، ''ملفوظات حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ'' اور ''انوارِ انوری'' میں چھپ چکے ہیں مزید کچھ یہاں شامل کیے جارہے ہیں۔

تھانہ بھون اور رائے پور میں میری پہلی حاضری

از قلم حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ

(1) احقر پہلی مرتبہ ڈیرہ دون حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا، پہلے تھانہ بھون پہنچا دوپہر کے وقت مولانا مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ بھی بعض احباب کے ساتھ موجود تھے ایک چارپائی خالی تھی میں بھی اس پر لیٹ گیا اذانِ ظہر کی ہوئی نمازِ ظہر کی جماعت حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کرائی پھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لائے۔ سہ دری کے سامنے سنتوں میں مشغول ہو گئے۔ نماز کے بعد سہ دری میں تشریف فرما ہوئے اور کچھ کام لکھنے کا کرنے لگے پھر عصر کا وقت ہو گیا عصر کی جماعت بھی مولانا ظفر احمد صاحب نے کرائی۔ نماز سے فارغ ہو کر تمام لوگ درجہ بدرجہ بیٹھ گئے۔

مفتی محمد حسن صاحب قریب بیٹھے۔ غرض سب خلفاء حاضرین جمع ہو گئے خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے حضرت گفتگو فرماتے رہے شام ہوئی۔ نماز مغرب خود حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی پھر گھر تشریف لے گئے۔ احقر کے پاس خادم آیا کہ کھانا کھاؤ گے میں نے اثبات میں جواب دیا انہوں نے فرمایا کہ چھ پیسے کی روٹی اور سالن بکری کے گوشت کا ملے گا میں نے کہا کہ لادو۔ وہ لے آئے میں نے چھ پیسے ان کے حوالے کیے۔ اور کھانا لیکر رکھ لیا پھر پڑھنے لگ گیا فارغ ہو کر کھانا کھایا۔ پیاس لگی پانی نہ ملا ایک بزرگ پاس بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ تو بولے پانی اپنا لانا چاہیے یہ کیا واہیات ہے کہ دوسروں سے پانی مانگتے ہو۔ میں اٹھا تو کوئی لوٹا نہ تھا۔ وہ فرمانے لگے گھر سے آئے تھے لوٹا کیوں نہ لائے۔ لوٹا تو میں لایا تھا لیکن اوپر حجرے میں رکھا ہے آپ ذرا عنایت فرمائیں تو میں پی کر دے دوں گا۔ اور پانی بھی خود لا دوں گا۔ جواب نفی میں پا کر

اپنا لوٹا لے آیا اور پانی لیکر پیا۔ خدا کا شکر ادا کیا اور رات گذاری۔ صبح کی نماز کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس ہوئی دس بجے دن تک خوب مجلس رہی۔ حضرت تو اٹھ کر گھر تشریف لے گئے۔ اور احقر پریشان خاطر مسجد میں بیٹھا رہا، ایک بزرگ مجھ سے فرمانے لگے کہ تم دیوبند بھی جاؤ گے میں نے اثبات میں جواب دیا وہ کہنے لگے لوگ تماشہ دیکھنے آتے ہیں تھانہ بھون حاضر ہو کر دیوبند جانے کی کیا حاجت رہ جاتی ہے عرض کیا گیا وہ بھی بزرگوں کی جگہ ہے کیونکہ میں نے دیوبند میں پڑھا ہے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کرونگا ان کے اعزہ واقارب کا قیام دیوبند میں ہے ان سے ملوں گا اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرونگا۔ حضرت میاں صاحب دیوبندی کی زیارت کروں گا حضرات بزرگان دیوبند کے مزارات پر بھی حاضر ہونا ہے۔ ان کا حق ہے، شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاؤں گا۔ وہ بزرگ فرمانے لگے ہم تو تھانہ بھون سے واپسی پر کہیں نہیں جاتے میں چپ ہو رہا مناظرہ کرنا اچھا نہیں۔ پھر خیر پور ٹامیوالی کے حافظ محمد رمضان صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے وہ مل گئے مزاج پُرسی کے بعد فرمانے لگے حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ دہرہ دون میں تشریف فرما ہیں میں نے اسی وقت سامان درست کیا اور بعد نماز ظہر حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لی اسٹیشن تھانہ بھون پر چلا گیا سہارنپور پہنچا تو گاڑی تیار تھی دہرہ دون شام کے وقت نماز مغرب اتر کر پڑھی پھر حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی کوٹھی کا راستہ پوچھا غرض شہر سے باہر رسپنا ندی کے کنارے کوٹھی پر پہنچ گیا عشاء کا وقت تھا نماز ہو چکی تھی حضرت کھانا تناول فرما رہے تھے احقر باہر بیٹھ گیا آہٹ پا کر حضرت نے آواز دی کہ کون ہے احقر نے حاضر ہو کر السلام علیکم عرض کیا پہلی حاضری تھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پہچان لیا بڑی ہی شفقت فرمائی فرمایا کھانا کھالو ہم تو فارغ ہو چکے احقر نے کھانا کھالیا آموں کا

موسم تھا نہایت عمدہ قسم کے آم شاہ مسعود سلمہٗ نے بھیجے تھے وہ مجھے کھلائے پھر حالات دریافت فرماتے رہے مولانا عبداللہ صاحب فاروقی حضرت مولانا غلام رسول صاحب جالندھری اور بہت احباب جمع تھے مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میں اپنے گھر آ گیا تین دن ٹھہرا پھر رائیکوٹ چلا آیا پھر حضرت کی زیارت لدھیانہ مولوی عبدالرحمٰن لدھیانوی کی مسجد میں ہوئی حضرت اقدس نے خود بلاوا بھیجا تھا میں حاضر ہوا فوراً حضرت نے بیعت کا ذکر کیا۔

(2) سہارنپور میں مولانا عاشق الٰہی صاحب تشریف لائے تھے ان کو کچھ ابریز کی عبارتوں میں اشکال تھے وہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الحدیث کے سامنے پیش کر رہے تھے میں بھی وہاں حاضر تھا کچھ کچھ عرض کرتا رہا حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جوابات دیئے حضرت شیخ الحدیث نے جوابات دیئے میری باتیں سن کر حضرت میرٹھی بہت خوش ہوئے پھر گفتگو اور شروع ہو گئی۔

میں تو سہارنپور سے اسی دن چلا آیا حاجی علی محمد صاحب لدھیانوی، حاجی ولی محمد لدھیانوی اور حاجی محمد ابراہیم صاحب لدھیانوی مرحوم میرے ہمراہ چلے آئے۔

(3) پھر حضرت نے مجھے رائیکوٹ سے آدمی بھیج کر بلایا اور پڑھنے کے لیے بھی کچھ فرمایا۔ احقر نے جو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانے کے مطابق پڑھنا شروع کیا تو پانچویں روز سارے بدن سے ذکر الٰہی کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اور مولانا عبدالعزیز صاحب گمتھلوی اور راؤ عطاء الرحمٰن اور بھائی الطاف الرحمٰن مولانا عبداللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمراہ تھے پھر جگراؤں ہوتے ہوئے میلسیاں تہاڑہ لودی وال تشریف لے گئے احقر واپس رائے کوٹ آ گیا ماسٹر منظور صاحب اور چوہدری بہادر علی خاں صاحب میرے ہمراہ تھے احقر

نے ماسٹر صاحب کو تلقین کی کہ حضرت سے بیعت ہو جاؤ وہ کہنے لگے میری خط وکتابت حضرت تھانوی سے ہو رہی ہے میں نے جواب دیا اب حضرت تھانوی تو بیعت کرتے نہیں۔ کسی اپنے خلیفہ کے حوالہ کر دیں گے۔ مناسبت ہو گی نہیں آپ خواہ مخواہ پریشان ہو جاؤ گے غرض ان کے گاؤں سلیم پور تک میں نے ان کو راضی کر لیا، پھر ایک شبہ پیش کیا کہ نیک کام کرنا ضروری ہے بیعت کیوں ضروری ہے میں نے عرض کیا جس گاؤں کا راستہ نہ دیکھا ہوا ہو۔ بغیر رہنما کے کیسے جائیں گے۔ راستہ بھی خطرناک ہے یہ قربِ الٰہی کی راہ جس کسی نے دیکھی نہیں کیسے قطع کرے گا۔ جبکہ اس میں پر خطر وادیاں ہیں دشوار گذار راہ ہے چور، ڈاکو بھی گھات میں ہیں کوئی راہبر ساتھ نہیں ہے بڑا مشکل ہے طے کر لینا۔ کوئی اللہ کا بندہ طے کر جائے تو الگ بات ہے رہبر ہونا ضروری ہے ورنہ گمراہ ہونے کا ڈر ہے انسان بسا اوقات بے دینی کی باتوں کو دین سمجھ لیتا ہے اور راستے سے بھٹک جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو اسی لئے مبعوث فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صحبت مبارکہ میں رکھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تئیس سال خدمت مبارکہ میں رکھا گیا حتیٰ کہ قبر بھی پاس ہی بنی کہ عالم برزخ میں بھی انوار محمدی سے فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ فرمایا اور الصحابة کلھم عدول اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ تابعین بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ رہے اسی لیے پیر کا پکڑنا ضروری ہے کہ انسان راستے سے بھٹک نہ جائے محض کتابوں کے مطالعہ سے کچھ نہیں بنتا صحبت ضروری ہے۔

راہ پُر خطر است تو تنہا مرو

یک زمانہ صحبتے با اولیاء		بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

اگر تھوڑا سا وقت بھی اللہ تعالیٰ کے ولی کی صحبت میسر ہو جائے (ایسی صحبت) سو سالہ بے ریا

عبادت سے بھی بہتر ہے۔

گر تُو سنگ خارۂ مرمر شوی		چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

تو اگر سخت پتھر یا سفید مرمر کا پتھر ہو، اگر صاحب دل تک پہنچے گا تو موتی بن جائے گا۔(مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ)

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے بے خبر بکوش کہ صاحب خبر شوی		چوں راہ بین نباشی کہ راہبر شوی

اے غافل! محنت اور کوشش کرتا کہ بے خبر کی بجائے باخبر بن جائے لیکن جب تو نے راستہ دیکھا ہی نہ ہو تو راہ دکھانے والا کیسے بن جائے گا۔

در مکتب حقائق پیش ادیب عشق		ہاں اے پسر بکوش کہ روزے پدر شوی

معرفت کے مدرسہ میں عشق محمدی کے استاد تک پہنچ جائے گا، پھر اے بیٹے (معرفت سیکھنے کے لئے) خوب کوشش کرتا کہ (بیٹے سے ترقی کر کے) تو بھی باپ بن جا۔

گر نور عشق حق بدل جو جانت اوفتد		باللہ کز آفتاب فلک خوبتر شوی

جب حق تعالیٰ کے عشق کا نور تیرے دل اور تیری جان میں سرایت کر جائے تو بخدا آسمان کے سورج سے بھی زیادہ روشن ہو جائے گا۔

از پائے تا سرت ھمہ نوا خدا شود		در راہ عشق حق چو تو بے پاؤ سر شوی

ا اگر سر سے پاؤں تک تو خدا تعالیٰ کی آواز ہو جائے تو راہ سلوک میں تو سر اور پاؤں کے بغیر قرار پائے گا۔

ماسٹر صاحب مائل ہو گئے اگلے روز احقر شام کو دوبارہ حاضر ہوا تو حضرت دھر مکوٹ تھے احقر حاضر ہوا تو منشی محمد موسیٰ میرے ہمراہ تھے شام کو قاری حبیب اللہ صاحب کے پاس جلال آباد شرقی میں تشریف لے آئے۔ احقر سے مل کر معانقہ فرمایا اور بیٹھتے ہی فرمایا وہ آپ کے ماسٹر منظور محمد صاحب بیعت ہو گئے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ پھر ماسٹر صاحب نے بھی فرمایا کہ میں بیعت ہو گیا ہوں۔

اورلودھی وال کے قبرستان میں بیٹھ کر ہی بیعت فرمالیا اور ذکر تلقین فرمایا۔ ماسٹر صاحب اکثر مجھے ملتے رہتے اور ذکر اذکار کے متعلق پوچھتے رہتے تھے پھر ملک کی تقسیم تک یہی ہوتا رہا غالباً 1942ء میں بیعت ہوئے تھے۔

(4) حضرت نے فرمایا کہ میں لوگوں کو لکھتا رہتا ہوں کہ آپ سے ملتے رہیں اور آپ کو پھر تاکید کرتا ہوں کہ آپ اللہ اللہ بتادیا کریں۔ جن لوگوں کے نام آپ نے لکھے ہیں ان کو خود ہی بیعت کرلیں۔ میرے آنے پر موقوف نہ رکھیں۔

(5) ایک دفعہ میں نے حاضر ہوکر عرض کی کہ حضرت آج کل مجھ پر خاموشی غالب ہے۔ اور چپ رہتا ہوں البتہ بوقت تلاوت قرآن اور ذکر اوراد زبان خوب کھل جاتی ہے۔ فرمایا بہت مبارک ہے لیکن یہ کیفیت زیادہ دیر تک نہیں رہتی۔ چنانچہ دو ماہ کے بعد زائل ہوگئی میں پھر پہلے کی طرح باتیں کرنے لگا۔ یہ تقسیم ملک کے پہلے کے واقعات ہیں۔

(6) میں اپنے آپ کو سب سے نکما سمجھنے لگا ہوں یہ حالت کبھی نہیں مٹتی اور سب لوگ نیک ہیں اور میں ہی نالائق ہوں، یہ کیفیت محض حال نہیں کہ پھر دور ہوجائے گی، بلکہ دائمی سی ہوگئی ہے فرمایا یہی تو منتہائے تصوف ہے اپنے آپ کو چھوٹا یقین کرلینا اور کبھی غافل نہ ہونا بہت ہی مبارک ہے یہ بات بہت مبارک ہے اس میں غم کی کیا بات ہے یہ تو انشاء اللہ انعام ہے اس پر جتنا شکر کریں کم ہے الحمدللہ ثم الحمدللہ پھر فرمایا کہ ضیاء القلوب کو ذرا دیکھ لیں اور کوئی توبہ کرنا چاہے تو انکار نہ کیا کریں بلکہ توبہ کرادیا کریں شاید اسی سے کسی اللہ کے بندے کا کام بن جائے اور ہدایت ہوجائے اور ہمارا بیڑا پار ہوجائے۔

(7) ایک دفعہ موسم سرما تھا غالباً دسمبر کا مہینہ تھا میں حاضر ہوا بہت خوش ہوئے حضرت کے ہاں ماء اللحم آیا ہوا تھا وہ مجھے عنایت فرمایا مولوی عبدالجلیل، مولوی

عبدالوحید صاحبان بھی آئے ہوئے تھے۔ بھائی محمد اسماعیل لدھیانوی بعد میں مولانا علی میاں صاحب اور مولانا محمد منظور صاحب نعمانی بھی تشریف لے آئے۔ لکھنؤ حضرت کو لیجانے پر اصرار ہوا۔ ادھر ہمارے ساتھی پنجاب کے لیے مصر تھے حضرت نے مجھے رات کو بلا کر فرمایا کہ لکھنؤ میری جگہ آپ جاؤ عبدالجلیل اور عبدالوحید اور اسماعیل بھی آپ کے ہمراہ جائیں گے۔ مولانا علی میاں کا اصرار ہے۔

ضرور جانا چاہیے اور آزاد صاحب بھی خدمت کے لیے ہمراہ ہونگے پھر آزاد صاحب کو بلا کر تاکید کی دیکھنا اس کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو مولانا علی میاں صاحب تو پہلے تشریف لے گئے مولانا منظور صاحب ساتھ چلنے کے لیے رہ گئے اور چار روز رہنا قرار پایا میں نے عرض کی میں تو زیارت کے لیے حاضر ہوا تھا حضرت کے پاس ہی رہنا چاہتا تھا فرمایا یہ بھی میرے ہی پاس ہو۔ کوئی دور تو نہیں ہو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ راحت ہی رہے گی۔ چنانچہ سفر طے ہوگیا آزاد صاحب ہمراہ چلے لیکن ریل میں جتنا آرام مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کی وجہ سے ملا، وہ مدت العمر نہیں بھولونگا۔ مولانا نے احقر کے لیے سیکنڈ کا ٹکٹ لیا اور خود بھی میرے پاس بیٹھے اور مراد آباد سے گاڑی لکھنؤ کے لیے تبدیل کی عشاء کی نماز با جماعت ہم نے پڑھ لی کھانا مولانا نے بڑا پر تکلف کھلایا لکھنؤ آیا تو اوروں کے لیے رکشہ تھی اور احقر کے لیے آرام دہ تانگہ منگایا ہم پہنچے تو مولانا علی میاں صاحب نے بڑی ہی شفقت فرمائی کھانے پر اور بھی بہت سے معززین کو مدعو کیا جاتا رہا عصر کے وقت مجلس ہوتی مولانا علی میاں صاحب کے بڑے بھائی مولانا ڈاکٹر عبدالعلی صاحب فاضل دیوبند سے جو بڑے بزرگ اور کم گو تھے بڑے عالم تھے علوم جدیدہ اور قدیمہ کے ماہر تھے ملاقات ہوئی پہلے تو ان کے مکان پر گئے اتنی شفقت فرمائی کہ میں اس لائق کہاں تھا پھر روزانہ نماز ظہر میں

تشریف لاتے رہے اور مغرب پڑھ کر جاتے تھے مولانا علی میاں صاحب بعد نماز عصر مجلس کا خاص اہتمام کرتے تھے اور مجھے شفقتاً فرماتے کہ آج کی مجلس تو بالکل حضرت کی مجلس تھی بھلا احقر کہاں اور حضرت اقدس کہاں۔ ڈاکٹر زین العابدین صاحب بھی دونوں وقت کھانے پر تشریف لاتے بڑے بے تکلف اور پُر رعب ان کے صاحبزادہ صاحب بیمار تھے ڈاکٹر صاحب کہتے تھے کہ تو اس کو دم کر دے اور وہ بھی بڑے فاضل تھے مجھ سے پڑھنے کے متعلق دریافت فرماتے تھے اور اپنی کیفیت بیان فرماتے تھے مولانا محمد منظور صاحب نعمانی خاص طور پر گوشت لاتے اور دستر خوان پر مع صاحبزادہ مولانا عتیق الرحمٰن صاحب سلمہٗ کھانے میں شریک ہوتے جتنا وقت لکھنؤ میں گذرا وہ مغتنمات زندگی میں سے سمجھتا ہوں مولانا عمران صاحب دار العلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم بالکل قاری محمد طیب صاحب دیوبند کے ہم شکل ہیں وہ تو ہر وقت موجود رہتے تھے ایک دفعہ کھانے پر بھی مدعو کیا سب حاضر ہوئے دار العلوم کی زیارت مولانا علی میاں صاحب نے کرائی ہر کمرہ میں لے جاتے اور کافی وقت لگا کر سیر کرائی سب کیفیات بیان فرماتے مسجد کی بھی زیارت کی اور پھر ہوسٹل میں حاضری ہوئی بڑے بڑے بورڈ آویزاں ہیں ایک پر ہندوستان کے محدثین کے اسماء گرامی لکھے ہوئے ہیں ایک پر کتب مطالعہ، دو کو تو میں نے پڑھا۔ حضرت محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفات ہدیۃً عنایت فرمائیں فیصلہ کن مناظرہ ردِّ بریلویت میں اور معاف الحدیث جلد اول بڑی عمدہ کتابیں ہیں۔

تیسرے روز جب حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ڈھڈیاں پہنچا بہت خوش ہوئے اور اپنے پاس بٹھایا مولوی عبد الوحید صاحب سے فرمانے لگے وہ ہمارا خط جو مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی نے بھیجا تھا وہ مولانا کے سامنے

سناؤ اگر چہ مولانا تو اس کو سننا بھی گوارا نہ کریں گے مگر تم پڑھو بعد نماز ظہر حجرے کے سامنے والے صحن میں جہاں اب مزار پاک بنایا گیا ہے تشریف فرما تھے خط مولانا عبدالوحید نے سنایا مضمون یہ تھا:

''سیدی مولائی مدّظلہ العالی سلام مسنون مولانا محمد صاحب لائل پوری بنگال سے واپسی پر میرے پاس بارہ روز ٹھہرے میرے لڑکوں اور لڑکیوں کو ان سے عقیدت ہوگئی ہے ڈاکٹر شنکر داس صاحب روزانہ ان کی خدمت میں بیٹھتے تھے جب مولانا چلے گئے تو ڈاکٹر صاحب آئے بہت افسوس کیا کہ مولانا بہت جلدی ہی چلے گئے میں نے کہا کہ ان کو حضرت اقدس مدّظلہ العالی نے بلاوا بھیجا تھا ڈاکٹر صاحب کہا کرتے ہیں کہ جیسا ان کا چہرہ نورانی ہے دل بھی نورانی ہوگا۔ مولانا قاری محمد طیب صاحب بھی مولانا سے ملنے دیوبند سے آئے تھے، مولانا عبدالسبحان بھی ان کو اپنی مسجد میں لے گئے تھے والسلام۔ حبیب الرحمٰن۔ دہلی کوچہ رحمان 15/ فروری 1953ء میں پہلے تو مولانا کو اپنا رشتہ دار سمجھتا تھا مگر اب محبت ہوگئی۔''

(8) ایک دفعہ فرمایا حضرت نے، یہ تحدیث نعمت کے طور پر ذکر کرتا ہوں کہ جس طرح تو نے میرے ساتھ محبت کی ہے کسی نے نہیں کی۔ انیس الرحمٰن کا جب پہلا رشتہ ٹوٹ گیا اس وقت مولانا عبداللہ صاحب کے گاؤں میں پڑھاتے تھے کوئی ماسٹر صاحب تھے غالباً رحمت علی نام تھا جب انہوں نے جواب دیدیا جالندھر میں جب آپ سے بات ہوئی تو آپ کی زبان سے یہی نکلا لڑکی ہی حضرت اقدس کی ہے جیسا چاہو کرلو جب چاہو تو نکاح کردونگا پھر آپ نے ایسا ہی کیا جیسا میں

کہتا رہا وہی کر دکھایا لیکن بعد میں ہمارا بھی جی بیٹھ گیا جب ان کا برتاؤ دیکھا مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کا خط میرے پاس دھرم سالہ جیل سے آیا کہ میں بہت خوش ہوں مولانا محمد صاحب نے بالکل سنت کے مطابق کیا کوئی رسم نہیں کی کہ اس نے تو احسان کے نیچے دبا دیا میں نے لکھا کہ رشتے کہاں رہتے ہیں۔ اب اگر قدردان ہو گے تو کبھی نہ بھولو گے دوسرا مولوی عبدالجلیل کا نکاح جب اس کی پہلی بیوی فوت ہوگئی اور میں نے ملتان میں سیر کو چلتے وقت جب تذکرہ کیا اور نکاح کا پیغام دیا تو فوراً بغیر چون وچرا کے تیار ہو گئے جب ہم لائل پور پہنچے تو نکاح کر دیا اور ہمارے ساتھ رخصت فرما دیا۔ گھر ہی سے سب کچھ کر کرا دیا۔ اور یہاں بھی چھوارے گھر ہی سے دیدیئے ماشاء اللہ علماء کو اس سے سبق لینا چاہیے اگر عبدالجلیل میں میں ذرا کجی دیکھتا تو آپ کو کبھی تکلیف نہ دیتا یہ خیال کر کے کہ آپ سے ماشاء اللہ یگانگت کا معاملہ ہے۔ سوال کر دیا جس کو آپ نے گرنے نہیں دیا۔

اسی کو حقیقت میں فنائیت کہتے ہیں ڈھڈیاں سے تمام لڑکیاں آپ کے گھر کو اپنا گھر سمجھتی ہیں جب آپ کے ہاں آتی ہیں سب بے تکلف رہتی ہیں آپ کے گھر سے بھی ماشاء اللہ بہت ہی عقلمند معاملہ فہم آپکی فرمانبردار ہیں ورنہ عورتوں کا معاملہ بہت ٹیڑھا ہوتا ہے میں نے ان کے سامنے اس لیے بات کی تھی کہ وہ شاید نہ مانیں گے لیکن میری مسرت کی انتہا نہ رہی جب ان کو آپ سے بھی آگے آگے پایا میں تو کہتا ہوں کہ ہماری کوئی ذات نہیں خبر نہیں ہم کیا ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت یہاں بھی یہی معاملہ ہے ذات پات کا سوال میں نے ختم کر دیا۔

"ولعبد مؤمن خیر من مشرك ولو اعجبكم" قرآن مجید نے تو صرف ایمان کو لیا ہے باقی سب کچھ یوں ہی ہے کوئی ہزار ہا بار تذکرہ فرماتے کہ اس کا میرے پر بڑا احسان ہے۔ میں مجلس میں ہوتا تو گھڑوں پانی پڑ جاتا میں کیا چیز ہوں سب

حضرت ہی کی برکت سے ہو گیا۔

(9) ایک دفعہ حضرت امرتسر مولوی محمد یعقوب صاحب پھول پوری کے مکان پر اترے۔ مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ تھے، مولوی محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے متصل ہی مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کا مکان تھا وہاں بھی تشریف لے گئے۔ مفتی صاحب نہایت اکرام سے پیش آئے احقر بھی ہمراہ تھا دوپہر کو حضرت اقدس آرام فرمانے لگے تو احقر حضرت اقدس کے پاؤں دبانے لگا اتنے میں محمد یوسف خان صاحب نورارتھ والے بھی آ گئے اور مولوی عبدالمنان صاحب بھی حضرت کے خادم آ گئے خاں صاحب اپنے تایا صاحب کی باتیں کرنے لگے کہ وہ بریلوی ہیں لیکن ان کو حضرت اقدس سے عقیدت ہے مجھ سے ناراض رہتے ہیں کہ تو بیعت ہو کر گاؤں میں جمعہ چھوڑ بیٹھا ہے میں نے کہا گاؤں میں جمعہ جائز نہیں۔ حضرت نے میری طرف اشارہ کر دیا ان سے پوچھو میں بھی سن لوں میں نے عرض کیا۔ (پھر حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے آگے تفصیلی جواب لکھا ہے)

وصال

1962ء میں حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ پر فالج کا پہلا حملہ ہوا جس سے نقاہت ہو گئی مگر آپ کے اسباق اور معمولات میں کوئی فرق نہ آیا۔ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند میں بھی آپ کی صحت کے لیے ان الفاظ میں دعائے صحت کی درخواست کی گئی:

> ''حضرت مولانا محمد انوری صاحب حلقہ دارالعلوم میں کسی تعارف کے محتاج نہیں، ممدوح حضرت علامۃ العصر مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہٗ کے خاص فیض یافتہ اور بزرگانِ قدیم کی ایک قیمتی یادگار ہیں۔

گذشتہ کئی ماہ سے حضرت مولانا بیمار ہیں۔ پہلے آپ پر فالج کا حملہ ہوا اور اس کے بعد دوسرے عوارض نے آپ کو گھیر لیا۔ لائل پور سے اس عرصہ میں آپ کے متعلق تشویشناک اطلاعات آ رہی ہیں۔ ہم حلقہ دارالعلوم سے استدعاء کرتے ہیں کہ وہ حضرت مولانا کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔''

(ص 47 ماہانامہ دارالعلوم دیوبند جولائی 1962ء)

1965ء میں نسبتاً فالج کا حملہ شدید ہوا جو مزید شدّتِ مرض کا باعث بنا۔ جس کے سبب آپ اسباق جاری رکھنے کے قابل نہ رہے لیکن وظائف بدستور جاری رہے، اور لآ الٰہ الا اللہ کے وہ روح پرور کلمات جو گونج دار اور وجد آفریں ہوتے تھے انہیں سامعین نحیف و پست آواز میں سننے پر مجبور ہو گئے...... (لیکن ان حالات میں)...... آپ نے سرما و گرما میں ایام بیض کے روزے اور جمعہ کا روزہ ترک نہ کیا، اور ایک بجے شب کی بیداری میں فرق نہ آنے دیا۔ فرمایا کرتے تھے: ''سب کچھ اللہ کے فضل سے ملتا ہے بس اس کا فضل تلاش کرو۔''

اسی اثناء میں آپ نے اپنے صاحبزادے مولانا سعید الرحمٰن سے فرمایا کہ

''بیٹا یہ مرض میرے استاذ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو آخری وقت میں ہوا تھا، جو جان لیوا ثابت ہوا، اب میرا بھی صحت یاب ہونا مشکل ہے۔''

چنانچہ 9 جنوری 1970ء کو جمعہ کے وقت دورہ پڑا جو عصر تک باقی رہا، جس سے طبیعت اور زیادہ مضمحل ہو گئی، 13 جنوری 1970ء کو عصر کے وقت دوسرا دورہ پڑا جو عشاء تک رہا۔ دو روز افاقہ کے بعد 16 جنوری 1970ء کو تیسرا دورہ پڑا جو ڈیڑھ بجے رات تک رہا جب قدرے افاقہ ہوا اور ہوش میں آئے تو آپ

نے بڑے صاحبزادگان مولانا عزیز الرحمٰن اور مولانا سعید الرحمٰن کو پاس بٹھا کر ارشاد فرمایا:

"خدا کا خوف رکھنا، موت کو یاد رکھنا، مرنا ہے چلے جانا ہے
وہاں نیک اعمال کے سوا کوئی چیز کام نہیں آئے گی۔ آپس میں
محبت و تعلق رکھنا، اور ہر کام باہم مشورے سے طے کرنا۔"

بعد ازاں تین روز تک دورے سے افاقہ رہا، لیکن مرض میں بدستور اضافہ ہوتا رہا، 20 جنوری 1970ء کو مغرب کی نماز سے پیشتر آپ نے آبِ زمزم نوش کیا اور فرمایا:

"الحمد للہ، زمزم پی لیا اندر سیراب ہوگیا، رُوح پرواز کرگئی۔"

اس کے بعد نماز مغرب کی آخری رکعت میں بیہوشی کی سی کیفیت ہوگئی، لیکن بار بار آسمان کی طرف شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے جیسا پاس والوں کو ذکر کی تلقین کرتے ہوں۔ پھر آپ نے کچھ کھایا نہ پیا، اور نہ کوئی کلام فرمایا۔ بروز بدھ مورخہ 21 جنوری 1970ء کو بعد نماز عشاء ڈسٹرک ہسپتال لائل پور (فیصل آباد) لے جایا گیا۔ ساری رات ڈاکٹر کوشش سے علاج کرتے رہے۔ آخر 22 جنوری 1970ء کو فجر کی نماز کے متصل سات بجے صبح روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی اور لائل پور میں رشد و ہدایت کا آفتاب غروب ہوگیا،

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

آپ کے وصال کی خبر سے لائل پور میں کہرام بپا ہوگیا، اور قرب وجوار سے بے پناہ لوگ اپنے محبوب کا آخری دیدار کرنے کے لیے پہنچنے شروع ہوگئے۔ مولانا عزیز الرحمٰن، مولانا سعید الرحمٰن، مولانا مسعود الرحمٰن، مولانا مقبول الرحمٰن، مولانا ایوب الرحمٰن، مولانا عبدالجلیل اور صوفی محمد زکریا صاحب نے غسل دیا......

(ص36 ماہنامہ دارالعلوم اپریل 1970ء) اسی روز یعنی ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ بمطابق 22 جنوری 1970ء بروز جمعرات بعد نماز عصر آپ کے مکان واقع سنت پورہ سے جنازہ اٹھایا گیا اور اقبال پارک (دھوبی گھاٹ) میں محتاط اندازے کے مطابق ایک لاکھ سے زائد افراد نے نماز جنازہ ادا کی، آپ کے بیٹے مولانا عزیز الرحمٰن انوری نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور لائل پور کے بڑے قبرستان میں پانچ بجے شام سپرد خاک کئے گئے۔ آپ نے کل 69 برس عمر پائی۔

خدا رحمت کند ایں
عاشقان پاک طینت را

آپ کی اہلیہ محترمہ آپ کے انتقال کے چھ ماہ بعد اللہ کو پیاری ہوگئیں۔

حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ نے تمام اولاد کو حافظ قرآن بنایا اور دینی علوم کے زیور سے آراستہ کیا۔ تینوں بیٹیوں کو بھی دورہ حدیث شریف تک کی کتابیں پڑھائیں۔ دراصل انہوں نے اس حقیقت کو پالیا تھا کہ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ دنیاوی زندگی کا کوئی اعتبار ہی نہیں کہ کب ختم ہو جائے۔ اس لیے انہوں نے اپنی زندگی، اپنی عزت، دانش، مال اور اولاد سب کچھ خدمت دینِ اسلام واشاعت قرآن وسنت کے لیے وقف کر دیا تھا۔

اولاد

حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں تولد ہوئیں۔

(شجرہ نسب ص 48 پر ملاحظہ کریں)

1۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

بڑے صاحبزادے عبدالرحمٰن حضرت کے لاڈلے بیٹے تھے، ان کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی گئی، عبدالرحمٰن نے رائے کوٹ میں میٹرک کا امتحان پاس

کیا اور پھر اپنے والد محترم سے درس نظامی کی ابتدائی کتب پڑھیں، انہوں نے درس نظامی کی تکمیل لدھیانہ شہر میں مفتی نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ عزیزیہ سے کی۔ مولانا عبدالرحمٰن قیامِ پاکستان سے قبل بہاولپور میں ایک ہائی سکول میں عربی ٹیچر تعینات ہو گئے تھے۔ 5/ مئی 1948ء میں انتقال ہوا اور بڑے قبرستان غلام محمد آباد میں تدفین ہوئی۔

2۔ مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ:

تاریخ پیدائش 1932ء رائے کوٹ لدھیانہ میں ہوئی۔ قیام پاکستان کے وقت آپ کی عمر سولہ سال تھی اور قرآن پاک حفظ کر چکے تھے۔ دینی تعلیم اور دورۂ حدیث اپنے والد گرامی سے کیا۔ اپنے ابا جی کو نوافل اور تراویح میں سالہا سال انوری مسجد میں قرآن پاک سنایا۔ تہجد کے وقت ذکر بالجہر فرماتے۔ مسجد میں فجر کی نماز پڑھاتے، بالترتیب قرآن پاک کا درس ارشاد فرماتے، 1950ء میں پہلی مرتبہ اپنے مرشد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی۔ پھر متعدد مرتبہ زیارتِ حرمین شریفین سے مستفید ہوئے۔ اپنی مدد آپ کے تحت انوری پریس لگا رکھا تھا۔ بے شمار مساجد و مدارس کے سرپرست اعلیٰ رہے۔ مساجد، مدارس کو رجسٹر کرواتے تا کہ کوئی ناجائز قبضہ نہ کر سکے۔ آپ جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی خازن تھے۔

آپ حضرت مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ چک 11 کے خلیفہ مجاز تھے (بروایت مفتی محمد انور اکاڑوی مدظلہٗ) 7 ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ یکم اگست 1998ء کو انتقال ہوا۔ احاطہ حضرت انوری بڑے قبرستان غلام محمد آباد میں تدفین ہوئی۔

3۔ حبیب الرحمٰن (مرحوم):

حبیب الرحمٰن بچپن ہی میں راہی عدم ہو گئے، لدھیانہ میں مدفون ہوئے۔

4۔مولانا سعید الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ:

خلیفۂ مجاز حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سرگودھا۔ردّ قادیانیت پرایک رسالہ ''اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ'' لکھاجو ''احتسابِ قادیانیت'' ج35 میں شامل ہے۔حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان مولانا قاری محمد حنیف جالندھری آپ ہی کے داماد ہیں۔

۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ 17 مئی 2002ء کو انتقال ہوا۔ بڑے قبرستان غلام محمد آباد میں تدفین ہوئی۔

5۔مولانا مسعود الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ:

۲۹ رمضان ۱۴۱۵ھ 2 مارچ 1995ء کو انتقال ہوا۔ احاطہ حضرت انوری بڑے قبرستان غلام محمد آباد میں تدفین ہوئی۔

6۔مولانا مقبول الرحمٰن انوری مدّظلہ:

(خطیب جامع مسجد ام المدارس گلبرگ فیصل آباد)

7۔مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ:

خلیفۂ مجاز حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالجلیل قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر مشائخ کثیر (۲۰ رمضان ۱۴۳۶ھ 8 جولائی 2015ء) کو انتقال ہوا۔احاطہ حضرت انوری بڑے قبرستان غلام محمد آباد میں تدفین ہوئی۔ (تفصیلی حالات صفحہ 241 پر ملاحظہ کریں)

تین صاحبزادیاں

1۔ بڑی صاحبزادی:

بڑی صاحبزادی حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ابن رئیس

الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے عقد میں تھیں۔(حضرت مولانا انیس الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے اجلۂ خلفاء میں سے تھے۔آپ بانی مدرسہ تجوید القرآن تھے موجودہ جامعہ ملیہ اسلامیہ خالصہ کالج جڑانوالہ روڈ فیصل آباد) آپ کی تدفین احاطہ مدرسہ میں ہوئی۔

2۔دوسری صاحبزادی:

دوسری صاحبزادی حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے وخلیفۂ مجاز حضرت مولانا عبدالجلیل قادری رحمۃ اللہ علیہ کے عقد میں تھیں۔ڈھڈیاں شریف ہی میں انتقال ہوا اور وہیں تدفین ہوئی۔

3۔تیسری صاحبزادی:

تیسری صاحبزادی حافظ عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے عقد میں تھیں۔ بڑے قبرستان چک 213 سوساں میں تدفین ہوئی۔

تصانیف

1)...... سیرت خاتم الانبیاء (اردو)
2)...... العجالہ (داڑھی کے متعلق شرعی فیصلہ)
3)...... احادیث الحبیب المتبرکہ
4)...... اربعین من احادیث النبی الامین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
5)...... الصلوٰۃ یعنی نماز مترجم
6)...... فضائل مکہ مکرمہ مترجم
7)...... مکتوبات بزرگان
8)...... ملفوظات حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری (رحمۃ اللہ علیہ)
9)...... انوار انوری (مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وکمالات کا تذکرہ)

10)......السنن الآثار لسید الابرار (اردو)

11)......البشارات فی حل الاشارات

12)......الحج المقبول

13)......البدور الطالعہ اعنی الشمس البازغۃ

14)......نفحات الطیب للنبی الحبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (عربی)

15)......حیاتِ انور (سوانح مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ) یہ کتاب تقسیم ہند کی وجہ سے رائے کوٹ لدھیانہ ہی رہ گئی تھی۔

16)......نطق الانور (علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر ترمذی (قلمی)

17)......ترجمہ کتاب، خاتم النبیین (قلمی)

18)......مکتوبات وملفوظات (قلمی)

19)......مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (قلمی)

20)......تقلید کیا ہے؟ (قلمی)

21)......ردقادیانیت (قلمی)

مشہور تلامذہ

1۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ سلیم پوری رحمۃ اللہ علیہ ضلع لدھیانہ (شیخ ومرشد حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کندیاں شریف) آپ نے 1922ء میں مدرسہ عزیزیہ لدھیانہ میں مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ سے تہذیب اور شرح تہذیب، شرح ملاجامی، کنز الدقائق پڑھی تھیں پھر (جامعہ فتحیہ) اچھرہ لاہور چلے گئے تھے اور 1926ء میں حدیث دیوبند میں حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔

(انوارِ انوری جدید ص159)

2۔ حضرت مولانا رحمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ سابق ناظم ونگران دفترِ ختمِ نبوت اسلام آباد

3۔ حضرت مولانا حافظ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کمالیہ (والد ماجد مولانا محمد احمد لدھیانوی)

4۔ حضرت مولانا محمد طفیل قیوم رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد (خلیفہ مجاز مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ برادرِ اکبر مولانا شیخ نذیر احمد رحمۃ اللہ علیہ جامعہ اسلامیہ امدادیہ)

5۔ حضرت مولانا صوفی محمد طفیل رحمۃ اللہ علیہ گنیش ملز فیصل آباد

6۔ حضرت مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ بانی مدرسہ فیض محمدی فیصل آباد

7۔ حضرت مولانا نور محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ امام و بانی نور مسجد ڈگلس پورہ فیصل آباد

8۔ حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ غلام محمد آباد فیصل آباد

9۔ حضرت مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ لندن فرزند حاجی واحد بخش رحمۃ اللہ علیہ

10۔ حضرت مولانا حکیم محمد شریف پتوکی رحمۃ اللہ علیہ

11۔ حضرت مولانا عبد الغفور میانوی رحمۃ اللہ علیہ

12۔ حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

13۔ حضرت مولانا منشی محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ

14۔ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام صاحبزادگان۔

خلفاء و مجازین

1۔ حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند وقف

2۔ محدّث کبیر حضرت مولانا عبد الرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کراچی

3۔ حضرت مولانا عبد الوحید قادری رحمۃ اللہ علیہ ڈھڈیاں شریف خلیفہ و خواہرزادہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

4۔ حضرت مولانا عبد الجلیل قادری رحمۃ اللہ علیہ ڈھڈیاں شریف خلیفہ و برادر زادہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

5۔ حضرت مولانا حافظ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کمالیہ

6۔ حضرت مفتی بشیر احمد پسروری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

7۔ حضرت مولانا محمد سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ ڈونگا بونگا بہاول نگر خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

8۔ حضرت صوفی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ قصبہ جلپانہ شاہ پور صدر

9۔ حضرت قاری فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ تجوید القرآن رنگ محل لاہور

10۔ حضرت مولانا عبدالعزیز فیض پوری رحمۃ اللہ علیہ

11۔ حضرت مولانا عبدالقادر فیض پوری رحمۃ اللہ علیہ

12۔ حضرت مولانا عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ فاضل مظاہر العلوم سہارنپور شاہ پور صدر

13۔ حضرت حافظ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ چک 306 ٹوبہ ٹیک سنگھ

حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں کو اپنے والد سے صرف اوراد ووظائف اور مجلس ذکر کرانے کی اجازت ہے۔

حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ:

”ہمارے اکابر حضرات کی طرح حضرت والد صاحب کو بھی خلیفہ بنانے کا شوق نہیں تھا۔ باقی ذکر اذکار سکھانے بتلانے کا سلسلہ تھا۔ جہاں خود جاتے تھے اور بیماری کی وجہ سے وہاں نہیں جاسکتے وہاں اپنے صاحبزادوں میں سے کسی کو بھیج دیتے تھے۔“

مختصر حالات خلفاء ومجازین حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ

❶ حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (دیوبند):

پیدائش شب براءۃ ۱۳۴۷ھ۔ آپ امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ ۱۳۷۲ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد تقریباً تیس سال بخاری شریف جلد ثانی کی تدریس کی۔ ۱۴۰۲ھ سے تاحیات دارالعلوم دیوبند وقف میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ پہلی بیعت حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ ان کے بعد حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ سے اور پھر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت وخلافت سے نوازا۔ اس کے علاوہ دیگر مشائخ سے بھی اجازت وخلافت حاصل ہے جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(1) حکیم محمد اسلام رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

(2) حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ (کندیاں شریف)

(3) حضرت مولانا حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ (کراچی) خلیفہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق رحمۃ اللہ علیہ (ہردوئی)

26 اپریل 2008ء میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ دیوبند میں اپنے والد گرامی کے پہلو میں جگہ ملی۔

خلفاء:

خلافت دینے کے بارے میں بہت محتاط تھے۔ مشہور مجازین کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(1) مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد

(2) حاجی سہیل شیخ صاحب

(3) جناب شعیب ملا صاحب انگلینڈ

(4) مفتی محمد خالد صاحب برمنگھم

(5) صاحبزادہ حضرت مولانا سید احمد خضر شاہ مدّ ظلہٗ اور کچھ حضرات کشمیر کے بھی ہیں۔

اولاد:

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں ہیں

صاحبزادہ حضرت مولانا سید احمد خضر شاہ صاحب مدّ ظلہ نے 1979ء میں قدیم دارالعلوم دیوبند سے دورہ حدیث کیا اسی وقت سے تدریس کے شعبہ سے منسلک ہیں، اپنے والد گرامی سے اجازت حدیث بھی ہے اور اجازتِ طریقت بھی۔ آپ دارالعلوم وقف دیوبند میں شیخ الحدیث ہیں اور اپنے والد کے قائم کردہ مدرسہ جامعۃ الامام سید انور شاہ کے مہتمم ہیں۔ آپ کا ایک صاحبزادہ حافظ سید محمد ہمدان شاہ اور تین صاحبزادیاں ہیں۔

❷ حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (کراچی):

آپ کی ولادت 1915ء میں جے پور میں ہوئی، ابتدائی تعلیم قرآن مجید، فارسی اور خطاطی گھر ہی پر حاصل کی اس کے بعد مولانا قدیر بخش بدایونی سے باقی علوم میں تحصیل کر کے سندِ فراغت حاصل کی۔ درسِ نظامی کے بعد 1934ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل اور منشی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ پھر حضرت شیخ حیدر حسن خان ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث و پرنسپل ندوۃ العلماء لکھنؤ سے تخصّص فی الحدیث کیا۔ ان کے علاوہ ان کے برادرِ معظم مولانا محمود حسن خان ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے اور حضرت مولانا یٰسین کے واسطے سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک

اجازت حدیث حاصل کی۔

حضرت نعمانی رحمۃ اللہ علیہ خود شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ مصر، شام، عراق، ترکی، سعودی عرب، افریقہ اور یورپی ممالک کے طلباء حدیث ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ لُغات القرآن آپ کی شاہکار تصنیف ہے۔ جامعہ بہاولپور اور پھر نیو ٹاؤن کراچی میں تدریس فرمائی۔

مولانا نعمانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شیخ حیدر حسن خاں ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے جو حضرت حاجی امداد اللہ فاروقی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ مولانا نعمانی کو انہوں نے خلافت سے سرفراز فرمایا تھا۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اجازت وخلافت تھی۔

مولانا نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت واجازت کا شرف حاصل ہے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے توسل کی سعادت کیسے حاصل ہوئی اس کا مختصر حال بیان فرماتے ہیں:

> ''مَیں 1945ء میں جے پور میں تھا تبلیغی جماعت کا حالی پور (جے پور ریاست) میں جلسہ ہوا وہاں شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ دوران گفتگو تصوف کا ذکر چل پڑا۔ شیخ الحدیث نے اس سلسلہ کے اندر بیعت کی طرف توجہ دلائی اور یہ وعدہ کیا کہ سہارن پور آنا، اب دل میں خیال ہوا کہ تجربہ کیا جائے پھر 1946ء میں جب مرکز میں ہم نے رمضان گذارا تو وہاں شیخ الحدیث بھی تشریف فرما تھے، ایک روز انہوں نے جب ہم لوگ

مسجد میں معتکف تھے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا تم نے کیا وعدہ کیا تھا؟ میں نے کہا ان شاء اللہ رمضان کے بعد سہارن پور حاضری ہوگی، چنانچہ رمضان المبارک کے بعد شوال میں سہارن پور پہنچا اور شیخ سے عرض کیا اتنا مجاہدہ جو آپ لوگ کرتے ہیں، ذکر جہر وغیرہ کا، یہ ہمارے بس کا نہیں، جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ ہم جب اپنے شیخ سے بیعت ہوئے تو ہمیں حضرت نے علمی کام سپرد کیا اور ہم اپنے علمی مشاغل میں لگ گئے لیکن کچھ دنوں بعد ہم نے دیکھا کہ ہمارے اندر تبدیلی ہو رہی ہے۔

شیخ الحدیث ہماری باتیں سنتے رہے فرمایا کہ اچھا ایسا ہی ہوگا میں نے مسجد میں جا کر تین مرتبہ استخارہ بھی کرلیا تھا اس حوالہ سے کہ شیخ الحدیث سے بیعت ہونا چاہیے یا نہیں، مگر شیخ الحدیث اس وقت بیعت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوئے اور کہا رائے پور جاؤ۔

اتفاق کی بات ہے کہ دوسرے روز علی الصبح حضرت رائے پوری مع مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی تشریف لائے، شیخ نے اپنے حجرے میں میرے داخل ہوتے ہی فرمایا یہ آپ کے ساتھ رائے پور جائیں گے، یہ ''لغات القرآن'' کے مصنف ہیں، یہ سنتے ہی مولوی حبیب الرحمٰن لیٹے سے اٹھ بیٹھے اور کہنے لگے، میں نے تمہاری ''لغات القرآن'' کا جیل میں مطالعہ کیا ہے۔

اس کے بعد حضرت اقدس رائے پوری چائے پینے کے بعد رائے پور کی طرف روانہ ہوگئے، میں بھی ہم رکاب تھا، وہاں حضرت سے بیعت کے لیے عرض کیا تو حضرت نے وہی فرمایا میرے ہاں تو رٹہ لگتا ہے چکی پیسنی پڑتی ہے پھر انہوں نے ہماری وہ بک بک جھک جھک اور شیخ الحدیث سے جو بحث مباحثہ ہورہا تھا وہ سب ہی دہرادیا۔

میں نے بیعت کے لیے اصرار کیا تو فرمایا اچھا! ذکر بتادیتا ہوں بیعت شیخ الحدیث ہی سے ہوجانا، چنانچہ میں تین دن قیام کرکے پھر حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لے کر سہارنپور روانہ ہوگیا۔ ہاں اس بات کا ذکر بھول گیا کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی عادت صبح نماز کے بعد ٹہلنے کی تھی اس روز حضرت گنڈور کے پل پر جہاں سے بس سہارنپور کو جاتی ہے مجھے چھوڑنے کے لیے وہاں تک تشریف لائے، یہ اس ناکارہ پر حضرت کا غیر معمولی اکرام تھا جس کی توقع بھی میں نہیں کرسکتا تھا، یہ زمانہ گرمیوں کا تھا۔

پھر میں وہاں سے بس میں سوار ہوکر سہارنپور پہنچا، شیخ الحدیث کی خدمت میں حاضری ہوئی تو حضرت نے پوچھا کیا لڑکر آئے ہو، میں نے کہا وہاں لڑائی کا کیا سوال ہے، وہاں تو اور ہی مضمون ہے۔ حضرت نے ذکر بتادیا ہے اور بیعت کے لیے آپ سے کہا ہے، شیخ نے فرمایا، فوراً واپس جاؤ۔ بس اس وقت کھانا کھالو اور واپس جاؤ اور حضرت ہی سے بیعت کرو،

چنانچہ میں کھانا کھانے کے بعد واپس رائے پور چلا گیا، رائے پور اور سہارنپور میں تقریباً تیس میل کا فاصلہ ہے واپسی گنڈور کے پل سے ہوئی تو بدن پسینہ سے شرابور تھا، سخت گرمی تھی، دوپہر کو حضرت کی خدمت میں حاضری ہوئی تو حضرت نے پوچھا کیوں واپس آئے؟ میں کہا بیعت کے لیے۔ حضرت کو میری حالت پر رحم آ گیا۔ اور ترس کھا کر بیعت فرمالیا، اور پھر فرمایا کہ مجھے بھی حضرت شاہ عبدالرحیم نے پہلے ذکر ہی بتایا تھا اسکے چار مہینے بعد بیعت لی تھی۔ پہلے چند دن رائے پور میں گزار کر آئندہ پورا چلہ رمضان کا گذارا۔ پھر حضرت کی وفات تک رائے پور جانا نصیب نہیں ہوا، البتہ جب حضرت پاکستان تشریف لایا کرتے تھے تو کوشش کرتا تھا کہ ایک چلہ رمضان میں حضرت کے ساتھ پاکستان میں ضرور گذارا جائے۔ حضرت کی وفات تک یہی معمول رہا، حضرت کی وفات ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ کو ہوئی۔'' (غیر مطبوعہ انٹرویو ص 46، از پروفیسر ڈاکٹر طاہر مسعود)

آپ کے بیٹے مولانا عبدالشہید صاحب تحریر کرتے ہیں کہ

''واضح رہے کہ تقسیم ہند کے بعد حضرت رائے پوری ہندوستان ہی میں مقیم رہے، چونکہ پاکستان میں آپ کے متوسلین اور روحانی ارتباط رکھنے والوں کا ایک وسیع حلقہ تھا، اس لیے ان کے بیحد اصرار پر آپ کی پاکستان آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا، تقریباً ہر سال آپ پاکستان تشریف لاتے اور کئی کئی ماہ قیام فرماتے جہاں آپ قیام کرتے وہ جگہ خانقاہ کی صورت اختیار

کر جاتی۔

حضرت والد صاحب بھی بالا التزام حضرت کی پاکستان آمد کے بعد آپ کی صحبت سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی کوشش کرتے۔ آپ نے لاہور، فیصل آباد، مری اور دیگر مقامات پر حضرت کی صحبت میں کئی کئی ماہ گذارے راقم الحروف کو بھی حضرت والد صاحب کی معیت میں میں حاجی متین احمد صاحب کی کوٹھی واقع ایمپرس روڈ لاہور میں ایک چلہ گزارنے کی سعادت حاصل ہوئی، (حضرت والد صاحب میرے متعلق لکھتے ہیں کہ) اور اس کی نہایت خوش بختی ہے کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے از راہ شفقت کمسنی کے باوجود اسے بیعت کی سعادت سے نوازا، اور بیعت کے بعد بطور وظیفہ کثرت سے درود شریف پڑھنے کی تلقین کی۔

حضرت کا پہلا سفر پاکستان مورخہ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ (جنوری 1949ء) براستہ کراچی بذریعہ ہوائی جہاز ہوا، ۲۶ ربیع الاول ۱۳۶۸ھ کو کراچی تشریف آوری ہوئی اور چار روز قیام رہا اس دوران حضرت رائے پوری نے والد صاحب کی قیام گاہ کو بھی رونق بخشی اور خواتین کو بیعت کی سعادت سے نوازا۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس پورے سفر میں از ۲۶ ربیع الاول ۱۳۶۸ھ تا ۷ جمادی الثانی ۱۳۶۸ھ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں رہے۔ ۷ جمادی الثانی ۱۳۶۸ھ کو رخصت کے موقع پر حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت

بیعت مرحمت فرمائی۔

والد صاحب اپنی ڈائری میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ متمنی اللہ المسلمین بفیوضہم و برکاتہم کی تشریف آوری پاکستان کراچی میں 25 جنوری 1949ء کو ہوئی ، اور فقیر کو برابر 7 اپریل 1949ء بمطابق ۷ جمادی الثانی ۱۳۶۸ھ شرف معیت نصیب رہا اور واپسی پر حضرت نے فرمایا ''جو ذکر پوچھے اسے بتا دینا۔''

حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت والد صاحب کے درمیان جو خط و کتابت رہی ہے اس کے بعض خطوط سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت والد صاحب تصوف اور احوال قلب کی بعض کیفیات کے ذیل میں حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ میں رہتے تھے۔''

1999ء میں 85 سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور کراچی یونیورسٹی میں تدفین ہوئی۔

اولاد:

محمد عبدالمعید نعمانی مولانا کے بڑے بیٹے تھے جوان کی زندگی میں ہی انتقال کر گئے تھے۔ چھوٹے بیٹے ڈاکٹر محمد عبدالشہید نعمانی جامعہ کراچی میں شعبہ عربی کے عہدہ چیئرمین سے ریٹائر ہوئے ہیں۔

(مزید تفصیل کیلئے کتاب ملاحظہ کریں ''سبدِ گل'' ص 60 از ڈاکٹر محمد عبدالمقیت شاکر علیمی)

3 حضرت مولانا حافظ عبدالوحید قادری رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے اور چچا زاد بھائی کے پوتے ہیں۔ ولادت باسعادت 1923ء میں ڈھڈیاں ہی میں

ہوئی۔ آپ کے والد مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق حضرت عالی مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ حفظ کے بعد مختلف مدارس واساتذہ سے تحصیل علم کیا جن میں مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور مشکوٰۃ حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ دورانِ تعلیم بار بار بیماری اتنی سخت ہوتی جو زندگی سے ناامید کردیتی پھر رائے پورا اپنے ماموں وشیخ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چلے گئے۔ تقسیم ہند کے بعد وطن واپسی کے موقع پر حضرت نے اجازت وخلافت دی۔ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خلافت دی۔ ۱۳۸۲ھ میں مدرسہ عربیہ قادریہ ڈھڈیاں کی بنیاد رکھی۔ آپ روزانہ 18 سے 20 پارے نوافل میں تلاوت فرمالیتے تھے۔ محرم ۱۴۱۸ھ مئی 1997ء میں انتقال فرمایا اور ڈھڈیاں ہی اپنے شیخ وماموں کے ساتھ دفن ہوئے۔

اولاد:

دو بیٹے اور دو بیٹیاں، حضرت مولانا قاری محمد مظفر صاحب بڑے بیٹے ہیں جو مدرسہ اور سلسلہ کو چلائے ہوئے ہیں قاری لطیف الرحمٰن چھوٹے بیٹے ہیں جو اسی مدرسہ میں مدرس ہیں۔

خلفاء:

آپ نے جن حضرات کو اجازت فرمائی ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

(1) صاحبزادہ مولانا قاری محمد مظفر صاحب ڈھڈیاں شریف

(2) مولانا عبدالجبار صاحب للہ شریف

(3) حافظ صوفی احمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ راولپنڈی

(4) مفتی حمید اللہ جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکی مروت

(5) حاجی میاں غلام باری صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدفون صادق آباد

4 حضرت مولانا عبدالجلیل قادری رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کے بھتیجے تھے۔ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا حافظ محمد خلیل صاحب حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے اور حضرت سے مجاز بھی تھے۔ حضرت مولانا عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید گھر ہی میں پڑھا۔ مڈل کا امتحان لاہور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد عبداللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر دیا اس کے بعد دنیاوی علوم سے طبیعت متنفر ہوگئی۔ مدرسہ رائے پور گجراں میں چھ سال پڑھا۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا فضل احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔ دورہ حدیث مظاہر العلوم سہارنپور ۱۳۶۰ھ (1940ء) حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کیا۔ آپ کا قیام حضرت شیخ کے کچے گھر میں رہا اور کھانا بھی حضرت کے گھر ہی سے آتا۔ آپ حضرت شیخ کے چہیتے شاگرد تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے تایا حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور تقریباً بائیس سال سفر و حضر میں حاضر خدمت رہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اجازت و خلافت سے نوازا۔ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے سسر بھی ہیں۔ 1948ء میں حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے آپ کا عقد ثانی حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر ہی ہوا تھا۔ ۱۴۳۰ھ، 21 نومبر 2009ء کو انتقال فرمایا اور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں تدفین ہوئی۔ ایک لاکھ سے زائد لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ حضرت حاجی عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے جنازہ پڑھایا۔

اولاد:

پہلی اہلیہ سے ایک صاحبزادہ مولانا محمد ابراہیم ہیں اور دوسری اہلیہ سے دو صاحبزادے قاری محمد شفیق جو حضرت کی زندگی میں مکہ مکرمہ میں انتقال کر گئے تھے اور جنۃ المعلیٰ میں مدفون ہوئے اور دوسرے قاری احمد سعید صاحب ہیں جو اپنے والد سے اور حضرت نفیس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز ہیں اس کے علاوہ دو صاحبزادیاں ہیں۔ (تفصیلی حالات کیلئے ملاحظہ فرمائیں ''تذکرۃ الجلیل'' مرتبہ ابوحذیفہ عمران فاروق)

5 حضرت حافظ صدر الدین رائے کوٹی رحمۃ اللہ علیہ (کمالیہ):

حضرت حافظ صدر الدین رائے کوٹ ضلع لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام رائے کوٹ قائم کردہ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ میں مکمل تعلیم حاصل کی۔ حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوکر سلوک کی منازل طے کیں۔ سادہ مزاج، بہت بزرگ آدمی، خاموش طبیعت، اپنے آپ کو انہوں نے حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے طریقے کے مطابق ڈھالا ہوا تھا۔ تقسیم ہند کے بعد کمالیہ پاکستان ہجرت کی اور مدرسہ نعمانیہ میں تدریس فرمانے لگے۔ اس کے بعد فاروقیہ مسجد کی بنیاد رکھی۔ اسی فاروقیہ مسجد کمالیہ کے امام تھے اور مدرسہ نعمانیہ میں مدرس بھی تھے۔ فاروقیہ مسجد کی جگہ یہاں پہلے تانگوں کا اسٹینڈ تھا۔ آپ نے یہ جگہ خرید کر مسجد بنائی تھی۔ اسی دوران انتظامی امور میں کچھ اختلاف واقع ہوگیا جس کی وجہ سے آپ نے مدرسہ نعمانیہ چھوڑ کر فاروقیہ مسجد میں مدرسہ قائم فرمایا۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی نے 2007ء تک خطابت کے فرائض انجام دیئے۔ یہ کمالیہ شہر کی اولین مساجد میں سے ایک ہے۔ اب حضرت کے پوتے مولانا لطف اللہ بن حضرت مولانا محمد احمد خطابت سنبھالے ہوئے ہیں۔

آپ کا انتقال 3 نومبر 1995ء بروز جمعہ کمالیہ میں ہوا۔ مولانا خلیل الرحمٰن انوری بن مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ نے غسل دیا اور حضرت مولانا سعید الرحمٰن انوری نے جنازہ پڑھایا۔ اور قبرستان ملحقہ عیدگاہ (قائم کردہ 1918ء) میں تدفین ہوئی تقریباً 93 سال عمر پائی۔

اولاد:

چھ بیٹے: (1) ظفر الدین (2) عطاء اللہ (3) حفیظ اللہ (4) مولانا حافظ محمد احمد (5) حبیب اللہ (6) ضیاء اللہ اور تین بیٹیاں۔

خاص تلامذہ:

(1) حافظ شاہ محمد، کمالیہ (2) حافظ محمد حسن، کمالیہ (3) مولانا عزیز الرحمٰن انوری (4) مولانا سعید الرحمٰن انوری (5) حافظ محمد ثاقب، گوجرانوالہ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ مولانا حافظ محمد احمد لدھیانوی بیان فرماتے ہیں کہ میرا نام حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نام پر محمد رکھا تھا۔ گھر والوں نے ضیاء اللہ رکھا تھا جب جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں داخل ہوا تو حضرت مولانا حبیب اللہ رشیدی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ احمد لگا دیا۔ ہمارے اباجی اپنے خاندان میں پہلے حافظ تھے، اباجی کو چھوٹی عمر میں گنٹھیا کی بیماری تھی انہیں اٹھا کر مدرسہ میں چھوڑ کر آتے تھے۔ جب قرآن مجید مکمل کیا تو صحت یاب ہوگئے۔ یہ پاکستان بننے سے پہلے رائے کوٹ کی بات ہے۔ حافظ عبد الغفور صاحب غلام محمد آباد فیصل آباد میں ہوتے تھے۔ وہ وہاں استاذ تھے۔

جب حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے تو اباجی کی خوشی کی انتہا نہ ہوتی اور خوب اہتمام فرماتے۔ اباجی کی بڑی خواہش تھی کہ ان کی اولاد حافظ بنے سب بھائیوں کے لیے کوشاں رہے مگر یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے مجھے دینی تھی۔ مجھے

ابا جی نے ناظرہ پڑھا کر سکول میں داخل کروا دیا۔ مگر یہ ان کی دلی خواہش نہ تھی لیکن قدرت کا فیصلہ سمجھ کر قبول کیا۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں میں نے تیسواں پارہ حفظ کرلیا۔ اور میں نے ابا جی سے عرض کیا کہ سکول کی بجائے میں مدرسہ پڑھنا چاہتا ہوں تو ابا جی بے انتہا خوش ہوئے۔ چنانچہ میں نے حفظ شروع کر دیا۔ جب میں حافظ بنا تو خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے اور بہت بڑی دعوت کا انتظام کیا۔ ابا جی کے بعد خاندان میں مَیں دوسرا حافظ تھا۔ میں جب گھر جاتا تو ابا جی کا والدہ کو حکم تھا کہ چارپائی پر صاف کپڑا اچھا کرا سے بٹھایا کرو۔ بیٹا سمجھ کر نہیں عالمِ دین سمجھ کر۔ جب لوگ اس کے ساتھ یہ اکرام کرتے ہیں تو ہم گھر والے کیوں نہ کریں۔

1952ء دسمبر میں میری پیدائش ہوئی میں جب درسِ قرآن دیتا تھا تو ابا جی فرماتے کہ حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ جب درسِ قرآن دیتے تھے تو ترجمہ والا قرآن مجید سامنے کھول کر رکھتے تھے اور فرماتے یہ اس لیے کہ کوئی لفظ آگے پیچھے نہ ہو جائے اس درجہ احتیاط تھی۔

1971ء میں زمانہ طالب علمی میں چیچہ وطنی کے قریب ایک گاؤں میں مصلّٰی سنانا شروع کیا، گاؤں والے بہت مطمئن ہوئے اور انہوں نے مدرسہ بنانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ چار کنال جگہ خرید کر مدرسہ بنایا جس کا نام مدرسہ تعلیم الاسلام رکھا۔ مجھے ابا جی نے کہا کہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ اور سارے حالات ان کے سامنے رکھو۔ جیسے وہ فرمائیں ویسا کرنا ہے۔ میں حضرت انوری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ جائیں اور اس لیے جائیں کہ ہمارے علماء کرام شہروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ دیہاتوں میں نہیں جاتے وہاں اکثر بدعات ہوتی ہیں اور ان پڑھ سے لوگ مولوی بن کر وہاں چلے جاتے ہیں وہ بریلوی نہیں بلکہ بدعتی ہوتے ہیں انہوں نے لوگوں کو بدعتوں پر لگایا ہوتا

ہے اگر ہمارے علماء جائیں اور ان کے عقیدوں کی اصلاح کریں تو وہی لوگ موحّد بن جائیں گے۔ اس نیت سے جانا ہے اور ان سے تنخواہ کا مطالبہ نہیں کرنا جو دے دیں قبول کرلو۔ جتنی دیر آپ کو رکھنے والے آپ سے درست رہیں اتنی دیر رہیں اور جب وہ گڑبڑ کریں تو ان سے الجھنا نہیں اور چپ چاپ آجانا اور کبھی تنخواہ میں اضافہ کا مطالبہ نہیں کرنا۔ ان کی مرضی بڑھا دیں تو ٹھیک ـــــ چنانچہ 1977ء تا 1989ء تک میں وہاں رہا۔

جب میں فیصل آباد جاتا تو اباجی آتے ہی پوچھتے کہ سنت پورہ حضرت کے پاس گئے تھے۔ اگر کبھی کہہ دیتا کہ نہیں تو ناراضگی کا اظہار فرماتے اور کہتے اپنوں کو مل کر آتے ہو اور میرے حضرت کو مل کر نہیں آتے۔ سنت پورہ کو اپنا ہی سمجھتے تھے۔ ہم حضرت کے سب بیٹوں کو بھائی جان کہہ کر ہی بلاتے تھے بالکل گھر جیسا تعلق تھا۔

اباجی فرماتے تھے کہ جلسوں پر جانا ہے تو کسی سے پہلے رقم طے نہیں کرنی۔ وقت ہو تو چلے جاؤ ورنہ معذرت کرلو۔ کچھ ہدیہ دیں تو رکھ لو نہ دیں تو برا نہیں منانا۔ اباجی کا انداز یہ تھا کہ اگر کوئی ملنے آتا تو پہلے اُسے بٹھاتے پھر خود بیٹھتے۔ مجھے فرمایا کرتے تھے لیڈر بننے کی کوشش نہ کرنا بس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سپاہی بن کر رہنا، میرا اعزاز یہ ہوگا کہ میں کہوں گا میرا بیٹا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سپاہی ہے۔ ایک مرتبہ میں سفر پر روانہ ہوا اور پیچھے ان پر فالج کا حملہ ہوگیا۔ بولنا بند ہوگیا کچھ دن بیماری کی حالت میں رہے اور انتقال فرمایا۔

میرا حضرت مولانا ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ سے عمر کا فرق کم تھا؛ اس لیے کچھ بے تکلفی تھی کیونکہ میں فیصل آباد تین سال پڑھتا رہا ہوں 1973ء تا 1975ء تک تو جب فارغ ہوتے تو سنت پورہ آجاتا مولانا مسعودالرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

سے گپ شپ کافی لگتی تھی۔

میری پہلی بیعت حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے تھی اس کے بعد حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کندیاں والوں سے تھی اور تیسری بیعت حضرت مولانا عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ سے ڈھڈیاں میں کی۔ میں پہلی بار جب حضرت مولانا عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے گیا تو حضرت چارپائی پر تھے ایک کرسی منگوا کر مجھے قریب بٹھالیا پُرانا کچا کمرہ تھا۔ حضرت مولانا عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ مجھے پہلے پوری طرح نہیں جانتے تھے اور میرا قلبی لگاؤ رائے پوری سلسلہ سے تھا کیوں کہ ہم پہلے ہی رائے پوری تھے حضرت نے فرمایا یہ بتاؤ کہ تم مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی کے کیا لگتے ہو؟ میں نے نفی میں جواب دیا پھر مولانا یحییٰ لدھیانوی سے تعلق پوچھا تو میں نے پھر نفی میں جواب دیا۔ پھر پوچھا کہ کس کے بیٹے ہو؟ جب میں نے اباجی کا نام لیا تو کھڑے ہو کر مجھے سینے سے لگایا اور کچھ دیر لگائے رکھا پھر فرمایا میری اہلیہ کے استاذ کے تم بیٹے ہو۔ تمہارے والد میری اہلیہ کے استاذ ہیں تو میرے بھی استاذ ہیں پھر میں وقتاً فوقتاً حاضر ہوتا رہا حضرت کے جنازے میں شرکت کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ (مولانا محمد احمد لدھیانوی کو والد محترم حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۹ صفر ۱۴۳۴ھ 12 جنوری 2013ء کو اجازت وخلافت سے نوازا تھا۔ از محمد راشد انوری)

6 حضرت مفتی بشیر احمد پسروری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی پیدائش 1905ء میں ''وہوا'' نامی بستی میں ہوئی۔ مفتی صاحب تحصیل علم کے بعد 1924ء میں سرزمین قصور میں رونق افروز ہوئے پچاس سال کا عرصہ اس طرح گزارا کہ پسرور کو پہچان مل گئی حضرت نے نہ صرف اپنی تقریر بلکہ تحریر سے اس علاقہ کو خوب سیراب کیا یہ شہر ''تلوار والے مفتی صاحب'' کا شہر،

حضرت پسروری کا شہر مشہور ہوا۔

مرزائیت ورافضیت کے ردّ اور فضائل وسیرت کے مختلف عنوانات پر تقریباً تیس کے قریب مختصر و مفصل رسائل تحریر کیے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت کے باوجود ان کی تشنگی ابھی باقی تھی وہ بار بار حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ مجھے اپنے سلسلہ میں داخل فرمائیں اور اجازت دیں۔ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے احوال دریافت فرمائے اور اجازت عنایت فرمائی حضرت مفتی صاحب نے دسمبر 1974ء میں انتقال فرمایا۔

حضرت کا سلسلہ خوب پھیلا۔ ان کے مشہور خلیفہ مولانا ظفر احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ واہگہ بارڈر اور مولانا جمیل احمد میواتی (رائیونڈ) تھے۔ حضرت میواتی رحمۃ اللہ علیہ نے ملک کے طول وعرض میں خوب مجالس ذکر اللہ قائم کیں۔ جن کے جانشین مفتی محمد سعید صاحب (رائیونڈ) آپ کے مشن پر گامزن ہیں۔ (مزید حالات کے لیے ملاحظہ کریں ''مولانا مفتی بشیر احمد پسروری اور ان کے خلفاء'' از ڈاکٹر حافظ فیوض الرحمٰن)

7 حضرت مولانا محمد سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ (ڈونگہ بونگہ):

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۲۸ھ، 1910ء کو موضع ڈربی ضلع حصار مشرقی پنجاب میں ہوئی۔ چار یا پانچ برس کے تھے کہ آپ اپنے والد مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ کے سایہ شفقت سے محروم ہو گئے۔ آپ نسباً علوی کھوکھر ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم ڈربی اور اس کے مضافات میں حاصل کی۔ پھر مدرسہ رشیدیہ رائے پور گجراں میں زیرِ تعلیم رہے۔ یہاں آپ کے اساتذہ حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا فضل احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی فقیر اللہ رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ تھے، کچھ

عرصہ مدرسہ خیر المدارس جامعہ محمدی جالندھر میں بھی تعلیم حاصل کی۔ پھر مدرسہ امینیہ دہلی داخلہ لیا جہاں آپ کے اساتذہ مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ضیاء الحق رحمۃ اللہ علیہ شامل تھے۔ اس کے علاوہ جن مدارس میں تعلیم حاصل کی ان میں مدرسہ عبد الرب دہلی، مظاہر العلوم سہارن پور شامل ہیں آپ نے سولہ برس علوم دینیہ کی تحصیل کی اور دار العلوم دیوبند میں حاضر ہو کر تکمیل کی۔ اس کے بعد حصول علم لدنی وروحانی کے لیے اپنے استاذ حضرت مولانا عبد العزیز رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ سے حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رائے پور حاضر ہو کر بیعت کی۔ یہ 1934ء کی بات ہے اور خوب ریاضت ومجاہدے فرمائے۔ آخر 1952ء کے اواخر میں خلافت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خلفاء میں شمار ہوئے ایک بار آپ کو حضرت رائے پوری نے فرمایا: ''ماشاء اللہ آپ تو فائز المرام ہیں'' اور ایک بار ایک مرید کو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے بارے تحریر فرمایا کہ ''ان سے بیعت ہو جانا احقر سے ہی بیعت ہونا ہے'' 31 مارچ 1980ء بعد عشاء انتقال فرمایا۔ حضرت مولانا عبد العزیز رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے جنازہ پڑھایا اور مدرسہ عربیہ رحیمیہ عید گاہ میں ہی تدفین ہوئی۔

آپ کا حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی گہرا تعلق تھا حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ جب ڈھڈیاں ہوتے تو مولانا بھی تشریف لے آتے اور کیفیات بتاتے اور ساتھ ہی معمولات مکمل فرماتے جب حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ ڈونگہ بونگہ تشریف لے جاتے تو بہت اکرام فرماتے ہر وقت ان کے پاس بیٹھے رہتے۔ اور اپنے مریدوں کو حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کا فرماتے اور بہت بلند الفاظ فرماتے حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو خلافت واجازت سے نوازا۔ کوہِ نور ملز فیصل آباد میں رانا نصر اللہ صاحب کے ہاں جب حضرت مولانا عبد العزیز رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا

قیام ہوتا تھا تو مولانا بھی قیام فرماتے تھے۔

حضرت مولانا سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دو بیویاں تھیں پہلی اہلیہ میں سے ایک بیٹا مولانا ماسٹر شبیر احمد اور ایک بیٹی ہے، دوسری اہلیہ سے چار بیٹے: (1) مولانا محمود الحسن (2) مولانا حسین احمد (3) حافظ ماسٹر محمد قاسم (4) مولانا عبدالقادر انجم اور دو بیٹیاں ہیں۔

(تفصیلی حالات کے لیے ملاحظہ فرمائیں ''تذکرۃ السعید'' مؤلفہ مولانا عبدالقادر انجم)

8 حضرت صوفی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جلپانہ شاہ پور:

حضرت صوفی نور محمد ولد فتح محمد کی ولادت 1908ء میں گاؤں جلپانہ نزد شاہ پور ضلع سرگودھا میں ہوئی۔ قرآن مجید کی تعلیم میاں غلام احمد سے حاصل کی۔ 1956ء میں صوفی عبدالحمید صاحب کی کوٹھی میں جب حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا قیام تھا تو صوفی نور محمد اور مولانا عبدالکریم خطیب جامع مسجد مہاجرین شاہ پور صدر دونوں نے اکٹھے بیعت کی۔ خوب ذکر اذکار اور مجاہدہ کیا حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مولانا عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالوحید رحمۃ اللہ علیہ سے مکمل رابطہ رکھا اور حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کثرت سے حاضری رکھی۔ حضرت قاضی عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملاقات رہتی تھی۔ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ شاہ پور صدر تشریف لائے تو رات جلپانہ میں بسر فرمائی۔ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے بعد میں اجازت وخلافت سے نوازا۔

آپ نے ایک سال حج کا ارادہ کیا لیکن نہ جاسکے پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی کہ صوفی صاحب کیوں دیر کررہے ہو؟ پھر دس ساتھیوں کے ہمراہ 1970ء میں حج کی درخواست دی اور اللہ نے حج کی سعادت بخشی۔ چار ماہ کے اس سفر سعادت میں پورا ایک ماہ مدینہ طیبہ میں قیام کیا حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

کے بتائے ہوئے اذکار وتعویذات کا کام فی سبیل اللہ کیا۔ طب میں بھی خاصا تجربہ تھا۔ عورتوں کی نبض نہ دیکھتے تھے بلکہ حقیقت پر دوا دیتے تھے۔ حافظ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ جھاوریاں سے اکثر ان کے پاس آتے اور دونوں مل کر ذکر وعبادت کرتے۔ آپ نے دعوت وتبلیغ میں زیادہ وقت گزارا۔ اور آپ کی خواہش کی مطابق اللہ تعالیٰ نے موت بھی انہیں اسی راستہ میں عطا کی 4 اگست 1988ء کو سرگودھا تبلیغی مرکز شبِ جمعہ کے لیے تشریف لے گئے جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب بعد نماز تہجد دل کی تکلیف ہوئی اور 6 اگست 1988ء کو وصال ہوا۔ حضرت مولانا عبدالوحید صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ اور جلپانہ کے قریب بڑے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

اولاد:

پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں: (1) محمد یوسف (2) گل محمد (3) دوست محمد (4) علی محمد (5) محمد یعقوب

9 حضرت قاری فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ (لاہور):

اپنے زمانے کے نامور قاری استاذ القراء الحاج الحافظ القاری فضل کریم بن حاجی مہتاب الدین 1902ء کے لگ بھگ امرتسر میں پیدا ہوئے، اجداد ہندو تھے، تین چار پشتوں سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی توفیق نصیب فرمائی۔ حضرت قاری صاحب اپنے والد صاحب کے نکاحِ ثانی سے تھے، پہلے نکاح سے صرف ایک بچی کی پیدائش کے بعد والدہ انتقال کر گئیں۔ دوسرے نکاح سے سات بچے ان سے پہلے پیدا ہوئے مگر برضاء الٰہی وفات پا گئے۔ پھر کسی بزرگ کی دُعا سے قاری صاحب کی پیدائش ہوئی اور انہی کے حسبِ ارشاد بچہ کا نام یحییٰ رکھا گیا۔ آپ کی عمر بمشکل چند ماہ تھی کہ والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا، والد نے آپ کی

پرورش کے لیے ایک بیوہ سے نکاح کرلیا جن کے اپنے بھی بچے تھے۔ سوتیلی ماں کا سلوک اچھا نہ تھا، انہی دنوں چیچک کی بیماری کی شدت سے آنکھوں سے معذور ہو گئے، آپ کے ملحقہ مکان میں آپ کی تائی صاحبہ نے آپ کو گود لے لیا جن کا ایک بیٹا عبدالکریم تھا اسی نسبت سے انہوں نے آپ کا نام فضل کریم رکھا اور یہ ایسا مشہور ہوا کہ یحییٰ نام سب بھول گئے۔ سات آٹھ سال کی عمر میں آپ نے مولانا قاری خدا بخش مراد آبادی (1980ء) سے آٹھ دس پارے پڑھے، پھر حافظ عبداللطیف سنبھلی کے پاس قرآن مجید پورا کیا اور تجوید مولانا قاری کریم بخش امرتسری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ اس کے بعد قاری صاحب لاہور آ گئے اور مال روڈ پر ڈاکٹر عزیز الدین کے ہاں پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد ضلع گورداسپور میں بھی کسی کے ہمراہ گئے اور کچھ مدت وہاں رہے۔ پھر آپ نے مسجد چینیانوالی (بازار سریانوالہ) لاہور کو آباد کیا تو اس وقت آپ کے پاس صرف ایک طالب علم تھا۔ تقریباً بیس سال پڑھایا۔ پھر مدرسہ تجوید القرآن کوچہ کُندیگراں مسجد نور موتی بازار میں قائم کیا، جو بعد میں ایک حویلی خرید کر وہاں منتقل ہو گیا تھا۔ کم وبیش چالیس سال کا تجربہ تھا۔ آپ کی قرأت میں زبردست روانی کشش اور مدّ و جزر کی کیفیت ہوتی۔ ان کے شاگردوں میں طالبات بھی ہوتی تھیں مگر کبھی بے جھجک سامنے نہیں جاتے تھے بلکہ چند کم عمر لڑکوں کو سبق یاد کرنے کے لیے بھیج دیتے، پھر خود جاتے۔ لڑکیوں کے بالکل سامنے منہ کر کے نہ بیٹھتے تھے بلکہ ہمیشہ قدرے رُخ موڑ کر بیٹھتے۔ کبھی مالی پریشانی ہوتی تو گھبراتے نہیں تھے بلکہ اکثر ورد زبان رہتا:

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْر۔

ان کی چال، ڈھال، لباس، گفتگو، خوراک میں عاجزی تھی۔ اکثر یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اَحۡیِنِیۡ مِسۡکِیۡنًا وَّاَمِتۡنِیۡ مِسۡکِیۡنًا وَّاحۡشُرۡنِیۡ فِیۡ زُمۡرَةِ الۡمَسَاکِیۡنَ۔

خود شاعر تھے، فضل تخلص تھا۔ ان کی شاعری عشقِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور عشق دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک محدود تھی۔ 1952ء میں واحد حج ادا کیا، فوٹو کھچوانے سے احتراز فرماتے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ قاری صاحب پر توحید وسنت غالب تھی، بدعات سے سخت نفرت تھی۔ منکرین حدیث، قادیانیت اور دیگر فرقوں اور فتنوں کی سختی سے تردید فرماتے تھے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاری عبدالمالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے، حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ سے گہرے روابط تھے؛ چنانچہ خلافت و اجازت سے نوازے گئے۔ آپ کی شخصیت قرآن پاک کی بدولت ایسی مشہور ہوئی کہ طلبا وقراء ''بڑے قاری صاحب'' کہہ کر پکارتے۔

ایک بار صوفی عبدالحمید صاحب کی کوٹھی پر حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ سلام کر کے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کو خادم نے آپ کا تعارف کروایا۔ حضرت نے حکم فرمایا کہ ان کے لیے کرسی لاؤ اور قاری صاحب کو کرسی پر بٹھایا۔ پھر باتوں باتوں ہی میں خادم سے پوچھا کیا قاری صاحب نابینا ہیں؟ قاری صاحب نے دبی ہوئی آواز میں عرض کیا جی ہاں! حضرت نے فرمایا، قاری صاحب! ہم بھی تو نابینا ہیں۔ پھر قاری صاحب سے تلاوت کی فرمائش کی۔ آپ نے سورۃ یوسف کے آخری رکوع کی تلاوت کی اور حضرت سے دعا کروا کر اجازت لی اور واپسی پر فرمانے لگے کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ان الفاظ سے زمین میرے قدموں

تلے سے نکل گئی۔

1955ء میں آپ جناب محمد یوسف سیٹھی صاحب کے ساتھ ایبٹ آباد تشریف لے گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "فضل کریم تھل میں بوٹا لگاؤ" آپ نے یہ خواب سیٹھی صاحب کو بیان کیا تو انہوں نے یہ تعبیر وتاویل فرمائی کہ سرزمین ہزارہ حفاظ وقراء کے فقدان کی وجہ سے تھل کی طرح ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو یہاں قرآن مجید کا مثمر بوٹا لگانے کا حکم فرمایا ہے اور سیٹھی صاحب مولانا محمد اسحاق خطیب ومفتی ضلع ہزارہ سے ملے اور ان کے سامنے صورتِ حال رکھی، انہوں نے خوشی سے اسی وقت چندہ جمع کر کے حضرت قاری صاحب سے مدرسہ کا افتتاح کروایا۔ قاری صاحب نے اپنے ایک شاگرد سے جو حرمین شریفین کے سفر کے لیے روانہ ہو رہے تھے فرمایا:

"اگر یہاں پاکستان میں رہ کر وہاں یعنی حرمین شریفین کی یاد رہے تو ثواب ملے گا اور اگر وہاں رہ کر پاکستان کو ترجیح دو تو جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

23 جون 1970ء صبح گیارہ بجکر پندرہ منٹ پر انتقال ہوا۔ وصیت کے مطابق حافظ قاری محمد رفیع صاحب مہتمم مدرسہ تجوید القرآن نے نماز جنازہ پڑھائی اور اور جیا موسیٰ کے قدیم قبرستان میں سپرد خاک کیے گئے۔

حضرت قاری صاحب نے دو نکاح کیے پہلی اہلیہ وفات پا گئی تھیں اور ان سے کوئی اولاد نہ تھی، دوسرے نکاح سے تین بچے ہوئے، ایک لڑکا حافظ قاری افضال الحق اور دو لڑکیاں۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں "سوانح حضرت قاری فضل کریم" مصنفہ بریگیڈیئر (ر) قاری فیوض الرحمٰن)

10 حضرت مولانا عبدالعزیز فیض پوری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا عبدالعزیز بن مولانا محمد حسن 1892ء میں فیض پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد نے اپنے شیخ عبدالعزیز لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر آپ کا نام رکھا۔ اپنے والد سے ہی علوم اسلامیہ حاصل کیے۔ پھر 1911ء میں حکیم حاجی احمد علی قصوری سے طب کی تعلیم پائی پھر واپس قصور آ گئے آپ کے والد نے حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر اپنی اولاد و خاندان کو بھی ترغیب دی چنانچہ حضرت مولانا عبدالعزیز بھی حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے۔ حضرت کی آپکے والد اور آپ پر بہت توجہ تھی۔ میاں شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا علماء دیوبند سے گہرا ربط تھا۔ اور نماز کے وقت حضرت مولانا عبدالعزیز کو امامت کے لیے فرماتے۔ 1929ء میں حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط بھیجا اور ان سے حاضری اور بیعت کی اجازت طلب کی لیکن موقع نہ ملا تو آپ نے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا تعلق قائم کیا اس کے بعد حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ سے گہرا تعلق قائم ہو گیا اور اجازت وخلافت سے نوازے گئے۔

آپ نے چودہ بار حج کا مبارک سفر فرمایا۔ حاکم سعودیہ ملک عبدالعزیز نے آپ کی دعوت فرمائی۔ وہاں علماء حرمین شریفین سے ملاقات اور مدارس دینیہ کا دورہ بھی کیا۔ 1930ء میں آپ کو مدرسہ علوم شرعیہ مدینہ منورہ کے استاذ حدیث مولانا رشید احمد نے اجازت حدیث عطا فرمائی۔ وہاں بالخصوص معلم ہاشم سلیمان اور زین العابدین سے بہت اچھے تعلقات قائم ہوئے۔ آپ نے 1952ء میں قصبہ پولی شاہ میں مسجد نعمانی تعمیر کروائی۔ آپ کے والد نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے قادیانیت کے خلاف کام کیا۔ اور اپنی اولاد کی بھی تربیت کی چنانچہ

حضرت مولانا عبدالعزیز نے 1935ء میں علماء کی جماعت کے ساتھ قادیان کی طرف سفر کیا۔ آپ کے ہمراہ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات بھی تھے۔ آپ نے ایک جماعت ''انجمن تبلیغ الاسلام'' کی بنیاد رکھی جس کے تحت اکابر علماء کے بیانات کروائے جاتے تھے۔ آپ نے مختلف شہروں کے اسفار بھی کیے جن میں سرہند، دہلی، دیوبند، سہارنپور وغیرہ شامل ہیں اسی طرح صوبہ پنجاب اور سندھ میں تبلیغی اسفار کیے۔

آپ کو عربی، فارسی، اردو اور پنجابی کلام (اشعار) پر بھی عبور تھا۔ آپ نے قصیدہ رباعیہ بھی لکھا۔ آپ دراز قد اور گھنی داڑھی والے تھے۔ آپ کا انتقال ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ بمطابق 14 جولائی 1974ء کو صبح کی اذان کے وقت تقریباً 82 سال کی عمر میں ہوا۔ بعد ظہر نماز جنازہ ادا کی گئی اور پولی شاہ قبرستان میں تدفین ہوئی۔ آپ نے دو نکاح فرمائے، پہلی زوجہ سے چھ بچے ہوئے جو چھوٹی عمر میں ہی وفات پا گئے۔ دوسری زوجہ سے بھی چھ بچے ہوئے جن میں پانچ وفات پا گئے تھے صرف ایک بیٹا حسین احمد حیات رہے جن سے سلسلہ اولاد جاری ہوا۔ (پی ایچ ڈی مقالہ مولانا محمد حسن فیض پوری رحمۃ اللہ علیہ از مولانا محمد الیاس فیصل، صفحہ 76)

⓫ حضرت مولانا عبدالقادر فیض پوری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا عبدالقادر بن مولانا محمد حسن کی پیدائش 1909ء میں فیض پور میں ہوئی۔ آپ کا نام آپ کے والد صاحب نے اپنے شیخ کے والد عبدالقادر لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر رکھا۔ آپ نے اپنے والد سے علوم اسلامیہ کی تعلیم حاصل کی اور اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا عبدالعزیز فیض پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سرکاری سکول میں ملازم رہے۔ آپ ایک دینی مدرسہ کے مہتمم بنائے گئے پھر ساری عمر وہیں خدمات سرانجام دیں آپ نے اپنے والد اور بڑے بھائی کی

ترغیب پر میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی ان کی وفات کے بعد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا۔ اور خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔

آپ نے چار بار حج کا سفر فرمایا۔ آپ نے 1935ء میں قادیان میں ایک اجتماع کے لیے سفر کیا۔ اس کے علاوہ سرہند، دہلی، دیوبند کی طرف بھی سفر کیا۔ سکول میں ہیڈ ماسٹر کے عہدے پر فائز تھے۔ اسی دوران مدرسہ تعلیم الاسلام قائم کیا۔ جس سے سینکڑوں حفاظ تیار ہوئے۔ آپ نے اردو، فارسی، پنجابی میں شاعرانہ کلام بھی کہا۔ آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام لاہور میں اپنے بیٹے مولانا عبدالشکور کے ہاں گزارے، اور کوٹ عبدالمالک میں ۱۹ شوال ۱۴۰۷ھ بمطابق 20 نومبر 1988ء کو 79 سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اور پولی شاہ قبرستان میں سپردِ خاک کیے گئے۔

آپ کا نکاح چونیاں کے عالم صالح یار محمد صاحب کی صاحبزادی سے ہوا جس سے چھ بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں: (1) عبدالشکور (2) عبداللطیف (3) محمود حسن (4) محمد ادریس (5) عبدالحفیظ (6) مسعود حسن۔

(پی ایچ ڈی مقالہ مولانا محمد حسن فیض پوری رحمۃ اللہ علیہ از مولانا محمد الیاس فیصل، صفحہ 84)

(حضرت والد محترم رحمۃ اللہ علیہ نے دادا جان کے خلفاء کی جو فہرست لکھوائی تھی اس میں مولانا عبدالقادر فیض پوری کا نام شامل نہیں ہے ان کے بیٹے مولانا عبدالشکور کی نشاندہی پر نام شامل کر دیا ہے۔ از محمد راشد انوری)

⑫ حضرت مولانا عبدالکریم مظاہری رحمۃ اللہ علیہ (شاہ پور صدر):

مولانا عبدالکریم بن مولانا فتح محمد نے مولانا محمد بخش صاحب سے جھاوریاں میں کچھ عرصہ پڑھا، قیامِ پاکستان سے پہلے آپ نے مظاہر العلوم

سہارنپور میں تعلیم حاصل کی اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سے سند تکمیل حاصل کی۔ مولانا گل شیر اٹک والے، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق رہا، یہ حضرات شاہ پور بھی تشریف لاتے تھے، حضرت صوفی عبدالحمید کی کوٹھی پر لاہور میں حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی ساتھ صوفی نور محمد جلپانہ والے بھی تھے۔ پھر حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق قائم ہو گیا حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ بھی شاہ پور تشریف لے جاتے تھے۔ پھر حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے۔ ابتداء میں آپ نے غوثیہ مسجد شاہ پور صدر میں خطابت فرمائی پھر جامع مسجد مہاجرین بنوائی اور چالیس سال وہاں خطابت فرمائی پھر اپنی ذاتی جگہ پر جامع مسجد شاہ خالد تعمیر کی ساتھ ہی مدرسہ جامعہ حنفیہ کی بنیاد رکھی۔ مفتی عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ساہیوال سرگودھا اور مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ خوشاب آپ کے ساتھی تھے۔ جنازہ بھی آپ کی وصیت کے مطابق مفتی عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھایا اور تدفین بھی وصیت کے مطابق جامع مسجد شاہ خالد کے احاطہ میں ہوئی آپ نے زکوٰۃ وعشر کے مسائل پر اور کچھ اور کتب بھی تحریر کی تھیں جواَب محفوظ نہیں۔ یہ کتب صدر محمد ضیاء الحق کو بھی پیش کی تھیں۔ جب پہلی بار حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو آپ سے اولاد کا پوچھا جس پر آپ نے نفی میں جواب دیا اور عرض کیا کہ دعا فرمائیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دُعا فرمائی۔ جب اگلی بار تشریف لائے تو پھر دریافت فرمایا تو آپ نے بیٹے کی خوشخبری سنائی پوچھا کیا نام رکھا فرمایا مسعود الرحمٰن شعلۂ بیان قاری القرآن۔ حضرت شاہ جی ہنسنے لگے کہ یہ تو چھوٹا سا نام ہے آپ پوری سورۂ رحمٰن ملا لیتے۔ حضرت مفتی محمود صاحب سے بھی بڑا تعلق تھا۔ وہ بھی آپ کے ہاں شاہ پور تشریف لاتے۔ مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بادشاہی مسجد کی خطابت کی پیشکش کی لیکن آپ نے شاہ پور ہی رہنا پسند فرمایا۔

18 اپریل 1984ء کو انتقال ہوا۔ پانچ بیٹے: (1) مسعود الرحمٰن (2) فاروق الرحمٰن (3) قاری انور محمود عابد (4) ارشد محمود (5) نعیم احمد اور تین بیٹیاں ہیں۔

اپنے ایک بیٹے کا نام حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے انور رکھا۔ حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن نے بتایا کہ آپ اکثر حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے علاقے میں لے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اسی طرح انہوں نے کچھ لوگوں کو بیعت کروانے کا عرض کیا تو والد صاحب نے فرمایا میں بیماری اور تکلیف میں ہوں آپ بیعت کرلیں۔ انہوں نے عرض کی کہ کس طرح بیعت کروں آپ مجھے لکھ کر بھیج دیں چنانچہ والد صاحب نے بیعت کے الفاظ وطریقہ خط میں لکھ کر بھیج دیا۔

13 حضرت حافظ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (ٹوبہ ٹیک سنگھ):

قیام پاکستان سے قبل مولانا محمد ابراھیم رحمۃ اللہ علیہ (میاں چنوں) کے پاس حفظ قرآن مکمل کیا۔ دینی علوم علی گڑھ مدرسہ میں مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے۔ جامعہ مدنیہ شور کوٹ کینٹ کے بانی مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ آپ نے 1952ء میں چک نمبر 306 گ ب ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مدرسہ اسلامیہ قادریہ قائم کیا جس کی بنیاد حضرت مولانا نیاز احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ (تلمبہ) خلیفہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی۔ حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے فیصل آباد میں بیعت ہوئے۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے عملیات اور بیعت کی اجازت عنایت فرمائی۔ بعد میں حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور خلافت سے نوازے گئے۔ حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ والد صاحب کے پاس بکثرت آتے تھے بہت سادہ مزاج آدمی تھے۔ جو ذکر اذکار دیئے تھے وہ انہوں نے خوب کیے ایک دفعہ عرض کیا کہ

حضرت آپ نے جو ذکر سکھایا تھا وہ میں نے پورا کرلیا ہے مزید سبق عنایت کریں، وہ چلنے کے ساتھ اپنا ذکر پورا کرتے تھے حضرت والد صاحب نے میرے سامنے ان کو ذکر کا یہ طریقہ سکھلایا تھا لیکن اس کے باوجود جب میں ان کے پاس حاضر ہوا اور میرے پوچھنے پر آپ نے طریقہ ذکر عملی طور پر کر کے دکھایا۔ یعنی ایک قدم کے ساتھ لا الٰہ اور دوسرے قدم کے ساتھ الا اللہ۔ 85 سال کی عمر میں 6 جنوری 2010ء میں انتقال ہوا اور چک 306 گ ب میں ہی تدفین ہوئی۔ آپ کے بیٹے مولانا عبدالقدوس فاضل جامعہ ربانیہ اور پوتے مولانا محمود الحسن فاضل خیرالمدارس مدرسہ کا نظام چلا رہے ہیں۔

ہم عصر علماء ومشائخ

1۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جزیزہ مالٹا کی قید سے رہا ہوکر ہندواپس تشریف لائے تو جید علماء ومشائخ آپ کی زیارت وملاقات کے لیے حاضر ہونے لگے، اس موقع پر حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"علماء اور صلحاء حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے پروانہ وار آرہے تھے، اس متبرک مجمع کو شام کا کھانا کھلانا اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خدمت کرنا ہمیں بھی نصیب ہوتا تھا۔" (انوارِ انوری جدید ص18)

حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے خطوط بھی ہیں جن میں سے چند "مکتوبات بزرگاں" میں شائع ہوئے تھے۔

2۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ دو مرتبہ حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں فیصل آباد تشریف لائے اور دونوں مرتبہ ملاقات کے لیے حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے گھر تشریف لائے، ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد میں کسی جگہ حضرت شیخ سے ملاقات کے لیے گئے تو حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کل آپ کے والد صاحب سے ملاقات کے لیے حاضر ہوں گا اور نیاز حاصل کرتے ہوئے جاؤں گا، مولانا احسان الحق صاحب رائے ونڈ والے بھی ہمراہ تھے۔ (خاندانی روایت)

3۔ حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے داماد تھے، انوار الباری

ج2 ص436 میں لکھتے ہیں کہ

''حضرت مولانا انوری صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام لائل پور'' حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ ارشد، حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض وکمالات روحانی سے مستفید اور مستنیر اور نہایت محقق متبحر عالم ہیں۔''

4۔حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی المعروف علی میاں رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کی مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (بانی تحریکِ دعوت وتبلیغ) کے ہمراہ سہارنپور آئے ہوئے تھے۔حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی اس مجلس میں حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کی مبتدعین کے متعلق مدلل گفتگو سن کر مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ کا بھی خصوصی تعلق ہوگیا۔ایک مرتبہ رائے پور آئے اور مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:''میں نے سہارنپور میں تیرا سن لیا تھا (یعنی آپ آئے ہوئے ہیں) اس لیے میں بھی حاضر ہوگیا'' ایک مرتبہ لکھنؤ لے گئے اور بہت احترام فرمایا۔(خلفاء مجازین ص11)

5۔حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''ہمارے حضرت انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور خوب معتقد ہیں اور حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے عشاق میں سے ہیں۔لکھنؤ کے سفر میں احقر کی بہت خدمت کی، بہت شرمندہ ہوں کہ میرے جیسا ایک عام آدمی مولانا کی خدمت دیکھ کر اپنے دِل میں سلف کی یاد تازہ محسوس کرتا ہے۔ایک دفعہ رائے پور میں فرمانے

لگے: ''حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کن سے مجاز تھے؟ (پھر حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سن کر) فرمانے لگے ''اب تسلی ہوگئی۔'' (خلفاء مجازین ص 12)

6۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ سلیم پوری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سابق امیر مجلس تحفظِ ختم نبوت حضرت مولانا خواجہ خان محمد کندیاں شریف کے پیرومرشد ہیں 1934ء میں اپنے شیخ حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان صاحب کے ساتھ سلیم پور تشریف لائے تو حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ملاقات کا پیغام ملا۔ آپ چند ساتھیوں سمیت حاضر ہوئے، حضرت مولانا عبداللہ نے تعارف کروایا کہ یہ حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا خادم اور میرا استاذ ہے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کندیاں والے اٹھ کر معانقہ کر کے ملے، حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب تو بار بار ملتے رہے، ڈھڈیاں شریف جب حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو وہاں بھی حاضر ہوتے، حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی کندیاں شریف تشریف لے جاتے۔ (انوارِ انوری جدید، ص 156)

7۔ امیرِ شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ تو میرے ساتھ حقیقی بھائیوں کی طرح ملتے تھے بلکہ میرا بڑا ادب کرتے تھے۔ (خلفاء مجازین ص 130 جدید) نومبر 1959ء لاہور میں حاجی متین احمد کی کوٹھی پر حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ نے ختمِ نبوت کے متعلق حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر نقل کی۔ تقریر کے بعد حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اس کو قلم بند کرو۔'' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور بڑے غور سے سن رہے تھے، بہت ہی اصرار کیا کہ اسے ضرور قلم بند کرو ورنہ میں آپ کے دروازے پر بیٹھ جاؤں گا۔ (انوارِ انوری جدید، ص 123)

8۔ حضرت مفتی سید عبد الشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مفتی سید عبد الشکور ترمذی کے جانشین صاحبزادہ حضرت مفتی سید عبد القدوس ترمذی کی تحریر سے ایک اقتباس:

احقر ناکارہ نے اپنے بچپن میں دیگر اکابر ومشائخ اور بزرگوں کے مبارک تذکرہ کے ساتھ اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کا تذکرہ بھی سنا، حضرت والد صاحب جامعہ حقانیہ میں آپ کی تشریف آوری اور اکابر سے آپ کے والہانہ تعلق اور آپ رسائل ومضامین کا تذکرہ بھی گاہے گاہے فرماتے رہتے تھے۔ احقر کے جدامجد حضرت مفتی عبد الکریم گمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کے سند یافتہ حضرت شیخ المحدثین مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس سرہ کے تلمیذ رشید اور حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ کی خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون کے مفتی، حضرت کے معتمد علیہ اور خاص اصحاب میں سے تھے اس لیے حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ ان سے خوب واقف تھے اور اسی نسبت سے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی آپ خصوصی شفقت فرماتے تھے...... حضرت مولانا عبد الکریم مظاہری رحمۃ اللہ علیہ خطیب جامع مسجد مہاجرین شاہ پور صدر حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور ان سے بیعت تھے...... حضرت والد صاحب سے خاص تعلق تھا اپنے بہت سے معاملات میں بذریعہ مکاتبت بھی مشاورت فرماتے رہتے تھے، انہی کے ہمراہ ایک مرتبہ جامعہ حقانیہ میں قدم رنجہ فرمایا...... حضرت والد صاحب فرماتے تھے کہ جب حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ جامعہ میں تشریف لائے تو مجھے کام میں مشغول دیکھ کر اور جامعہ کی عمارت کو ملاحظہ فرما کر بے حد خوش ہوئے، فرمانے لگے کہ میرے ذہن میں تو یہی خیال تھا کہ عبد الشکور تنہا ایک کچے کمرے میں کسمپرسی کے عالم میں پڑا ہوگا کیونکہ قصبہ ساہیوال ایک پسماندہ علاقہ ہے لیکن جب تمہیں ایسی شان شوکت میں دیکھا

اور مدرسہ کی عمارت بھی عمدہ نظر آئی اور ساتھ ہی تعلیم کا ماحول دیکھا تو دل باغ باغ ہو گیا، حضرت نے بڑی دعائیں دیں...... حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر آپ کی تشریف آوری کا واقعہ اور یہاں آ کر آپ کی فرحت و سرور کی کیفیت کا ذکر فرماتے اور ساتھ ہی آپ کی تحریر مبارک کا یہ جملہ ''ماشاء اللہ مدرسہ میں داخل ہوتے ہی یوں محسوس ہوا کہ باغ رضوان میں داخلہ ہو گیا ہے'' بڑے زوردار اور والہانہ انداز میں ذکر فرماتے تھے۔

9۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر حضرت مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے تاثرات:

''افسوس ہے کہ اہل اللہ کے قافلے عالمِ آخرت کی طرف جارہے رہیں اور دنیا ان کے انوار و برکات سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ مطابق 22 جنوری 1970ء کو حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کا لائل پور میں تقریباً ستر سال کی عمر میں وصال ہوا، مرحوم ہمارے دور کے جید عالم اور صاحب سلسلہ بزرگ تھے، جس سال حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی مالٹا سے واپسی ہوئی اسی سال مرحوم دورہ حدیث کیلئے دار العلوم دیوبند حاضر ہوئے۔ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ خلف الرشید حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث پڑھی، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے، آپ کے بعد حضرت اقدس مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے

بیعت کی اور خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خاص شغف وتعلق تھا اس لیے ''انوری'' کہلاتے تھے۔ بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے، بہت سے لوگ آپ کی تعلیم وتربیت سے مستفیض ہوئے۔

فرحمه الله رحمة واسعة، اللهم اكرم نزله ووسع مدخله،وابدله دارا خيرا من داره واهلا خيرا من اهله وتقبل حسناته وارفع درجاته۔ (بصائر وعبر ص470)

1962ء میں جب حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے عمرہ پر تشریف لے جانے کے لیے آٹھ روز کراچی میں قیام فرمایا تو مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ روزانہ بعد عصر آپ سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے رہے۔

10۔حضرت مولانا محمد سعید احمد حصاروی رحمۃ اللہ علیہ (ڈونگہ بونگہ):

حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے اجلۂ خلفاء میں سے ہیں، آپ حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا کرتے تھے کہ تو جب حضرت مفتی فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا کرتا تھا، میں اس وقت رائے پور میں پڑھتا تھا اور تجھے چھوڑنے جایا کرتا تھا اور فرماتے جب تو ذکر کرتا ہے تو ایک نور محسوس ہوتا ہے اور جب کہ میں ذکر تیرے پاس بیٹھ کر کرتا ہوں تو عجیب کیفیت محسوس کرتا ہوں۔ جب حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ ڈونگہ بونگہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے جاتے تو بہت محبت اور اکرام فرماتے۔ ہر وقت حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے رہتے۔ اپنے مریدوں کو کہتے ان سے استفادہ کرو اور فرماتے:

''تیرے آنے سے ہمارا گھر نورانی ہوگیا۔'' (خلفاء مجازین ص4)

11۔حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ (لاہور):

آپ کا حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے کم عمر خلفاء میں شمار ہوتا ہے، آپ کے والد محترم جب لائل پور مقیم تھے تو آپ زمانہ طالب علمی میں حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کے بعد شروع میں کثرت سے حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے، کتابت خاندانی وموروثی وصف تھا پھر اسی سلسلہ میں لاہور منتقل ہو گئے، پھر حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں گاہے گاہے آتے رہے، آپ نے حضرت مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادہ حضرت مولانا ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سعید الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادوں مولانا رشید الرحمٰن انوری اور مولانا جلیل الرحمٰن انوری اور حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے تین نواسوں (ابن حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ) مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور مولانا منیب الرحمٰن لدھیانوی اور مولانا قاری احمد سعید صاحب ڈھڈیاں شریف (ابن حضرت مولانا عبدالجلیل قادری رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ) کو خلافت واجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص وخلیفہ جناب رضوان نفیس صاحب بتاتے ہیں کہ ”حضرت شاہ صاحب حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کو اپنا محبوب ترین خاندان سمجھتے تھے“ (بروایت محمد راشد انوری) اس کے علاوہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اجلۂ خلفاء سے بہت تعلق رہا، دیگر ہمعصر مشاہیر علماء میں سے چند نام یہ ہیں:

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا مفتی محمد یونس مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ اٹک،

حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ جامعہ خیر المدارس ملتان، حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد امین رحمۃ اللہ علیہ (جڑانوالہ)، حضرت مولانا مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مجاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ۔

منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پیرِ طریقت حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ گرامی

مولوی عنایت اللہ صاحب بخاری کا یہ عقیدہ بالکل غلط ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدن مبارک بغیر روح کے قبر مبارک میں ہے۔ میرا عقیدہ وہی ہے جو ہمارے حضرات دیوبند کا ہے اور یہی صحیح مسلک ہے۔ (۱)

مولانا غلام اللہ خان اور مولوی عنایت اللہ صاحبان نے آج کل جو مشغلہ اختیار کر رکھا ہے اس سلسلہ میں مولوی عنایت اللہ شاہ صاحب 27 ستمبر 1958ء کی شام کو حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کوٹھی نمبر 41 ایمپرس روڈ لاہور مع اپنے چند ساتھیوں کے آئے اور آتے ہی حیاتِ انبیاء کرام علیہم السلام کا مسئلہ چھیڑ دیا اور اکابر دیوبند کے مسلک کی تردید شروع کر دی، کچھ حوالہ جات پیش کرتے رہے۔ حاضرین میں سے بعض علماء نے ان کی تردید کی، مولوی عنایت اللہ صاحب نے فیض الباری کی عبارت پیش کی، حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء نے ٹوکا کہ آپ خلط مبحث کرتے ہیں، فیض الباری کی عبارت کا مطلب تو یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں ارواح انبیاء علیہم السلام اعمالِ طیبات میں مشغول رہتی ہیں بعینہٖ اسی شان سے قبر میں بھی اعمالِ طیبات میں مشغول رہتی ہیں، نہ دنیا میں تعطل ہوا، نہ قبور میں، اور یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں روح مع الجسد کام کرتی رہی قبور میں بھی روح مع الجسد کام کرتی ہے، نیز حضرت مولانا

---

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے۔ (المہند ص 32)

سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہ جو حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو روح مبارک لوٹا دی جاتی ہے، اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ روح کا جو استغراق اللہ تعالیٰ کے دربار کی طرف تھا، سلام کے وقت اس کو ہٹا کر سلام کا جواب دینے کی طرف روح کو متوجہ فرما دیا جاتا ہے، روح دونوں حالتوں میں بدن میں موجود رہتی ہے۔''[۱] مولوی عنایت اللہ صاحب اس کا جواب نہ دے سکے۔''

پھر مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ 92 میں فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں؛ اسی لیے فقہائے کرام نے قبر شریف پر سلام عرض کرتے وقت شفاعت کا سوال کرنے کو لکھا ہے۔[۲]

اگر مولوی عنایت اللہ صاحب کی طرح یہ مان لیا جائے کہ بدن کا روح سے کوئی تعلق نہیں، روح آسمان پر ہے اور بدن قبر میں بغیر روح کے رکھا ہے تو سلام اور سوالِ شفاعت بے معنی ہے اور حضرت انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ انوار المحمود میں فرماتے ہیں کہ جمعہ کے روز دُرود بلا واسطہ پہنچتا ہے اور عام حالات میں ملائکہ

---

(۱) رواہ ابوداؤد فی ردّ روحہ حین یسلّم علیہ لیس معناہ انہ یُردّ روحہ ای انّہ یحیٰی فی قبرہ بل توجّہ من ذالک الی ھذا الجانب فھو حیّ فی کلتا الحالتین۔ (ج 2 ص 65)

ابوداؤد کی روایت میں سلام کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح لوٹنے کا جو ذکر ہے اس کا یہ معنی نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح اس طرح لوٹائی جاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی قبر میں زندہ کیا جائے، اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سلام کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ زندہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں حالتوں میں ہیں (یعنی درود شریف پیش ہونے کے وقت بھی اور اس سے پہلے بھی)۔

(۲) فتاویٰ عالمگیری ج 1 ص 292، الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ج 1 ص 641، وفاء الوفا، ج 4 ص 197

پہنچاتے ہیں نیز یہ کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حیاتِ انبیاء جسمانی ہے۔اس کا جواب بھی مولوی عنایت اللہ صاحب نہ دے سکے۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ وہ شور مچاتے تھے جس سے تنگ آ کر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا خدا بخش ملتانی رحمۃ اللہ علیہ مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔مولوی عنایت اللہ صاحب اِدھر اُدھر کی غیر متعلقہ عبارات پڑھتے جاتے تھے جن کا اصل مسئلہ سے کوئی تعلق نہ تھا مثلاً خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدن مبارک حقیقت میں خواب دیکھنے والے کے پاس نہیں آتا۔اسکے متعلق حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ تو ٹھیک ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روضۂ اقدس میں زندہ ہیں لیکن مولوی عنایت اللہ صاحب حضرت کی آواز لوگوں کو سننے ہی نہیں دیتے تھے، اپنی خوب سناتے تھے، جب ان کو کہا گیا:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۔ (سورۃ الزمر:30)

یہ آیت مکّی ہے تو کیا آپ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کفار کے برابر ہوئی ؟ تو ان کو اقرار کرنا پڑا کہ بھلا ایک رسولِ برحق کی موت کفار کی طرح کیسے ہوسکتی ہے؟ پھر وہ جلدی اٹھ کر چلے گئے حالانکہ نمازِ مغرب کا وقت بالکل قریب تھا۔

28رستمبر 1958ء بعد نمازِ فجر حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور فرمایا کہ کل شام جو کچھ وہ حضرات فرمارہے تھے ہمیں تو سمجھ آیا نہیں، اب وقت کافی ہے آپ تفصیل سے ہمارے حضرات اکابر کا مسلک واضح فرمائیں تو مولانا موصوف نے اپنے اکابر حضرات مثلاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت نواب قطب الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر کی عبارات پڑھ کر تشریحات مجمع عام میں جو تقریباً دو سو سے زیادہ حضرات ہوں گے، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے عرض کیں۔ نیز حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی مرقات کی عبارات و حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ و علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ، شارح جامع صغیر سیوطی کی عبارات و نیز ''نبراس'' شرح شرح عقائد عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ اور زاد المعاد علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اور احیاء العلوم امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ و شفاء السقام حضرت محدّث تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات پیش کیں کہ یہ سب حضرات حیات انبیاء علیہم السلام جسمانی مانتے ہیں۔ [1]

اور احادیث عرض صلوٰۃ بھی پڑھ کر سنائیں، پھر یہ عرض کیا کہ یہ حضرات (مولوی عنایت اللہ صاحب اور ان کے ہمنوا) یہ کہتے ہیں کہ فقط جسد اطہر بلا روح روضۂ اقدس میں موجود ہے، اس کو یہ حضرات حیاتِ برزخی سے تعبیر کرتے ہیں اور روحانی اس معنی میں مانتے ہیں کہ روح زندہ ہے۔

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ بڑی توجہ سے سنتے رہے، پھر فرمایا یہ تو بالکل غلط ہے جو یہ حضرات کہتے ہیں بلکہ روح مع البدن روضۂ اقدس میں زندہ ہے، ایسے ہی دیگر انبیاء علیہم السلام۔ [2]

---

(۱) ان اکابر کی کتب کی حوالہ جات کیلئے دیکھیں ''مقامِ حیات'' حضرت علامہ خالد محمود پی ایچ ڈی لندن، علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یُرید بقولہ الانبیاء احیاء مجموع الاشخاص لَا الْاَرواح فقط (تحیۃ السلام: ص36)

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اس کا مطلب فقط یہ نہیں کہ ان کی ارواح زندہ ہیں بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اشخاص الانبیاء (روح وبدن) کے مجموعہ کے ساتھ زندہ ہیں۔

عرض کیا کہ :"اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَآءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ" کا مطلب ہمارے اکابر بزرگانِ دیوبند و دیگر محققین یہ لیتے ہیں کہ جس طرح دنیا میں اعمالِ طیبات سے کسی وقت تعطل نہیں ہوا بالکل اسی طرح قبور میں بھی اعمالِ طیبہ سے انبیاء کرام علیہم السلام کو تعطل نہیں ہے، دائماً ترقی ہوتی رہتی ہے، یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں روح مع الجسد ہی اعمالِ طیبہ کرتی رہی، بالکل یہی شان قبور میں ہے۔ (۱)

حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہی صحیح مسلک ہے جو ہمارے حضرات دیوبند کا ہے۔

یہ عرض کیا گیا ہے، یہ حضرات (توحیدی) روضۂ اقدس پر حاضری اور وہاں طلبِ شفاعت اور صلوٰۃ وسلام کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> ''توبہ توبہ! یہ تو نجدی بھی نہیں کہتے، نجدیوں کو بھی ہم نے دیکھا ہے، وہ الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ مواجہہ شریفہ پر حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔
>
> الحمد للہ! سب سامعین کی پوری پوری تشفی ہوگئی اور حضرت نے پھر فرمایا: ''عقیدہ وہی صحیح ہے جو اکابر دیوبند فرماتے ہیں'' (۲)

---

(۱) حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قوله فنَبِیُّ اللهِ حَیٌّ یُرزق واَحیاءٌ فی قبورھم یصلُّون تسرد فی ذکر الحیٰوۃ افعالها لا اصلها فإنّ اجسادھم حرّمت علی الارض۔" (تحیة الاسلام ص 36)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے، اسے رزق بھی ملتا ہے اور یہ کہ انبیا کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں، یہ احادیث صرف حیات کا بیان نہیں کرتیں بلکہ افعالِ حیات بھی ثابت کرتی ہیں، یقیناً انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مطہرہ مٹی پر حرام کر دیئے گئے ہیں۔

(۲) کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں بتعلق روح زندہ ہیں، اس کے ساتھ ساتھ عام مردے سے بھی جب سوال وجواب ہوتا ہے تو وہ بھی بتعلق روح مع الجسم ہوتا ہے جیسا کہ علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ثم السوال عندی یکون بالجسد مع الروح" (فیض الباری ج 4 ص 178)

اور فرمایا: ''بھائی! ہم تو اپنے بزرگوں کے تابع ہیں۔''

اس وقت مجلس میں بہت سے علماء مثلاً حضرت مولانا عبدالوحید رحمۃ اللہ علیہ خواہرزادہ، حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سرگودھا، مولانا حافظ اللہ داد، رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد ابراہیم، رحمۃ اللہ علیہ ڈاکٹر محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ اوکاڑہ، حاجی محمد اسمٰعیل لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبداللہ دھرم کوٹی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، پیر جی عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ولی محمد تلونی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر متعدد حضرات موجود تھے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

نوٹ: حضرت رائے پوری کا یہ ''ارشاد گرامی'' پہلی 29 ستمبر 1958ء کو جناب حکیم محمد نذیر رحمۃ اللہ علیہ نے شائع کیا تھا۔ افادہ عام کے لیے اسے دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔

(حکیم صاحب کا تعلق ریاست کپورتھلہ سے تھا، آپ کی ساری تربیت حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی تھی۔ آپ فیکٹری بڑا دواخانہ لائل پور کے انچارج تھے۔ حکیم صاحب حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کو ''اباجی'' کہا کرتے تھے اور حضرت بھی ان سے بیٹوں کی طرح محبت کرتے تھے۔ آپ کی شادی بھی حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے ہی کروائی تھی۔ حضرت خود نکاح کے لیے کمالیہ تشریف لے گئے تھے۔ آپ کے سسر مُلا برکت اللہ، حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مریدوں میں سے تھے، 2006ء میں حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ حکیم صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے تو احقر (مؤلف) بھی ہمراہ تھا، حضرت نے انہیں کتاب ''انوار الوظائف'' پیش کی جس پر انہوں نے بتایا کہ ''الحزب الاعظم'' اور ''دلائل

الخیرات'' کا معمول اباجی (حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ) کی اجازت سے اسی وقت سے ہے اور پھر انہوں نے حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کا ''الحزب الاعظم'' کا ذاتی نسخہ دکھایا جو حضرت نے انہیں عنایت کیا تھا۔ 14 دسمبر 2012ء بروز جمعۃ المبارک کو انتقال ہوا اور سوساں والے قبرستان مدینہ ٹاؤن میں تدفین ہوئی۔ عینی شاہدین کے مطابق وفات کے بعد آپ کا چہرہ بالکل حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ہو گیا تھا)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

پیر و مرشد حضرت والا دام ظلہم بعد آداب وسلام کے عرض ہے کہ اس علاقے میں افواہ پھیل رہی ہے کہ حضرت اقدس مدظلہٗ مولوی غلام اللہ خاں صاحب وسید عنایت اللہ شاہ صاحب کے ہم عقیدہ ہو گئے ہیں جیسے کہ رسالہ تعلیم القرآن راولپنڈی میں مولوی غلام اللہ خاں صاحب نے اعلان بھی کر دیا اور عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان کے ساتھ ہیں، چنانچہ اس کی تحقیق کے لیے حضرت مولانا محمد صاحب لائل پوری کی خدمت میں گیا وہ لاہور تشریف لے گئے تھے۔ حضرت ہم خدام بہت پریشان ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے۔ والسلام مع الاکرام

احقر صابر علی

معرفت نیو جنٹلمین واچ کمپنی لائل پور

3۔ اکتوبر 1958ء

حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

بخدمت جناب حافظ صابر علی صاحب سلمہٗ

از احقر عبدالقادر..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط ملا خیریت وکیفیت معلوم ہوئی۔ آپ کو کسی نے غلط بتلایا۔ میں تو حضرات دیوبند کا ہی ہم عقیدہ ہوں۔ اور انہی کے ساتھ ہوں اور مولانا محمد صاحب (انوری) لائل پوری کے ساتھ ہوں جو کچھ مولانا محمد ہیں میں وہی ہوں۔ فقط والسلام

از عبدالقادر

3/ اکتوبر 1958ء

کوٹھی نمبر، 141 یمپرس روڈ نزد شملہ پہاڑی لاہور

(مکتوباتِ بزرگاں ص 11 وص 40 ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، دسمبر 1958ء)

منتخب خطوط

اکابر کے مکاتیب جو مکتوبات بزرگاں کے نام سے میرے جدّ امجد حضرت مولانا محمد انوری نوّر اللہ مرقدہٗ نے ستمبر 1966ء، جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ میں شائع کئے تھے۔

حیات انوری کے پہلے ایڈیشن میں مکمل رسالہ ''مکتوباتِ بزرگاں'' شامل کیا گیا تھا، جسے بعد میں کلیاتِ انوری جلد اوّل میں شائع کیا گیا۔ ''کلیاتِ انوری'' کا نام اب ''مجموعہ رسائل انوری'' کردیا گیا ہے جس میں یہ رسالہ مع اضافہ جات شامل کردیا گیا ہے۔

یہاں چند منتخب خطوط شامل کئے جارہے ہیں جو حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہیں۔

از محمد راشد انوری

ابن حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

نبیرہ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ

مکاتیب حضرت مولانا سید حسین مدنی رحمۃ اللہ علیہ

بنام حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

1

محترم المقام زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

والا نامہ باعثِ عزت افزائی ہوکر یاد فرمانے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب کے والد صاحب کے وصال کی خبر پڑھ کر صدمہ ہوا۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آں مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور آپ حضرات کو صبرِ جمیل عطا فرماوے۔ آمین

آپ ان کے قدم بقدم چلیں۔ اتباع شریعت کو مضبوطی سے پکڑیں، دعا خیر میں فراموش نہ فرمائیں۔ واقفین حضرات پرسان احوال کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔ والسلام

ننگِ اسلاف
حسین احمد غفرلہٗ
از دارالعلوم دیوبند ۱۹/ ۱/ ۷۱ ۱۳ھ

2

محترم المقام زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اس نازک دور میں از راہِ دینداری دارالعلوم کی امداد کے سلسلہ میں مولوی عبدالرحمٰن سفیر دارالعلوم کے ہمراہ آپ نے جو نہایت تندہی اور خوش اسلوبی

کے ساتھ کوشش فرمائی خدام دارالعلوم آپ کے بدل شکر گذار ہیں۔ حق تعالیٰ جزائے خیر دے۔ حقیقت یہ ہے اس مشکل دور میں آپ جیسے مخلص حضرات کی ہمدردانہ کوششوں سے دارالعلوم جیسے عظیم الشان ادارہ کی ضروریات پوری ہورہی ہیں۔ ادارہ اطمینان کے ساتھ علوم دینیہ کی اشاعت میں لگا ہوا ہے۔ امید ہے کہ آپ کی ہمدردیاں دارالعلوم کو آئندہ بھی حاصل رہیں گی۔ خدا کرے آپ ہمیشہ عافیت سے ہوں۔ والسلام

ننگِ اسلاف
حسین احمد غفرلہٗ
صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

مکاتیب : حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

بنام حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ

1

مخدوم ومکرم بندہ جناب مولانا محمد صاحب

از احقر عبدالقادر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

جناب کا والا نامہ رائے پور سے ہوتا ہوا ریاست رامپور موصول ہوا، احقر دہلی کئی روز رہ کر وہاں رام پوری حضرات کے تشریف لے آنے کی وجہ سے اور اصرار سے رام پور آ گیا۔ یہاں بانس بریلی اور لکھنؤ کے سفر میں مولانا ابوالحسن علی کے اصرار سے اور حکیم محمد صدیق کے اصرار سے جانا ہے۔ معلوم نہیں کتنے دن لگیں۔ دہلی پاکستان جانے کی کسی صورت کی تلاش میں جانا ہوا تھا۔ مگر پرمٹوں کی مشکلات کی وجہ سے ملتوی ہو گیا۔ جب کبھی اللہ تبارک وتعالیٰ کو منظور ہوگا ہو جائے گا۔ جناب کی خیریت وکیفیت خط سے معلوم ہو کر بہت ہی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ جناب کو بڑے درجے عطا فرمائے۔ اور ہم پسماندگان کو بھی جناب کی برکت سے آپ کی کیفیت اوراد وتعلیم سے بہت جی خوش ہوا۔ میرے عزیز بھائی! احقر کو بھی اپنی ادعیہ صالحہ میں فراموش نہ فرمانا، احقر بہت محتاج ہے۔ اور آپ کیلئے دعا گو ہے۔

مولوی عبدالعزیز صاحب کا والا نامہ بھی جو اس میں رکھا تھا دیکھا۔ کیا عرض کروں جناب کے ساتھ کسی طرح بھی احقر اور احقر کا کنبہ برابری نہیں کر سکتا۔ ویسے تو اگر یہ ہو جائے تو ہم لوگوں کے لیے بڑی سعادت ہے، ویسے تو ہم لوگوں میں کوئی برابری نہیں ہے نہ ذاتاً نہ صفاتاً، بہت ہی اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہوں اور تصور کرتا ہوں یہ تکلف سے نہیں عرض کرتا، باقی عبدالجلیل کے لیے تو موجب

سعادت ہے۔ ایسی صحبت اس کو اس علاقہ میں کہاں میسر ہو سکتی ہے۔ علم اور صلاحیت کے اعتبار سے بلکہ اس کو علمی اور دینی نفع بہت کچھ اس کے لیے میں سمجھتا ہوں لیکن جناب کے والد بزرگوار اور گھر کے لوگ کس طرح راضی ہو سکتے ہیں جب کہ ہر طرح سے جناب کا خاندان ہمارے خاندان سے اونچا ہے۔ مکرر عرض ہے کہ جناب کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب کا اعلیٰ درجہ نصیب فرمائے اب احقر کو پاکستان جانے کا زیادہ شوق نہیں رہا۔ کیا تعجب ہے اللہ تعالیٰ اب آپ سے دینی سلسلہ چلائے، گھر میں بچوں کو دعا اور پیار اور ان کی والدہ کو سلام۔

چوہدری اسماعیل سنا ہے کہ وہیں ہیں۔ مولوی عبدالرحمٰن بھی وہیں ہیں مولوی عبدالغنی مولوی محمد شریف صاحب ملک واحد بخش کو بھی سلام مسنون فرمائیں۔ مکرر اسی واسطے تو شرم آتی ہے عرض کرتے ہوئے کہ پہلے جو نسبت کی تھی مولوی انیس کی جناب سے تو اس سے جناب کو تکلیف ہی پہنچی۔ اب کس منہ سے عرض کیا جائے۔ برخوردار عزیزم حافظ عزیز الرحمٰن انوری کی بیماری کا بہت فکر ہوا اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔ فقط والسلام

9/نومبر 1948ء

بخدمت شریف مولانا محمد صاحب مدّظلہ العالی

از احقر عبدالقادر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

مزاج شریف، ایک والا نامہ تین روز ہوئے سید وجاہت حسین کی معرفت شرف صدور ہوا، اس میں برخوردار عبدالرحمٰن مرحوم کے 5/مئی 1948ء کو انتقال کی خبر معلوم ہو کر بہت افسوس ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوم کی مغفرت

فرمائیں اور اپنے قرب سے نوازیں اور آپ حضرات کو صبر جمیل عطا فرمائیں، بالخصوص اس کی والدہ صاحبہ کو اور بہن بھائیوں کو صبر کی تلقین فرما دیجیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا نعم البدل عطا فرمائیں، یہ محض اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ آپ حضرات احقر سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور اپنے فضل وکرم سے نوازے۔ اور اپنی حفاظت میں رکھے۔

دیگر تمام پرسانِ حال کی خدمت میں سلام مسنون فرما دیجیے گا، حضرت مولانا فضل احمد صاحب اور دوسرے حضرات کو برخوردار کی وفات کا افسوس ہوا۔ سب دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اور بہت بہت سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔ فقط والسلام

از احقر عبدالمنان سلام مسنون اور استدعا دعا

از رائے پور

٦ رجب المرجب ١٣٦٧ھ، / 26 مئی 1948ء

مکرر عرض ہے کہ احقر کی استعداد تو جناب والا سے کم ہے کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے مگر یہ خیال ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ مل جائے۔

اس بنا پر عرض ہے کہ اگر کوئی توبہ کرنے والا ہو تو احقر کی طرف سے جناب والا کو اجازت ہے خدا کرے آپ خیر وعافیت سے ہوں۔ فقط والسلام

نیز حاجی علی محمد، ولی محمد صاحبان کی خدمت میں سلام مسنون فرما دیجیے گا۔ ان دونوں حضرات کے احقر پر بہت ہی احسانات ہیں۔ احقر سوائے دعا کے اور کیا عرض کرسکتا ہے۔ کاش یہ حضرات شروع ہی میں لائل پور چلے آتے۔ تو پریشانی سے شاید بچ جاتے۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنا فضل وکرم فرمائیں۔

مکتوب حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

بنام حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ

مخلصی جناب مولانا زید مجدھم

سلام مسنون! آپ کا خط موصول ہوا۔ آپ کی اور آپ کے گھر والوں کی بیعت منظور ہے پاس انفاس اور دوازدہ تسبیح چشتیہ جاری رکھیں۔ دو تسبیح نفی اثبات ...... چار تسبیح الا اللہ الا اللہ چھ تسبیح اللہُ اللہ صبح کی نماز کے بعد کلمہ توحید ایک تسبیح اول آخر درود شریف لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیءٍ قدیر ۔عصر کی نماز کے بعد سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ ایک تسبیح اول آخر درود شریف۔ عشاء کی نماز کے بعد درود مشہور اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی اٰل سیدنا ومولانا محمد واصحٰب سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم ۔ پاس انفاس کم ازکم دس بارہ ہزار کیا کریں۔ تاکہ جاری ہوجائے۔ زبان تالو سے لگا کر جب سانس کھینچیں تو اللہ اور جب چھوڑیں ھو کی ضرب قلب پر لگائیں۔ ناک سے سانس لینا اور چھوڑنا، پاس انفاس جنت میں بھی جاری رہے گا۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے یُلْھَمُوْنَ النَّفَسَ یہ رسالہ فصل الخطاب ہدیۃً ارسال ہے گھر میں بھی یہی تلقین کردینا۔ والسلام

محمد انور عفا اللہ عنہٗ

(یہ والا نامہ اگست 1922ء دیوبند سے ارسال فرمایا تھا)

کتبہٗ، غلام مصطفیٰ کشمیری خادم حضرت شاہ صاحب

مکتوب حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ
بنام مولانا محمد عبد الرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ، کراچی

۸۶

۱۴ صفر ۱۳۸۳ھ

محترم المقام حضرت مولانا دامت برکاتہم

سلام مسنون! عرض اینکہ والا نامہ صادر ہوکر باعث فرحت دل ہوا یہی تو اجازت ہے، مبارک ہو آپ نے اتنا اخفاء رکھا کہ میرے پاس تو ذکر فرمادیا ہوتا، اللہ تعالیٰ آپ کا فیضان زیادہ سے زیادہ فرمائے، آمین میں نے حسب ارشاد خطوط کی نقل کرائی ہیں (خطوط سے مراد حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط ہیں، ملفوظات بھی آپ ہی کے ہیں) اور ملفوظات جمع کر رہا ہوں، عنقریب ارسال کرنے والا ہوں، خطوط تو بے شمار ہیں کچھ نقل کر کے بھیج رہا ہوں، اصل میرے پاس محفوظ ہیں۔

میں تو بینات کے لیے چشم براہ ہوں ابھی تک معارف السنن بھی نہیں پہنچی وہ علاقہ بریلویت کا مرکز بن رہا ہے، آپ اگر کسی اللہ کے بندے کو توبہ کرادیا کریں تو آہستہ آہستہ یہ فضاء تو مکدر نہ ہو، بلکہ انوار آجائیں بعد نماز جمعہ یا کسی اور دن گھر میں یا مسجد میں مجلس ذکر ضرور منعقد کیا کریں کہ یہ طریق اس سلسلہ میں مؤثر ہے...... انما الاعمال بالنیات ...... خدا کرے ذاکرین کی کثرت سے فضا معمور ہوجائے۔ والسلام

محمد عفا اللہ عنہ لائل پور
سنت پورہ، مدرسہ تعلیم الاسلام

مکتوب حضرت ہیڈ ماسٹر منظور محمد رحمۃ اللہ علیہ
(خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ)
بنام حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

منظور محمد

ایم۔ بی ہائی سکول تاندلیانوالہ

25۔ اگست 1948ء

بخدمت حضرت اقدس مدّظلہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حضرت اقدس کا والا نامہ ملا۔ حضرت اقدس نے بہت مہربانی فرمائی کہ احقر کو یاد فرمایا۔ حضرت اقدس کے صاحبزادے کے انتقال کا احقر نے کسی کی زبانی سنا۔ افسوس ہوا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جناب کو صبرِ جمیل اور مرحوم کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ حضرت سیلاب کا عذاب کیا یہاں تو وہ ہورہی ہے جو کہ فرعونیوں کے ساتھ مصر میں ہورہی تھی۔ ایک عذاب ختم نہیں ہوتا تو دوسرا آتا ہے۔ حضرت! اول تو نیک ہی بہت تھوڑے ہیں اور جو نیک ہیں وہ تبلیغ نہیں کرتے۔ عذاب نہ آئے تو کیا آئے۔ احقر کے لیے اور جمیع مسلمانوں کے لیے حضرت دعا فرماتے رہا کریں۔ چوہدری .... دین صاحب کا کیا حال ہے۔ ان کی خدمت میں میرا نیازمندانہ سلام عرض کریں اور آپ کے بچوں کو پیار۔

(نوٹ: یہ مکتوب حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے عبدالرحمٰن جن کا 5/ مئی 1948ء کو انتقال ہوا تھا، ان کی تعزیت کے سلسلہ میں حضرت ماسٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا تھا)

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

بنام مفتی سید عبد الشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

(بشکریہ حضرت مفتی سید عبد القدوس ترمذی مدظلہ)

1 1950ء بمطابق ۱۳۷۰ھ میں حضرت والد صاحب نے تدریس کے لیے کسی مناسب جگہ کے لیے جہاں اپنے دوسرے بزرگوں کی خدمت میں درخواست کی اس سلسلہ میں آپ کو بھی عریضہ ارسال کیا اس کا جواب آپ نے اپنے قلم سے یوں تحریر فرمایا!

مدرسہ تعلیم الاسلام لائل پور

5/نومبر 1950ء ۲۲/محرم الحرام ۱۳۷۰ھ

مکرم مولانا زید مجدہم سلام مسنون!

والا نامہ شرف صدور ہوا، خیریت وکیفیت معلوم ہوئی، اللہ تبارک وتعالیٰ پریشانی دور فرماویں، احقر ان شاء اللہ تعالیٰ خیال رکھے گا، جگہ موزوں ملنے پر اطلاع دوں گا زیادہ کیا عرض کروں۔ والسلام مع الاکرام

محمد عفا اللہ عنہ

2 حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ شاہ پور تشریف لائے تو انہیں حضرت مولانا عبد الکریم مظاہری رحمۃ اللہ علیہ سے معلوم ہوا کہ حضرت مفتی عبد الشکور صاحب ترمذی رحمۃ اللہ علیہ مولانا غلام اللہ خان کی تفسیر ''جواہر القرآن'' کے رد میں کتاب لکھ رہے ہیں، حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے فیصل آباد پہنچ کر اس سلسلہ میں درج ذیل تفصیلی مکتوب گرامی حضرت والد ماجد کو تحریر فرمایا۔

جناب قاری صاحب زید مجدہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں تقریباً ایک سال ہو گیا بیمار ہوں اب کچھ چلنے لگا ہوں، میں شاہ پور

صدر تک سفر میں گیا تھا، مولوی عبدالکریم صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ نے غلام اللہ خان کی ''بلغۃ الحیر ان'' (ھدایۃ الحیر ان) کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے جو بہت سے علماء نے مثلاً مولانا ظفر احمد صاحب زید مجدہم، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب زید مجدہم، مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی وغیرہ نے اس کی تعریف کی ہے، وہ کتاب آنجناب ضرور پورا کریں مفید ہوگی اور اس میں حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تصریحات درج کریں۔

''ھدایۃ الشیعہ'' میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے دو تین جگہ ''آب حیات'' کی تائید کی ہے اور حضرت شاہ عبدالغنی صاحب نے ''انجاح الحاجۃ'' میں جابجا خوب لکھا ہے منجملہ اسکے ص ۱۰۷ ابن ماجہ اس حدیث کے نیچے کہ: لو کنت استقبلت من امری ما استدبرت ما غسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر نسائہ۔

حاشیہ: ای لو علمت دبرہ ما غسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر نسائہ لان عصمۃ نکاح النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتنقطع بالموت کما روی البخاری عن عمار بن یاسر انہ قال فی عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا زوجتہ فی الدنیا والآخرۃ فاذا کان الامر کذٰلک فغسل من یحل نظرہ الیٰ عورۃ المیت اولیٰ من غسل غیرہ لانہ ربما ینکشف من عورۃ المیت مع التسترشئ فلھٰذا غسل علی فاطمۃ رضی اللہ عنہا لانہا کانت زوجتہ فی الدنیا والآخرۃ وبھٰذا تمسک الشافعی ...الخ۔

اور ''مظاہر حق'' میں نواب قطب الدین خاں رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہ شاہ اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور یہ کتاب حضرت کے حکم سے لکھی ہے اس مسئلے کو خوب صاف کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آنجناب ان بزرگوں کی بھی تصریحات ذکر کریں گے، تاکہ ان پر حجت تام ہو جائے کیونکہ مولانا حسین علی صاحب مرحوم کے سبھی اساتذہ ہیں اور مولانا حسین علی صاحب نے حضرت گنگوہی سے حدیث

پڑھی ہے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب ''بُلغتہ الحیر ان'' کو اپنے کتب خانہ میں رکھنا جائز نہیں سمجھتے تھے اور نہ اس کا مطالعہ اپنے احباب کو کرنے دیتے تھے یہ واقعات آپ کے والد صاحب (۱) کو خوب معلوم تھے۔ میری تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب سے سامان کریں آپ جو کچھ لکھ رہے ہیں اس کی طباعت کا انتظام ہو جائے۔

حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جبکہ سید رشید رضا صاحب مصری دیوبند تشریف لائے تھے تو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے شاہ صاحب نے عربی زبان میں ایک تقریر کی تھی اس میں فرمایا تھا کہ:

''اصول میں تو ہمارے امام مولانا نانوتوی رحمہ اللہ ہیں اور فروع میں امام حضرت گنگوہی رحمہ اللہ ہیں۔''

یہ غلام اللہ حضرت نانوتوی کی شان میں گستاخی کے کلمات کہتا ہے اور عنایت اللہ بخاری نے تو حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''المھند'' کی تردید کرتے ہوئے میرے سامنے لاہور میں کہا تھا، گستاخی کے کلمات حضرت کی شان میں کہے تھے میں نے عنایت اللہ کو کہا مولانا خلیل احمد تو دیوبندیوں کے بزرگ ہیں ان کی کتاب پر تصدیقات حضرت شیخ الہند صاحب اور شاہ عبدالرحیم، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ اور عرب وعجم کے علماء کی تصدیقیں ہیں۔

''فتاویٰ رشیدیہ'' میں ہے، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ''انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کلام نہیں''۔ فقط

والسلام مع الاکرام

محمد عفا اللہ عنہ۔ لائل پور سنت پورہ مکان ۲۲۳

16 مئی 1966ء ۲۴ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ

---

(۱) حضرت مفتی عبدالکریم گمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ سابق مفتی خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون

مکتوب حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ

بنام مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

۷۸۶

محمد عفا اللہ عنہ لائل پور مدرسہ تعلیم الاسلام

سنت پورہ شب 7 ستمبر 1950ء

عزیز القدر عزیز از جان حافظ عزیز الرحمٰن سلمہ الرحمٰن

سلام مسنون! خدا کا شکر ہے کہ آج بڑے ہی انتظار کے بعد عزیز القدر کا فیروزی لفافہ خیریت کی خبر لے کر وارد ہوا، سب کو بہت ہی مسرت ہوئی، بیٹا یہ حجاز مقدس کی سرزمین روز نہیں ملا کرتی، خوب دعائیں رورو کر کر لینا، گناہ بخشوانا، تلاوت کی کثرت، درود شریف اور سلام کی کثرت، طواف کی کثرت کرنا، ہمیں بھی ہر موقع پر یاد رکھنا، تمہاری والدہ بڑی غمگین تھی، خط پڑھ کر بڑی خوش ہوئی، ہمارے سب کی دعائیں تمہارے شامل حال، الحمد للہ ہیں۔

مدینہ منورہ مدرستہ العلوم معرفت حاجی سید عنایت اللہ شاہ صاحب کے پتہ سے ایک ہوائی ڈاک سے 6 ستمبر 1950ء کو روانہ کیا گیا ہے، ۱۰ کے ٹکٹ لگا کر تمہاری والدہ اور مولوی برکت اللہ اور شفیق حسین کا بھی خط اس میں شامل ہیں، اور ایک لفافہ ہوائی ڈاک مکہ مکرمہ محلہ حارۃ الباب معرفت معلم عمر اکبر روانہ کیا گیا ہے، خدا کرے دونوں مل گئے ہوں، ایک خط کراچی سے معرفت عمر اکبر روانہ کیا گیا تھا ہوائی ڈاک خیر پور کے ڈاکخانہ سے روانہ ہوا تھا، تمہارے بھائی بہن سب کی طرف سے الگ الگ سلام اور ان کے دستخطوں اور عزیزی ایوب الرحمٰن سلمہٗ کا انگوٹھا لگا کر روانہ کیا گیا ہے۔

اب یہ خط احتیاطاً لکھا گیا ہے، مولوی تجمل حسین لائل پوری جو کراچی ملے تھے ان کو ستمبر کی تیس تاریخ کو ہوائی جہاز کراچی کو ان شاء اللہ تعالیٰ روانہ ہوئے، ۲۹ کی صبح کو ضرور جدہ پہنچ جائیو تاکید ہے، معلم سے دریافت کرتے رہنا۔

مولانا محمد یونس صاحب آرہے ہیں، ساتھ والا عریضہ حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کردیں۔ حضرت کا معلم سلیمان ہاشم ہے۔

مکتوب حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
بنام حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ

بشرفِ نظر حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم
السلام علیکم! مزاج اقدس!

لکڑ منڈی پرتاب نگر میں مسجد کا پلاٹ اپنے دوستوں کو مل گیا ہے۔ کل صبح اس کا سنگِ بنیاد رکھا جانا ہے۔ یہ مقام حضرت کا ہی ہے اس لئے اگر طبیعت متحمل ہو تو تکلیف فرماویں، دعائے برکت ہو جائے گی۔

والسلام
دعاجو
تاج محمود عفا اللہ عنہ
9 مارچ 1958ء

مکتوب حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ
بنام حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

صوفی جی صاحب سے جو میں نے قرارداد کا کاغذ لیا تھا وہ میں نے مولوی شبیر صاحب کو دے دیا تھا۔ انہوں نے دبے لفظوں میں وعدہ بھی کیا تھا، معلوم نہیں کیا ہوا۔

میں نے بیان جمعہ میں مفصل اس پر کیا تھا، ریزرویشن منظور ہوگیا دستخطوں کے لئے صبح ٹیلیگراف سنٹر کے افسران وغیرہ سے دستخط حاصل کر کے روانہ کردوں گا۔

مولوی مظہر علی صاحب والی یادداشت ارسالِ خدمت ہے۔

والسلام

انیس الرحمٰن لدھیانوی

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تحریر

سلام مسنون!

اس کام کو معمولی خیال نہ کریں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت کا سوال ہے۔ چکڑالوی دراصل سارے دین کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ وراثت بل نہیں دین اسلام کے خلاف سازش ہے۔ زیادہ سے زیادہ دستخط کروا کر ثواب حاصل کریں۔

محمد عفا اللہ عنہ

عکسِ تحریر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کا یہ خط مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہے

مکرم سراپا فضل و عنایت زید مجدکم بندہ محمود بعد سلام مسنون کے بعد
عرض ہے آپکا گرامی نامہ مولوی عبد اللہ صاحب کی معرفت سے پہنچا
مولوی صاحب نے چند بار جواب کا تقاضا اور یاد دہانی بھی کی مگر حضور
سفر کی مشاغل کی وجہ سے جواب کی نوبت نہ آئی
بحمد اللہ ہیں غفلت سخت مضر اور ہے آپکو لازم ہے کہ محبت کی
ساتھ اپنی مشاغل و اذکار کی طرف رجوع کریں اور بہتر
ہو جو شب جمعہ میں غسل کرکے اور دو رکعت خشوع کی
ساتھ ادا کرکے اپنی اللہ سے توبہ کریں اور توفیق حسنات
کی الحاح کی ساتھ دعا مانگیں اور اپنا کام التزام کی ساتھ
شروع کر دیں اور عزم و ہمت کی ساتھ اپنی کام میں لگے
رہیں اور مایوسی کو پاس نہ آنے دیں بندہ عنقریب آپکی
لئے دعا کرتا ہے نماز کی بعد یا حی یا قیوم بر حمتک
استغیث ایک سو ایک مرتبہ جہر کی ساتھ پڑھ لیا کریں
اور یا حی کی ضرب قلب پر لگنی چاہیں ——

باقی از کار فرمودی حضرت قدس سرہ العزیز علیہ کہیں جاؤ

پریشانی خواہ ہوتا مگر نکر مسعود نیکی وقت آیۃ الکرسی

سورہ فاتحہ معوذتین پڑھ کر دم کر لیا کرو۔ اور رکوع کی خواب

پریشان ملا آدمی تو موذی و مد حمل او۔ تعوذ شریف پڑھ کر علیحدہ

تھتکارد و اور کچھ پرواہ نکرو ——

دوسرے حق کی تعلیم میں کسی کی پرواہ نکرو اور اسمیں توکل رکھو اگر

اسمیں خیال شرم حاضرین سے مخلوط رکھی البتہ یہ ضروری ہی کہ

لوگوں کی ساتھ خلق اور نرمی اور صبر و تحمل سے کام کرو

کلمۃ الحق ضرور کہو مگر نہایت نرمی اور محبت سے لوگوں

دونکو ہدایت کرو — اپنی اہلیہ سے جیسے مسنون کہہ دیا

کہ صحبت ہو تو تمام دن رات میں ایک دفعہ یا مختلف اوقات

میں اسم ذات یعنی لفظ اللہ کو چار ہزار مرتبہ پورا کر

لیا کرو — وہم اور وسوسہ بری بلا ہے ہرگز اسکا خیال

نکرو اور۔ مسئلہ یہ ہی ہے کہ جو چیز شریعت میں پاک

ہے کسی وسوسہ سے وہ ناپاک نہیں ہو سکتی

جبکہ دوسرے پیشتر کی خیال ہی حسب دستور آدمی تو

وہ عمل پڑھ لیجئے اور تعداد اسکو ذہن میں کرو اور اسکی موافق عمل کرتے

رہو دوسرے اور زیادہ وسوسے ترقی کریگا اور دفع کرنے

سے انشاء اللہ رفتہ رفتہ جاتا رہیگا — اپنی صاحبزادی

سے بعد سلام مسنون فرمادیجئے کہ تلاوت قرآن حسب معمول اور

صبح و شام درود — استغفار — سبحان اللہ — الحمد للہ

لا الہ الا اللہ — اللہ اکبر ایک ایک تسبیح پڑھ لیا کریں

جہاں ضرور نکاح لڑکی کا کر دیجئے جہیز کی کوئی مقدار نہ کرنی

وقت ضروری جو سہولت میسر ہو اسکے علاوہ دوسری وقت

دے دیتے جائیں مہر کی مقدار کو کم رکھنا بہتر ہے لیکن کوئی

مصلحت در پیش ہو تو پانچ صد سے بڑھا دینا مضائقہ نہیں

باقی عزیز خیر و السلام فقط

[illegible] محمود عفی عنہ

عکسِ تحریر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی عزت اسمائہ وسمائہ وجلت نعمائہ وهباتہ وتواترت مننہ وتسلسل
آلاءہ علی النوع الانسانی فاستخلف اسمائہ اماما وخلیفۃ فی بسیط الارض
حاکما علی الطول والعرض والصلوۃ والسلام علی خیرۃ انبیائہ فآدم ومن سواہ تحت
لوائہ محمد المصطفی وآلہ المجتبی وصحبہ البررۃ الکرام وخیرۃ الخیرۃ العظام
وسائر من اتبعهم باحسان الی یوم الدین آمین ثم آمین اما بعد فان اخانا
فی الدین القویم المولوی عبد الحلیم قد قرأ علی الجامع للامام الترمذی واصح الکتب
بعد کتاب اللہ الجامع الصحیح لامیر المؤمنین فی الحدیث الامام الهمام البخاری رحمهما
اللہ تعالی وجد واجتهد فلما کان علی وشک الرجوع الی الوطن استکتب
منی هذہ السطور وقد قرأتها علی مسند الوقت شیخنا وشیخ الهند مولانا
محمود حسن الدیوبندی رحمہ اللہ تعالی وقد قرأهما علی المحدث العارف مولانا
محمد قاسم النانوتوی رحمہ اللہ تعالی علی الشیخ المهاجر حضرۃ الشاہ عبد الغنی الدهلوی
باسنادہ المثبت فی الیانع الجنی واللہ یوفقہ لما یحب ویرضی آمین

محمد انور عفا اللہ عنہ
مدرس دار العلوم
دیوبند

السیح الجاری الی جنۃ البخاری ج ۱ ص ۴

عکسِ تحریر حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

وظائف وعملیات

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ خود تحریر فرماتے ہیں کہ:

''حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ:
ذکر ہی کی کثرت سے سب کچھ ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے پڑھے کسی چیز کی بھوک نہیں رہتی۔ جب اپنے مالک تعالیٰ کو راضی کرلیا باقی کیا رہ گیا۔ مالک الملک کی مرضی کے ساتھ راضی رہنا ہی اعلیٰ بات ہے۔''

(ملفوظات حضرت رائے پوری: ص 19)

ایک دفعہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جتنے بڑے بڑے بزرگ ہوئے ہیں مثلاً حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ان حضرات نے عملیات کی طرف توجہ نہیں دی سب نے اللہ کا نام ہی لیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کیا ہے۔

غالباً 1953ء کا واقعہ ہے کہ جب حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ لائل پور تشریف لائے تو مولانا مفتی یونس مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ بیمار تھے مولانا کے اصرار پر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے، مولانا نے عرض کیا کہ حضرت مجھے دم فرمائیں حضرت نے دم فرمایا پھر گلاس میں پانی دیا کہ اس پر دم فرما دیں پھر (مولانا) فرمایا کہ یہاں کے علماء کہتے ہیں کہ پانی میں سانس لینا منع ہے تو دم کرنا کیسے جائز ہوگا۔ (حضرت اقدس نے) فرمایا پانی پر دم کرتے وقت دم کرنے والے کی توجہ لینا مقصود ہوتا ہے، سانس ہی ڈالنا منظور نہیں ہوتا۔ پانی پیتے وقت سانس کی ممانعت اور چیز ہے مولانا کی خوب تسلی ہوگئی، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے تھے کہ تعویذ لینے والے کو چاہیے کہ اس وقت تعویذ کی فرمائش کرے جب تعویذ دینے والے کی پوری توجہ ہو اس کا فوری اثر ان شاء اللہ ہوتا ہے ورنہ جب تعویذ لکھنے والے کی توجہ اس طرف نہ ہو یا غصے کی حالت میں ہو کچھ اثر نہیں ہوتا یا برعکس ہو جاتا ہے۔" (ملفوظات حضرت رائے پوری، ص 21)

وظائف

از حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

1۔ بخار کیلئے:

حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ آیت لکھ دیا کرتے تھے:

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۰﴾ (سورۃ الانبیاء: ۶۹، ۷۰)

بخار اتر جاتا تھا۔

2۔ حاجات کیلئے:

دو رکعت اشراق یا چاشت کے پڑھ کر ایک ہزار بار یَا مُغْنِیُ پڑھے پھر دو رکعت پڑھ کر ایک ہزار بار یَا مُغْنِیُ پڑھے پھر دو رکعت پڑھ کر ایک ہزار بار یَا مُغْنِیُ پڑھے پھر دو رکعت پڑھ کر تین سو ساٹھ بار یَا مُغْنِیُ پڑھے اسی طرح دو تین چلے پورے کرلے۔ (ملفوظات حضرت رائے پوری: ص 18)

3۔ چہل کاف کی اجازت:

احقر (حضرت مولانا محمد انوری قادری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ) کو ایک بار جبکہ نظام الدینؒ حاضری تھی فرمایا جو آیت دل میں آئے لکھ دیا کرو یا پڑھ کر دم کر دیا کرو ان شاء اللہ صحت ہو جایا کرے گی ایک دفعہ چہل کاف کی بھی اجازت عنایت فرمائی تھی:

كفاك ربك كم يكفيك...... الخ

(ملفوظات حضرت رائے پوری: ص18)

(چہل کاف ایک دعا ہے جس میں40 کاف آتے ہیں اسی مناسبت سے اس کا نام ہے کسی سے اجازت لے کر پڑھنا بہتر ہے۔)

4۔سانپ کاٹے کا دم:

ایک دفعہ عرض کی کہ حضرت شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے...... وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿٧٨﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٩﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨١﴾ ......سات بار یا گیارہ بار پڑھ کر سانپ کے کاٹے کو دم کرنا فرمایا تھا فرمایا، کہ ضرور دم کر دیا کرو۔

(ملفوظات حضرت رائے پوری: ص18)

5۔ باؤلے کتے یا زہریلے جانور کے کاٹے کا دم:

ایک دفعہ عرض کیا مولانا حسین علی (واں بھچراں والے) کتے یا زہریلے جانور کے لیے نمک پر دم کر دیا کرتے تھے کہ بیمار کو کھلائے کہ دست ہونے لگیں فرمایا کہ نمک کی تاثیر ہی یہی ہے کہ اس سے دست ہونے لگتے ہیں جب دست ہونے لگتے ہیں تو زہر اتر جاتا ہے سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الاخلاص تین تین بار پڑھنا چاہیے۔ (ملفوظات حضرت رائے پوری: ص18)

6۔دشمن، حاسد اور ظالم کے شر سے حفاظت کیلئے:

صبح وشام اور دوپہر یعنی ٹھیک نصف النہار کے وقت یہ دعا پچیس پچیس بار پڑھیں: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ ...... پڑھتے ہوئے ھم کا اشارہ مخالف کی صورت خیالیہ کی طرف کر دیں صبح وشام پڑھنے سے پہلے تین یا پانچ بار اول آخر درود شریف پڑھے۔

(فرمودہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، مکتوبات بزرگاں: ص24)

7۔ چھت کی لکڑی کو کیڑا لگنے سے حفاظت کیلئے:

فرمایا فقہائے سبعہ مدینہ ان کے نام مبارک یہ ہیں:

أَلَا كُلُّ مَنْ لَا يَقْتَدِيْ بِأَئِمَّةٍ
فَقِسْمَتُهُ ضِيْزٰى عَنِ الْحَقِّ خَارِجَهْ
فَخُذْهُمْ عُبَيْدُ اللهِ عُرْوَةُ قَاسِمٌ
سَعِيْدٌ أَبُوْبَكْرٍ سُلَيْمَانُ وَ خَارِجَهْ

ترجمہ: ''خبردار جو ائمہ کی اقتدا نہیں کرتے ان کی یہ تقسیم بھونڈی یعنی مہمل ہے۔ پکڑ لیجئے عبیداللہ عروہ، قاسم، سعید، ابوبکر، سلیمان اور خارجہ یعنی ان کی اقتداء کیجئے۔''

پس وہ عبیداللہ بن عتبہ بن مسعود، عروہ بن قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق۔ سعید بن لمسیب، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، سلیمان بن یسار مدنی مولیٰ میمونہ، خارجہ بن زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہم۔ اگر کوئی ان اسماء کو کاغذ پر لکھ کر چھت سے تعویذ باندھ دے تو چھت کی لکڑی کو کیڑا نہیں لگتا۔ (انوارِ انوری جدید: ص149)

8۔ لاعلاج مرض کے علاج کیلئے:

ایک آدمی یا کئی آدمی مل کر ہر سورت کی آخری آیت پڑھ کر پانی پر دم کریں تو لاعلاج مرض کے لیے مفید ہے یہ ایک سو چودہ دم ہو گئے۔

(انوارِ انوری جدید: ص173)

9۔ دوکان، گھر اور سامان کی حفاظت کیلئے:

فرمایا حافظ ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جرجان میں آگ لگنے سے ہزارہا گھر جل گئے اور قرآن بھی جلے لیکن یہ آیات نہ جلیں:

- ☐ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○ (سورۃ یٰسٓ: ۳۸)

- ☐ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ○ (سورۃ آل عمران:۱۲۲)
- ☐ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ (سورۃ ابراہیم:۴۲)
- ☐ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ (سورۃ ابراہیم:۳۴)
- ☐ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۔ (سورۃ بنی اسرائیل:۲۳)
- ☐ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى○ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى○ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى○ (سورۃ طٰہٰ:۴ تا ۶)
- ☐ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ○ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ○ (سورۃ الشعرآء:۸۸،۸۹)
- ☐ اِئْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ○ (سورۃ حٰمٓ السجدہ:۱۱)
- ☐ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ○ (سورۃ الذاریات:۵۶)
- ☐ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ○ (سورۃ الذاریات:۵۸)
- ☐ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ○ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ○ (سورۃ الذاریات:۲۲،۲۳)

فرمایا یہ تجربہ ہے کہ آیات مذکورہ کو لکھ کر کسی برتن میں بند کر کے دوکان یا گھر یا سامان میں رکھنا حفاظت کے لیے مجرب ہے۔ (انوارِ انوری جدید: ص171)

10۔ بچوں کو نظر لگ جانا:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَ هَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔ (بخاری، حدیث:۳۳۷۱)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس پر یہ الفاظ بھی زیادہ کرے:

حَصَّنْتُكَ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفٍ۔ (انوارِ انوری جدید: ص88)

11۔تعویذ اُم الصبیان (اجازت از حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ):

محترم المقام زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

والا نامہ باعث عزت افزائی ہوا، یاد فرمانے کا شکریہ ادا کرتا ہوں تعویذ ام الصبیان ارسال خدمت ہے اس کی اجازت بھی ہے موم جامہ کر کے گلے میں باندھا جائے گا، میرے حج کو جانے کی اطلاع غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مبارک کرے۔ آمین

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ،

۲۲ ذیقعدہ ۱۳۶۹ھ

۷۸۶

۸	۱۱	۱۴	۱
۱۳			۱۳
۳			۶
۱۰	۵	۴	۱۵

۶	۱	۸
۷	۵	۳
۲	۹	۴
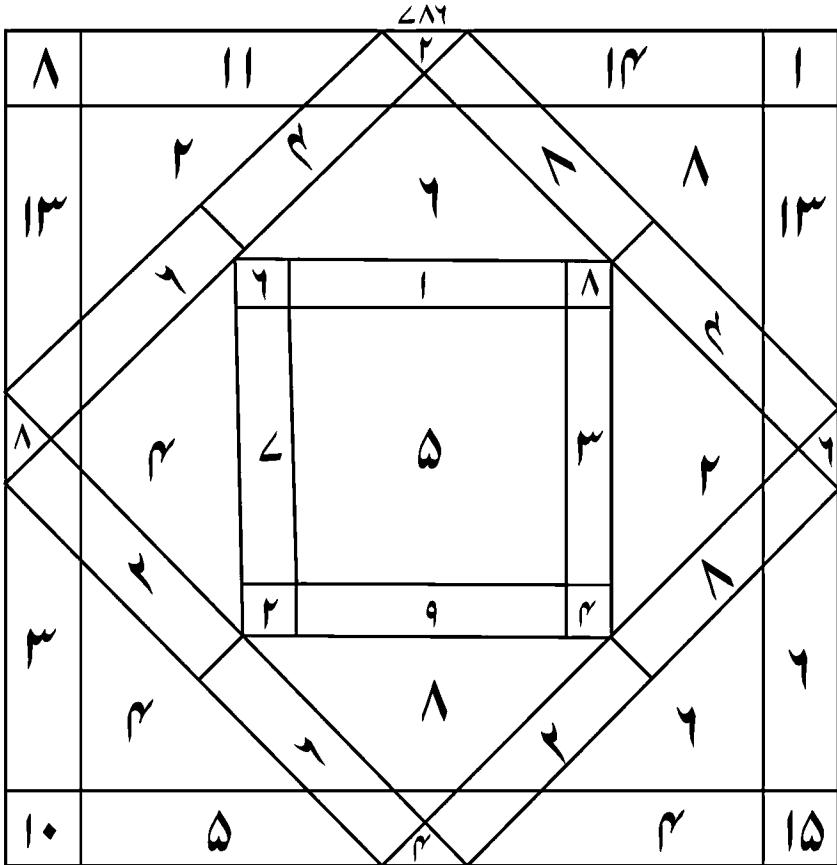
12۔تعویذ بچگان برائے مسان (سوکڑا):

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا خاص عمل ہے۔

اس تعویذ کی حضرت والد صاحب کی طرف سے اجازت ہے انڈے سے ذرا بڑا گھیّا کدو جس پر داغ نہ ہو ڈنڈی سمیت تازہ لے لیں چاقو یا چھری کی نوک سے تعویذ اس پر لکھنا ہے پھر وہ کدو ایک کپڑے کی تھیلی میں بند کر کے بچے کے گلے میں ڈال دیں۔ چھوٹا بچہ ہو تو ڈوری ذرا لمبی کر کے چارپائی پر رکھ دیں اور بڑا بچہ ہو تو ایک جیب سلائی کر دیں اور اس میں تھیلی رکھ دیں، تھیلی میلی ہو جائے نہ صاف کرنی ہے اور نہ دھونا ہے۔ اسی طرح چالیس روز مستقل گلے میں رہے چالیس دن بعد گلے سے اتار کر کھیتوں یا کھلی جگہ تقریباً دو فٹ گہرا گڑھا کھود کر تھیلی سمیت دفن کر دیں (اس تعویذ کو قبرستان میں دفن نہ کریں)۔ اور پھر دوسرا تعویذ دیا جاتا ہے جو فوراً گلے میں پہنا جاتا ہے پہلا کدو والا تعویذ بیماری ختم کرنے کے لیے ہے اور دوسرا اس لیے کہ بیماری دوبارہ نہ آئے۔ اس بیماری کی علامات یہ ہیں کہ پیاس بہت لگتی ہے، تالو بند ہو جاتا ہے، گرمی بہت لگتی ہے، ہرے پیلے پاخانے کرتا ہے، کمزوری روز بروز بڑھتی ہے، بیماری ختم ہونے کی علامت یہ ہے کہ کدو خشک ہونا اور بچہ تندرست ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ بہت ہی مجرب ہے پھر سات نمازیوں کو اور ایک کالے کتے کو گوشت روٹی کھلانی ہے (یہ ایک قسم کا عمل کا صدقہ ہے) اگر کوشش کے باوجود کالا کتا نہ ملے تو دوسرا ہی سہی۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّآمَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ اِشراهيًا، بحق يا بدوح بحكم خدا بطفیل رسول۔

دوسرے تعویذ کے دو طریقے ہیں:

(1) یہی تعویذ کاغذ پر لکھ کر ساتھ بیس کا تعویذ لکھ دیں اور بچے کے گلے میں پہنا دیں۔

بیس کا تعویذ

۷۸۶

۸	۶	۴	۲
۲	۴	۶	۸
۶	۸	۲	۴
۴	۲	۸	۶

(2) یا پھر اصحاب کہف کے اسماء لکھ کر گلے میں پہنا دیں۔ اسمائے اصحاب کہف یہ ہیں:

إِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ یَمْلِیْخَا مَكْسَلْمِیْنَا كَشْفُوْطَطْ طَبْیُوْنَس كَشَا فَطْیُوْنَس یُوَانِس بُوْس وَ كَلْبُهُمْ قِطْمِیْر وَعَلَى اللهِ قَصْدُ السَّبِیْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِیْنَ، وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

کدو والی تھیلی پیشاب کے وقت اتارنے کی ضرورت نہیں لیکن بچہ پاخانہ کر دے تو اتار کر اونچی جگہ لٹکائیں اور صفائی کے بعد پھر پہنا دیں اسی طرح نہلاتے وقت بھی اتار کر نہلائیں باقی چوبیس گھنٹے ڈوری گلے میں رہے اور دوسرا تعویذ مستقل گلے میں رہے گا۔ (فرمودہ حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ)

13۔ختم خواجگان، ہر قسم کی حاجت کیلئے:

حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس کا دائمی معمول تھا، عید کے دن بھی ناغہ نہیں ہوتا تھا۔ختم خواجگان کا معمول بنائیں عموماً یہ اجتماعی طور پر پڑھا جاتا ہے۔

طریقہ ختم خواجگان:

ہر شرکت کرنے والا انفرادی درود شریف دس بار پڑھے۔
پھر اجتماعی تین سو ساٹھ مرتبہ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَی مِنَ اللّٰہِ اِلَّآ اِلَیْہِ۔
(ترمذی حدیث:3316)
پھر اجتماعی تین سو ساٹھ مرتبہ سورۃ الم نشرح مع بسم اللہ مکمل
پھر اجتماعی تین سو ساٹھ مرتبہ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَی مِنَ اللّٰہِ اِلَّآ اِلَیْہِ۔
پھر درود شریف انفرادی دس مرتبہ
اس کے بعد دعا کی جائے۔

14۔برائے مفرور شخص و گمشدہ مال:

سرکنڈے یا بانس کے سِرے کو درمیان سے ذرا سا چیر دے لیں (عمودی کٹ لگائیں) اور اس کے دونوں حصوں کے درمیان میں یہ تعویذ پھنسا کر گھر میں اوپر چھت کی سب سے اونچی جگہ کھڑا کر کے باندھ دیں، تاکہ گر نہ جائے یہ ممکن نہ ہو تو چھت پر کسی ایسی جگہ لٹکائیں جو اونچی ہو یا کسی درخت پر اونچی جگہ لٹکائیں تاکہ تعویذ ہلتا رہے یا شاخ ہلتی رہے لٹکانے سے پہلے موم جامہ کرلیں آیت یہ ہے:

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ
(سورۃ القصص: ۸۵)

15۔رزق کی برکت اور فراوانی کے لیے:

سورۃ المزمل فجر کی سنتوں کے بعد ایک دفعہ ہر نماز کے بعد دو دفعہ اوّل و آخر درود شریف۔ (بروایت حاجی غلام مصطفیٰ جالندھری رحمۃ اللہ علیہ)

16۔حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مطبوعہ بیاض ''خزائن الاسرار'' جسے مجلس علمی ڈابھیل نے شائع کیا ہے۔اسی طرح حضرت شاہ صاحب کے خصوصی مجربات، موثر عملیات زود اثر اوراد پر مشتمل بیاض ''عملیات کشمیری المعروف بہ گنجینۂ اسرار'' کے نام سے ہندوستان و پاکستان سے شائع ہو رہی ہے۔ دونوں کتب حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حسب الارشاد شائع ہوئی ہیں، اسی طرح حضرت مولانا انظر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرتبہ کتاب ''اسماء الحسنیٰ کی برکات'' بھی ان کی بہترین علمی وروحانی یادگار ہے۔ بلا مبالغہ ان اوراد و وظائف کی تاثیر ان لوگوں کی زبانی بارہا سُنی جنہوں نے استفادہ کیا۔ دلائل الخیرات اور الحزب الاعظم حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کا ساری عمر کا معمول تھا۔

مشائخ قادریہ مجددیہ غفوریہ رحیمیہ

1	حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ	11ھ	22	حضرت سید ابوالحسن علی کشمیریؒ	841ھ
2	امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰؓ	40ھ	23	حضرت سید گدارحمن اولؒ	898ھ
3	حضرت امام الائمہ خواجہ حسن بصریؒ	110ھ	24	حضرت شمس الدین عارف طبرستانیؒ	964ھ
4	حضرت خواجہ حبیب عجمی بغدادیؒ	156ھ	25	حضرت سید گدارحمن ثانی سرحدیؒ	977ھ
5	حضرت خواجہ داؤد طائی بغدادیؒ	165ھ	26	حضرت سید فضیل قادری ٹھٹھویؒ	989ھ
6	حضرت خواجہ معروف کرخی بغدادیؒ	200ھ	27	حضرت شیخ شاہ کمال کیتھلیؒ	981ھ
7	حضرت شیخ ابوالحسن سری سقطیؒ	253ھ	28	حضرت شیخ شاہ سکندر کیتھلیؒ	1023ھ
8	حضرت سید الطائفہ جنید بن محمد بغدادیؒ	298ھ	29	حضرت شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانیؒ	1034ھ
9	حضرت شیخ ابوبکر شبلی بغدادیؒ	334ھ	30	حضرت سید آدم بنوری کاظمی مدنیؒ	1053ھ
10	حضرت شیخ عبدالعزیز تمیمی بغدادیؒ	371ھ	31	حضرت شیخ شاہ حبیب پشاوریؒ	1093ھ
11	حضرت شیخ عبدالواحد تمیمی بغدادیؒ	425ھ	32	حضرت شیخ شاہ شہباز پشاوریؒ	1146ھ
12	حضرت شیخ ابوالفرح محمد یوسف اندلسیؒ	447ھ	33	حضرت شیخ شاہ محمد مؤمن گگریؒ	1184ھ
13	حضرت شیخ ابوالحسن علی قرشی الہنکاریؒ	486ھ	34	حضرت حافظ محمد صدیق بونیریؒ	1189ھ
14	حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزمی بغدادیؒ	513ھ	35	حضرت حافظ محمد بنی اسرائیل عمرزئیؒ	1202ھ
15	حضرت سید الطائفہ عبدالقادر جیلانیؒ	561ھ	36	حضرت شاہ محمد شعیب تورڈھیریؒ	1238ھ
16	حضرت سید عبدالرزاق جیلانی بغدادیؒ	603ھ	37	حضرت حافظ عبدالغفور اخوند سواتیؒ	1295ھ
17	حضرت سید شرف الدین قتال مدنیؒ	611ھ	38	حضرت میانجیو عبدالرحیم سہارنپوریؒ	1303ھ
18	حضرت سید عبدالوہاب یمبوعیؒ	659ھ	39	حضرت شاہ عبدالرحیم رائپوریؒ	1337ھ
19	حضرت شیخ سید بہاء الدین قندھاریؒ	702ھ	40	حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوریؒ	1382ھ
20	حضرت شیخ سید عقیل کوکانیؒ	742ھ	41	حضرت مولانا محمد انوری لائل پوریؒ	1389ھ
21	حضرت شمس الدین صحرائی قندھاریؒ	799ھ			

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رحمۃً واسعۃً دائماً ابداً

مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سعدیہ غفوریہ

نمبر	نام	سن	نمبر	نام	سن
1	حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ	11ھ	20	حضرت مولانا محمد زاہد الوخشی ؒ	936ھ
2	امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق ؓ	13ھ	21	حضرت مولانا درویش محمد الامکنوی ؒ	970ھ
3	حضرت سلمان فارسی ؓ	33ھ	22	حضرت خواجگی امکنگی ؒ	1008ھ
4	قاسم بن محمد بن ابی بکر ؒ	108ھ	23	خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی ؒ	1012ھ
5	امام جعفر صادق بن امام محمد باقر ؒ	148ھ	24	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی ؒ	1034ھ
6	خواجہ بایزید بسطامی ؒ	279ھ	25	سید آدم بنوری کاظمی مدنی ؒ	1053ھ
7	خواجہ ابوالحسن علی خرقانی ؒ	425ھ	26	شیخ سعدی بلخاری لاہوری ؒ	1108ھ
8	ابوعلی فضل فارمدی ؒ	477ھ	27	شیخ محمد یحییٰ اٹکی ؒ	1132ھ
9	یوسف بن ایوب ہمدانی ؒ	535ھ	28	شیخ محمد عمر چمکنی پشاوری ؒ	1190ھ
10	خواجہ عبدالخالق غجدوانی ؒ	575ھ	29	سید شاہ محمد سدومی ؒ	1191ھ
11	خواجہ عارف ریوگری ؒ	616ھ	30	حافظ محمد صدیق بونیری ؒ	1198ھ
12	خواجہ محمود انجیر فغنوی ؒ	717ھ	31	حافظ محمد بنی اسرائیل عمرزئی ؒ	1202ھ
13	خواجہ عزیزان علی رامیتنی ؒ	715ھ	32	شاہ محمد شعیب تورڈھیری ؒ	1238ھ
14	خواجہ محمد بابا سماسی ؒ	755ھ	33	حافظ عبدالغفور اخوند سواتی ؒ	1295ھ
15	خواجہ شمس الدین میر کلال ؒ	772ھ	34	مولانا میانجیو عبدالرحیم سہارنپوری ؒ	1303ھ
16	امام الطریقہ سید بہاء الدین نقشبند ؒ	791ھ	35	مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری ؒ	1337ھ
17	خواجہ علاء الدین عطار ؒ	802ھ	36	مولانا شاہ عبدالقادر رائیپوری ؒ	1382ھ
18	مولانا یعقوب بن عثمان چرخی ؒ	851ھ	37	حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری ؒ	1389ھ
19	حضرت خواجہ عبیداللہ احرار ؒ	595ھ			

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رحمۃً واسعۃً دائماً ابداً

مشائخ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ امدادیہ رحمۃ اللہ علیہم

نمبر	نام	وفات	نمبر	نام	وفات
1	حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ	11ھ	21	حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغؒ	757ھ
2	امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰؓ	40ھ	22	حضرت سید محمد حسینی گیسودرازؒ	825ھ
3	حضرت خواجہ حسن بن یسار بصریؒ	110ھ	23	حضرت شیخ صدر الدین اودھیؒ	860ھ
4	حضرت عبدالواحد بن زیدؒ	170ھ	24	حضرت شیخ علاء الدین اودھیؒ	889ھ
5	حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ	187ھ	25	حضرت شیخ ابن حکیم اودھیؒ	901ھ
6	حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم بلخیؒ	166ھ	26	حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ	944ھ
7	حضرت حذیفہ مرعشیؒ	202ھ	27	حضرت شیخ جلال الدین بن محمودؒ	980ھ
8	حضرت ابوہبیرہ بصریؒ	287ھ	28	حضرت شیخ نظام الدین بن عبدالشکورؒ	1035ھ
9	حضرت ممشاد علو دینوریؒ	299ھ	29	حضرت شیخ ابوسعید گنگوہیؒ	1040ھ
10	حضرت ابواسحاق شامیؒ	329ھ	30	حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادیؒ	1058ھ
11	حضرت ابواحمد ابدال چشتیؒ	355ھ	31	حضرت سید شاہ محمدیؒ	1107ھ
12	حضرت ابومحمد ابی احمد چشتیؒ	411ھ	32	حضرت شاہ محمد مکی جعفریؒ	1145ھ
13	حضرت ابویوسف بن سمعان چشتیؒ	459ھ	33	حضرت شاہ عضد الدین بن حامدؒ	1172ھ
14	حضرت قطب الدین مودود چشتیؒ	527ھ	34	حضرت شاہ عبدالہادی بن محمدؒ	1190ھ
15	حضرت حاجی شریف زندنیؒ	621ھ	35	حضرت شاہ عبدالباریؒ	1226ھ
16	حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ	617ھ	36	حضرت شاہ عبدالرحیم شہید ولایتیؒ	1246ھ
17	حضرت خواجہ معین الدین حسن اجمیریؒ	632ھ	37	حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ	1259ھ
18	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ	634ھ	38	حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ	1317ھ
19	حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ	668ھ	39	حضرت امام ربانی رشید احمد گنگوہیؒ	1323ھ
20	حضرت شیخ نظام الدین اولیاء بدایونیؒ	725ھ			

40۔ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ 1337ھ

40۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ 1339ھ

40۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ 1352ھ

41۔ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ 1382ھ

42۔ حضرت مولانا محمد انوریؒ 1389ھ
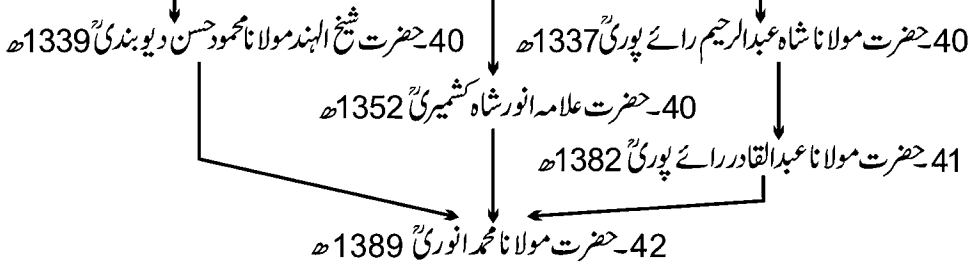
مشائخ چشتیہ صابریہ قدوسیہ امدادیہ رحمۃ اللہ علیہم

1	حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	11ھ	21	حضرت شمس الدین ترک پانی پتیؒ	715ھ
2	امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰؓ	40ھ	22	حضرت جلال الدین کبیر اولیاء پانی پتی	725ھ
3	حضرت امام الائمہ خواجہ حسن بصریؒ	110ھ	23	حضرت شیخ احمد عبدالحق رودولویؒ	836ھ
4	حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ	170ھ	24	حضرت عارف بن عبدالحق رودولویؒ	859ھ
5	حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ	187ھ	25	حضرت محمد بن عارف رودولویؒ	898ھ
6	حضرت سلطان ابراہیم بن ادھمؒ	162ھ	26	حضرت عبدالقدوس نعمانی گنگوہیؒ	944ھ
7	حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ	202ھ	27	حضرت جلال الدین تھانیسریؒ	980ھ
8	حضرت خواجہ ابوھبیرہ بصریؒ	287ھ	28	حضرت شیخ نظام الدین بلخیؒ	1024ھ
9	حضرت خواجہ ممشاد علو دینوریؒ	299ھ	29	حضرت شیخ ابوسعید گنگوہیؒ	1040ھ
10	حضرت خواجہ ابواسحاق شامیؒ	329ھ	30	حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادیؒ	1058ھ
11	حضرت خواجہ ابواحمد ابدال چشتیؒ	355ھ	31	حضرت سید شاہ محمدی اکبر آبادیؒ	1107ھ
12	حضرت خواجہ ابومحمد چشتیؒ	311ھ	32	حضرت شاہ محمد مکی جعفری امروہیؒ	1145ھ
13	حضرت خواجہ ابویوسف چشتیؒ	459ھ	33	حضرت شاہ عضد الدین امروہیؒ	1172ھ
14	حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ	527ھ	34	حضرت شاہ عبدالہادی امروہیؒ	1190ھ
15	حضرت خواجہ حاجی شریف زندنیؒ	616ھ	35	حضرت شاہ عبدالباری امروہیؒ	1226ھ
16	حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ	617ھ	36	حضرت شاہ عبدالرحیم شہید ولایتیؒ	1246ھ
17۔	حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ	632ھ	37	حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ	1259ھ
18۔	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ	634ھ	38	سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ	1317ھ
19۔	حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ	668ھ	39	امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	1323ھ
20۔	حضرت علاء الدین علی احمد صابر کلیریؒ	690ھ			

40۔ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ 1337ھ

40۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ 1339ھ

40۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ 1352ھ

41۔ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ 1382ھ

42۔ حضرت مولانا محمد انوریؒ 1389ھ

مشائخ سہروردیہ بخاریہ ولی اللّٰہیہ امدادیہ
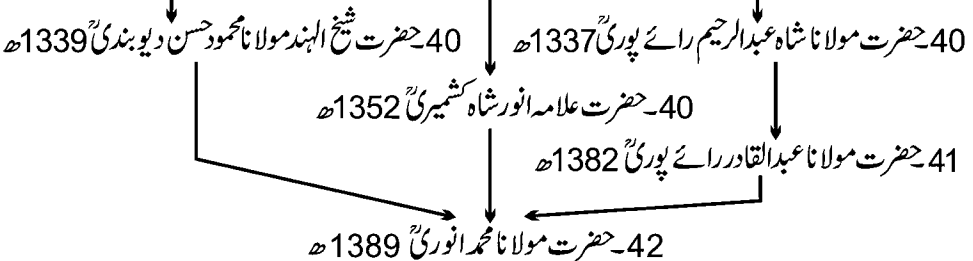
نمبر	نام	وفات	نمبر	نام	وفات
1	حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	11ھ	20	حضرت سید عبدالوہاب بخاریؒ	932ھ
2	امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰؓ	40ھ	21	شیخ عبدالعزیز عرف بحر مواج شکر بارؒ	975ھ
3	حضرت امام الائمہ خواجہ حسن بصریؒ	110ھ	22	حضرت سید جلال الدین اکبر آبادیؒ	969ھ
4	حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ	156ھ	23	حضرت سید بدر الدین اکبر آبادیؒ	998ھ
5	حضرت خواجہ داؤد بن نصر طائیؒ	165ھ	24	حضرت سید عظمت اللہ اکبر آبادیؒ	1074ھ
6	حضرت خواجہ معروف کرخیؒ	200ھ	25	حضرت الامام شاہ عبدالرحیم دہلویؒ	1131ھ
7	حضرت خواجہ سری سقطیؒ	250ھ	26	حضرت الامام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	1176ھ
8	سید الطائفہ خواجہ جنید بن محمد بغدادیؒ	297ھ	27	حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ	1239ھ
9	حضرت خواجہ ممشاد علو دینوریؒ	299ھ	28	حضرت سید احمد شہید رائے بریلویؒ	1246ھ
10	حضرت شیخ احمد اسود دینوریؒ	367ھ	29	حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ	1259ھ
11	حضرت شیخ ابو محمد بن عبداللہؒ	373ھ	30	سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ	1317ھ
12	حضرت شیخ وجیہ الدین عمر سہروردیؒ	465ھ	31	امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	1323ھ
13	حضرت شیخ ضیاء الدین عبدالقادر سہروردیؒ	563ھ	32	حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ	1352ھ
14	حضرت شہاب الدین سہروردیؒ	632ھ	33	حضرت مولانا محمد انوری لائل پوریؒ	1389ھ
15	حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ	666ھ			
16	حضرت شیخ صدر الدین عارف ملتانیؒ	684ھ			
17	حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح ملتانیؒ	735ھ			
18	سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاںؒ	785ھ			
19	حضرت سید صدر الدین راجو قتالؒ	827ھ			

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رحمۃً واسعۃً دائماً ابداً

خاندانی شجرہ سہروردیہ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ کرمان ابوالفیاض المعروف میر سید احمد کرمانی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ
↓
حضرت سید محمد مسافر کرمانی ابن شاہ کرمان رحمۃ اللہ علیہ
↓
حضرت شاہ مسعود نروری رحمۃ اللہ علیہ (نرورہ کشمیر)
↓
حضرت سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ
↓
حضرت سید بابا علی رحمۃ اللہ علیہ
↓
حضرت سید عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ
↓
حضرت سید پیر حیدر رحمۃ اللہ علیہ
↓
حضرت سید پیر اکبر رحمۃ اللہ علیہ
↓
حضرت سید شاہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ
↓
حضرت شاہ عبدالکبیر رحمۃ اللہ علیہ
↓
حضرت مولانا معظم شاہ رحمۃ اللہ علیہ (ورنو کشمیر)
↓
حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ 1352ھ (دیوبند)
↓
حضرت مولانا محمد انوری قادری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ 1389ھ (فیصل آباد)

حضرت شاہ صاحب مرحوم کے آباء واجداد دوسو سال قبل بغداد سے ہندوستان پہنچے اور مختلف مقامات پر قیام کرنے کے بعد کشمیر میں سکونت اختیار کی۔

آپ کا پورا سلسلہ اولیاء اللہ اور کاملین سے سرفراز ہے۔ خصوصاً ''شاہ فتح اللہ'' اور ''شاہ مسعود نروری'' ہر دو کے مزارات کشمیر میں مرجع خاص و عام ہیں۔ شیخ مسعود نروری رحمۃ اللہ علیہ جن تک حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیشتر اپنا نسب پہنچایا ہے۔ سری نگر کے ایک دور افتادہ محلہ ''نروره'' میں رہائش پذیر تھے۔ ان کا شمار کشمیر کے متمول لوگوں میں تھا۔ اور اس قدر وسیع کاروبار تھا کہ ''ملک التجار'' کے لقب سے شہرت پائی۔ حضرت شاہ کرمان ابوالفیاض رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی، یہ وہی شاہ کرمان ہیں جو میر سید کرمانی رئیس الاولیاء کے نام سے مشہور ہیں............

میر سید کرمانی قدس سرّہٗ کے حالات مشہور ہیں بلکہ کشمیر کے ہر مؤرخ نے ان کے تفصیلی حالات کا ذکر کیا ہے ۔ 976ء میں شاہِ کرمان نے شیخ مسعود نروری کو ایک خاص تحریر خلافت کے ساتھ کچھ تبرکات عطا فرمائے اور دستاویز خلافت میں لکھا ''یہ تبرکات مجھے میرے بزرگوں سے حاصل ہوئے ہیں اور اب میں انہیں شیخ مسعود نروری کے سپرد کرتا ہوں۔'' (نقشِ دوام، ص25)

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

کتبہٗ : ابوحذیفہ عمران فاروق غفرلہٗ

شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ مئی 2017ء

نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بِاسمائِہ المُبارکۃ

مِن حُجّۃ الاسلام الامام السیّد

محمد انور شاہ الکشمیری الدیوبندی

قدّس اللہ اَسرارھم۔

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قصیدہ اپنے رسالہ ''متبرکہ چہل حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے آخر میں اردو ترجمہ کے ساتھ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ 29 ستمبر 1966ء کو شائع کیا تھا۔ اس قصیدہ میں اشعار کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہتّر (72) اسماء گرامی درج ہیں۔ اللہ کے شکر کے ساتھ انتہائی مسرت ہے کہ یہ نعتیہ قصیدہ دوبارہ شائع کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

اس قصیدہ کو روزانہ پڑھنے کی تاثیر یہ ہے کہ عموماً پڑھنے والا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتا رہتا ہے۔

شَفِیۡعٌ مُّطَاعٌ نَبِیٌّ کَرِیۡمٌ	قَسِیۡمٌ جَسِیۡمٌ بَسِیۡمٌ وَّسِیۡمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت فرمانے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری فرض ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نزدیک مکرم ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب جمال ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش قامت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبسم فرمانے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوبصورت ہیں۔
شَفِیۡعُ الۡاَنَامِ مُطَاعُ الۡمَقَامِ	کَرِیۡمُ الۡکِرَامِ نَبِیُّ الۡاَنِیۡمِ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق کی شفاعت کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام یہ ہے کہ سب آپ کی اطاعت کریں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریموں کے کریم ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق کے نبی ہیں۔
اَسِیۡلٌ رَسِیۡلٌ کَحِیۡلٌ جَمِیۡلٌ	صَبِیۡحٌ مَّلِیۡحٌ مُّطِیۡبُ الشَّمِیۡمِ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نرم بدن مبارک والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرمگیں آنکھوں والے ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوبصورت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمدہ خوشبووالے ہیں۔ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک سے خوشبو آتی تھی۔)
مَفَاضُ الۡجَبِیۡنِ کَبَدۡرٍ مُّبِیۡنٍ	بِثَغۡرٍ بَسِیۡمٍ کَدُرٍّ یَّتِیۡمٍ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشادہ پیشانی والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روشن بدر کی طرح ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبسم فرمانے والے، ان دانتوں سے جو نایاب موتی کی مانند ہیں۔
شِفَاءُ الۡعَلِیۡلِ رَوَاءُ الۡغَلِیۡلِ	بِبِشۡرِ الۡمُحَیَّا وَنَشۡرٍ لَّخِیۡمٍ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار کے لیے باعث شفا ہیں۔ پیاسے کو سیراب کرنے کا ذریعہ ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش چہرے والے ہیں۔ (پیشانی) کی کشادگی کی رو سے اور خصائل نیک پھیلانے سے۔

رَسُوْلٌ وَّصُوْلٌ وَّلِیٌّ حَفِیٌّ	اَمِیْنٌ مَّکِیْنٌ عَزِیْزٌ عَظِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ملنسار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مددگار (دوست) ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت مہربان ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے امین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب مرتبہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عزت والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلند شان رکھنے والے ہیں۔
صَدُوْقٌ فَرُوْقٌ فَصِیْحٌ نَّصِیْحٌ	عَرُوْفٌ عَطُوْفٌ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہی سچے ہیں، حق و باطل میں فرق کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصیح اللسان ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق کے خیر خواہ مخلص ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عارف (بہت جاننے والے) ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ نرم پہلو ہیں، بہت زیادہ ترس کھانے والے، بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔
شَفِیْقٌ رَقِیْقٌ خَلِیْقٌ طَلِیْقٌ	صَفُوْحٌ نَّصُوْحٌ عَفُوٌّ حَلِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق پر شفقت فرمانے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت نرم دل ہیں آپ خوش اخلاق ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خندہ پیشانی والے ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درگذر فرمانے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر خواہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاف فرمانے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب حلم (بُردبار) ہیں۔
مُجِیْبٌ مُّنِیْبٌ نَّقِیْبٌ نَّجِیْبٌ	حَسِیْبٌ نَّسِیْبٌ وَّنُوْرٌ قَدِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درخواست قبول فرمانے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریف الاصل ہیں۔ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول وفعل لائق ستائش ہے)۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاندانی شرافت والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالی نسبت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور سب سے پہلے ظاہر ہوا۔

بَشِیْرٌ نَّذِیْرٌ سِرَاجٌ مُّنِیْرٌ	خَبِیْرٌ بَصِیْرٌ دَلِیْلٌ عَلِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشارت سنانے والے ہیں، ڈرانے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روشن چراغ ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ خبر رکھنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور بصیرت (فراست) والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راہنما ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ علم والے ہیں۔
دَلِیْلٌ وَّهَادِ سَبِیْلَ الرَّشَادِ	وَخَیْرُ الْعِبَادِ ثِمَالُ الْعَدِیْمِ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہبر و راہنما ہیں اور صراطِ مستقیم کی ہدایت کرنے والے ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باری تعالیٰ کے بہترین بندوں میں سے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مفلس کے غمخوار ہیں، غریبوں کے فریادرس ہیں۔
تَقِیٌّ نَّقِیٌّ صَفِیٌّ وَّ فِیٌّ	وَجِیْهٌ نَّبِیْهٌ مُّبِیْنٌ حَکِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقویٰ والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظافت پسند ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برگزیدہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوراحق دینے والے ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عنداللہ صاحب وجاہت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بلند ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کے ظاہر کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دانشمند ہیں۔
هُدًی مُّقْتَدًی مُّصْطَفَی الْاَصْفِیَاءِ	صَبُوْرٌ شَکُوْرٌ مُّقَفٌّ مُّقِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم الشان ہادی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقتدا ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برگزیدوں کے برگزیدہ ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت متحمل (صابر) ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت قدردان (شکرگزار) ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ کے لئے آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صراط مستقیم پر چلانے والے ہیں۔

مُزَّمِّلٌ ثُمَّ مُدَّثِّرٌ	سَعِیْدٌ رَشِیْدٌ خَلِیْلٌ کَلِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمبل اوڑھنے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر اوڑھنے والے ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب سعادت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب رُشد ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیل (اللہ کے دوست) ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلیم (اللہ سے ہم کلامی کرنے والے) ہیں۔
عَفِیْفٌ حَنِیْفٌ حَبِیْبٌ خَطِیْبٌ	هُوَ الْقُدْوَةُ الْاُسْوَةُ الْمُسْتَقِیْمُ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک دامن ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اللہ تعالیٰ کے ہو رہنے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطیب الانبیاء ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی اقتداء کرنی چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درست نمونہ ہیں۔
نَبِیُّ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ	وَطٰهٰ وَیٰسٓ فَیْضٌ عَمِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں کے نبی ہیں اور رسولوں کے بھی نبی ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طٰہٰ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاسین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض عام ہے۔
نَبِیُّ الْوَرٰی سَیِّدُ الْاَنْبِیَاءِ	نَجِیُّ الْاِلٰهِ جَلِیْلٌ فَخِیْمٌ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری مخلوقات کے نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے باعظمت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بڑی ہے۔

اِمَامُ الْهُدٰى رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ	غِيَاثُ الْوَرٰى مُسْتَغَاثُ الْهَضِيْمِ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت کے امام ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق کے فریادرس ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظلوم کی فریاد سننے والے اور مددگار ہیں۔
اَحِيْدٌ وَّحِيْدٌ مَّجِيْدٌ حَمِيْدٌ	وَخَيْرُ الْبَرَايَا بِفَضْلٍ جَسِيْمٍ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوقات میں بے مثال ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکتائے عالم ہیں۔ آپ بزرگ ہیں، تعریف کے لائق ہیں۔	ساری مخلوقات سے بہتر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بڑا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔
وَاَسْرٰى بِهٖ رَبُّهٗ فِي السَّمَاءِ	كَنُوْرٍ تَجَلّٰى بِلَيْلٍ بَهِيْمٍ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے رب نے راتوں رات آسمانوں میں سیر کرائی۔	ایسے جیسے کہ نور چمکتا ہو اندھیری رات میں۔
وَاٰتَاهُ مَا شَاءَهٗ مِنْ عَلَاءٍ	وَ اَوْحٰى اِلَيْهِ بِوَحْيٍ رَقِيْمٍ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلند مراتب جو چاہا سو عطا فرمائے۔	اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی فرمائی لکھی ہوئی محفوظ۔
فَاَكْرِمْ بِشَانٍ سَنِيٍّ بَهِيٍّ	وَ عِزٍّ عَزِيْزٍ وَّجَاهٍ قَوِيْمٍ
اور کس قدر بلند شان والے ہیں اور مکرم ہیں جمال اور عظمت والے نبی ہیں۔	اور کس قدر غالب ہے عزت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور شان دار مرتبہ ہے۔
فَيَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ	مَتٰى فَاحَ طِيْبٌ وَّوَافٰى نَسِيْمٌ
سو اے میرے رب! درود اور سلام بھیج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔	جب تک خوشبو مہکتی رہے اور باد صبا چلتی رہے۔

وَ أَنْ عَافِنِيْ وَاعْفُنِيْ مِنْ اٰثَامٍ	اِلٰهِيْ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ
اور یہ کہ مجھے عافیت بخش اور گناہوں کو معاف فرما۔	یا اللہ! بطفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

1934ء میں جب ہم نے کتاب ''نفحات الطیب النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' شائع کی تو قصیدہ متبرکہ بھی شائع کیا۔ بے حد مقبول ہوا۔ خصوصاً حضرت مولانا سید احمد رحمۃ اللہ علیہ برادر بزرگ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدّس سرہٗ کی خدمت میں کتاب ارسال کی تو علمائے مدینہ نے کتاب کو بے حد پسند فرمایا۔ اور حضرت مولانا کی خواہش پر ہم نے ساڑھے تین سو نسخے مدینہ طیبہ بھیج دیئے۔ مولانا موصوف نے علمائے مدینہ کی خدمت میں ایک ایک نسخہ تقسیم کر دیا۔ اور کتاب کو مدرسۃ العلوم الشریعہ میں داخل نصاب فرما لیا۔ اور عالیشان تقریظ سے نوازا۔ الحمد للہ علی احسانہ کہ دربار رسالت میں کتاب داخل نصاب ہوئی۔ اور کئی سال پڑھائی جاتی رہی۔ چنانچہ مدرسہ کی روئیداد سالانہ میں کتاب کا تذکرہ بھی آتا رہا۔ حسرت ہی رہ گئی کہ ملکی انقلاب کے وقت کتاب وہیں رائے کوٹ ضلع لدھیانہ رہ گئی۔ اب صرف احقر کے پاس ایک نسخہ تبرکاً باقی رہ گیا۔ اس قصیدہ کو روزانہ پڑھنے کی تاثیر یہ ہے کہ عموماً قاری زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوتا رہتا ہے۔

والحمد للہ علیٰ ذالك۔

(رسالہ متبرکہ چہل حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص 33 تا 39)

	سنہ وفات بمطابق ھجری وعیسوی حضرت اقدس مولانا محمد انوری قادری لائل پوری نوراللہ مرقدہ
(۱)	جُدا ہوئے شیخ انوری غمزدہ ہوئے اہلِ خیر کہنے لگے ملائکہ ہوئی آج عاقبت بخیر ۱۳۸۹ھ
(۲)	ٹوٹ گیا مہکتا گُل اداس ہوئے سب اہلِ چمن مرقد ترِا تاقیامت رہے اب غایت روشن ۱۹۷۰ء
(۳)	قطاریں تھیں فرشتوں کی نور تھا آسمان تا فرش آجا ضرور مقبول مقام ترِا سایۂ تختِ عرش ۱۳۸۹ھ ۱۹۷۰ء
(۴)	کون سی صفات تھیں اور کیسے تھے حضرت انوریؒ مستنیر ، متبحر ، حق گو و جری باطل پر تھے شمشیر برہنہ اپنوں پہ رحیم و کریم مثل تھے آپ وانک لعلی خلق عظیم ۱۹۷۰ء

نتیجہ فکر: ابوحزیفہ عمران فاروق غفرلہٗ
۲۸ ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ 20 ستمبر 2017ء
بروز بدھ

تواریخ وفات حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ

فَقَدۡ قَالَ اللہ تَعَالیٰ جَلَّ عِلۡمُہٗ اَبَدًا: ”وَبَشِّرِ الصَّابِرِیۡنَ“

۱۰۷۸ + ۸۹۲ = ۱۹۷۰

لَقَالَ تَعَالیٰ: فَاِنَّ الۡجَنَّۃَ ھِیَ الۡمَأۡوٰی

۶۷۲ + ۷۱۷ = ۱۳۸۹

فَاِنَّمَا قَالَ جَلَّ مَجۡدُہٗ: فَھُوَ فِیۡ عِیۡشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ

۳۸۸ + ۱۵۸۲ = ۱۹۷۰

از مفتی محمد حامد صاحب، فیصل آباد

مختصر سوانح

حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب:

محمد ایوب الرحمٰن بن مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ بن مولانا فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ

ولادت:

آپ 11/اپریل 1946ء کو رائے کوٹ ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔
آپ اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔

تعلیم:

ابتدائی تعلیم گھر سے ہی حاصل کی اور حافظ برکت اللہ صاحب کے پاس حفظِ قرآن مجید کا آغاز کیا اور اپنے برادرِ اکبر مولانا حافظ عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ سے حفظ کی تکمیل فرمائی۔ ابتدائی کتب کی تعلیم اپنے والد گرامی کے زیر سایہ ان کے قائم کردہ مدرسہ تعلیم الاسلام سنت پورہ میں حاصل کی۔ کچھ کتب برادرِ اکبر مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ اور باقی دوسرے اساتذہ کرام سے پڑھیں۔ دورۂ حدیث اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مکمل فرمایا۔ 1965ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ پھر 1966ء میں ایبٹ آباد شیخ البانڈی میں حضرت مولانا عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ سے اعزازی طور پر مکرر مشکوٰۃ شریف پڑھی۔ مولانا ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کتب دینیہ کے خریدنے اور ان کے مطالعہ کا خاص ذوق رکھتے تھے اور دینی مسائل میں اپنے اکابر علماء دیوبند کی رائے کو حرف آخر سمجھتے تھے۔ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف چھپوا کر اہل علم تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مولانا سلیمان احمد بن مولانا سید محمد اظہار الحق سہیل نے بھی آپ کو ۲۷ شعبان ۱۴۱۵ھ، 29 جنوری 1995ء کو تحریری سندِ حدیث عطا

کی اس کے علاوہ دیگر علماء سے بھی سندِ حدیث کی اجازت ہے۔ آپ کو عربی زبان پر بھی عبور حاصل تھا جس کی بدولت عربی کتابوں کا ترجمہ باآسانی کرلیتے تھے، عربی میں فی البدیہہ تقریر کرنے کا ملکہ بھی حاصل تھا، عرب ممالک سے آئی ہوئی تبلیغی جماعتوں کی ترجمانی بھی فرماتے تھے۔ آپ کی عربی اتنی فصیح تھی کہ امام کعبہ شیخ عبداللہ بن سُبیّل رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ آپ سے پوچھا: ''أنت سعودی؟''۔

دینی خدمات:

اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ مدرسہ تعلیم الاسلام سنت پورہ میں تدریس کا آغاز کیا۔ پھر حیدرآباد لطیف آباد نمبر 10 میں مولانا عبدالعلیم ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد و مدرسہ میں کچھ عرصہ تدریس کی۔ 1979ء میں مدینہ مسجد کلفٹن میں تقریباً پانچ سال امامت وخطابت کی خدمات سرانجام دیں۔ پھر فیصل آباد منتقل ہوگئے اور ذاتی کوششوں سے تین مساجد تعمیر کروائیں۔ مسجد اشرفیہ عاصم ٹاؤن میں امامت وخطابت سنبھالی۔ کچھ ناگزیر وجوہات کی بنا پر اگست 1998ء میں دوبارہ کراچی منتقل ہوگئے اور ایک مسجد میں اعزازی طور پر خطابت فرمائی۔

بیعت وخلافت:

آپ کو آپ کے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہی بیعت کروادیا تھا بچپن میں حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں کھیلے اور لڑکپن میں بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت وصحبت سے بہرہ ور ہوتے رہے، تقریباً بارہ برس حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی۔ آپ کو بہت سے علماء ومشائخ سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل ہوا اور اجازت وخلافت سے بھی نوازے گئے جن مشائخ سے اجازت حاصل ہوئی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

1۔ ابن الانور حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت

مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ وحضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ ودیگر مشائخ۔

2۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ وحضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی رحمۃ اللہ علیہ۔

3۔ حضرت قاری محفوظ الحق رحمۃ اللہ علیہ (کراچی)، خلیفہ مجاز حضرت مولانا ابرارالحق رحمۃ اللہ علیہ (ہردوئی)۔

4۔ حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ وداماد حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ۔

5۔ حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ چک نمبر 11 خلیفہ مجاز مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ۔

6۔ حضرت مولانا عبدالجلیل قادری رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ وخلیفہ وداماد حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ۔

7۔ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ۔

8۔ حضرت صوفی احمد دین رحمۃ اللہ علیہ (راولپنڈی) خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالوحید رحمۃ اللہ علیہ ڈھڈیاں وحضرت مولانا سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ ڈونگا بونگہ۔

9۔ حضرت مولانا محمد ایوب ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ (ایبٹ آباد) خلیفہ مجاز خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (خانیوال)۔

10۔ حضرت مولانا غلام مؤمن شاہ رحمۃ اللہ علیہ (لاہور) خلیفہ مجاز حضرت مولانا غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ۔

اس کے علاوہ مشائخ کثیر سے اوراد ووظائف کی اجازت حاصل تھی کراچی میں خانقاہی نظام قائم فرما کر بہت سی جگہوں پر مجالس ذکر شروع کروائیں

ملک کے دیگر شہروں میں بھی خانقاہی نظام ومجالس ذکر کی سرپرستی فرمائی۔

حج وعمرہ:

آپ نے پہلا حج 1957ء میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ فرمایا اور دوسرا حج 1985ء میں کیا اس کے علاوہ کئی بار عمرہ کے سفر پر تشریف لے گئے۔

تصانیف:

1۔ اپنے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ اربعین کی شرح تحریر فرمائی جو 800 صفحات پر مشتمل تھی لیکن صد افسوس کہ حوادثاتِ زمانہ کی نذر ہو گئی۔

2۔ ایک مختصر چہل حدیث

3۔ نماز کے بعد اذکار پر ایک رسالہ ''الاربعین فی وظائف بعد الصلاۃ للنبی الامین''

4۔ ''اتحاد بین المسلمین کا اخلاقی پہلو'' کے عنوان پر احادیث جمع فرمائیں۔

5۔ الاربعین فی اکرام المسلمین۔

6۔ ''انوار الوظائف'' کے نام سے ایک کتاب مرتب فرمائی۔

اسکے علاوہ مختلف جرائد وماہناموں میں مضامین کی اشاعت ہوتی رہی۔

وصال پُر ملال:

انتقال سے تقریباً دو سال پہلے مختلف امراض نے گھیر لیا تھا جس کی وجہ سے سفر ترک فرما دیا تھا وصال سے ہفتہ پہلے طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی۔ ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ کو بعد نماز تراویح غشی طاری ہو گئی اور تا دمِ حیات حالتِ استغراق میں رہے۔ ہسپتال بھی منتقل کیا گیا لیکن حالت بدستور رہی۔ پی این ایس شفاء میں کمانڈر عمر ضیاء صدیقی صاحب کے اثر ورسوخ کی وجہ سے کافی سہولت رہی آپ کے چھوٹے بیٹے محمد راشد انوری اور داماد مولانا عبدالحق صاحب ہر طرح

خدمت سرانجام دیتے رہے۔ پھر عزیز واقارب کے مشورہ سے کراچی سے فیصل آباد منتقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ چنانچہ ۱۹ رمضان المبارک کو بعد افطار ایمبولینس پر روانگی ہوئی آپ کے ہمراہ آپ کے دو صاحبزادے محمد طیب اور محمد راشد اور بیٹی اور داماد مولانا عبدالحق تھے۔ آپ کے سر اور چہرے کے قریب چھوٹے بیٹے محمد راشد بیٹھے تھے دورانِ سفر اس حالت میں آپ ان کے سر پر وقفہ وقفہ سے اپنا شفقت بھرا ہاتھ پھیرتے رہے۔ اگلے روز تقریباً 12 بج کر 40 منٹ پر کہروڑ پکا پہنچے تو کچھ دیر کے لیے آنکھیں کھولیں اور پڑھا...... اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ......اور روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جنازہ وتدفین:

بعد عصر فیصل آباد پہنچے مسجد انوری کے ملحق کمرے میں آپ کے بھتیجے مولانا خلیل الرحمٰن انوری نے غسل دیا ساتھ آپ کے صاحبزادوں محمد طیب اور محمد راشد نے مدد کی۔ زم زم سے بھگوئے ہوئے کپڑے میں کفن دیا گیا جو کہ آپ کی چھوٹی صاحبزادی نے بھیجا تھا۔ بعد نماز تراویح بڑے قبرستان غلام محمد آباد میں آپ کے برادرِ محترم مولانا مقبول الرحمٰن انوری نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے والد محترم کے احاطہ قبور میں دونوں بھائیوں مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مسعود الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان میں تدفین ہوئی۔

وصیت:

چونکہ آپ کے سب سے چھوٹے بیٹے محمد راشد انوری تادمِ حیات آپ کے ساتھ ہی رہے انہیں آپ نے وصیت کی تھی کہ اگر میرا انتقال کراچی میں ہو گیا تو میری تدفین دارالعلوم کراچی کے اندر قبرستان میں کی جائے چنانچہ صاحبزادہ

نے حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہٗ سے اس کی اجازت بھی لے لی تھی مگر جو اللہ کو منظور......

مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى ۝۵۵ (سورۃ طٰہٰ:۵۵)

''اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا تھا اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے اور اسی سے ایک مرتبہ پھر تمہیں نکال لائیں گے۔''

دوسری وصیت جو اکثر فرماتے تھے کہ، آپ کے پاس حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی لنگی تھی جس میں حضرت رائپوری کا انتقال ہوا تھا اور اسی لنگی میں آپ کے والد محترم حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تھا۔ فرمایا کرتے کہ میرے کفن پر ڈال دینا۔ اور ایک رومال تھا جو حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری 1950ء میں حج سے واپسی پر لائے اور آپ کے والد گرامی کو ہدیہ فرمایا تھا وہ بھی سر کی طرف ڈال دیا گیا۔

اولاد:

پسماندگان میں بیوہ ، تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں:

1۔ محمد قاسم 2۔ محمد طیب 3۔ محمد راشد

آپ نے تمام اولاد کو دینی علوم سے بہرہ مند فرمایا۔

خلفاء ومجازین:

آپ نے جن حضرات کو سلسلہ کی اجازت وخلافت سے نوازا، ان میں سے جن کے اسمائے گرامی دستیاب ہوسکے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

کراچی:

(1) مفتی طاہر امام نیوٹاؤن، (2) قاری محمد اقبال ناظم بنوری ٹاؤن، (3) بریگیڈیر

(ر) قاری فیوض الرحمٰن، (4) حافظ عبدالقیوم نعمانی، (5) مفتی محمد نوید ظفر، (6) مولانا اعجاز مصطفیٰ امیر ختم نبوت کراچی، (7) بھائی عبداللطیف داماد حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، (8) مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی داماد حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، (9) مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی ابن حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، (10) مولانا محمد طیب لدھیانوی ابن حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، (11) کمانڈر عمر ضیاء صدیقی، (12) مولانا رشید احمد درخواستی، (13) قاری عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم کراچی، (14) مولانا محمد احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ شہید، (15) بھائی سلیم پریس والے، (16) قاری عبدالحئی دین پوری نیوٹاؤن، (17) قاری خدابخش آفیسر کالونی گارڈن، (18) قاری محمد بخش، (19) مولانا مشتاق عباسی، (20) مفتی عبدالقدوس استاذ سائٹ بنوریہ، (21) مفتی احسان، (22) مولانا اعجاز اشرف، (23) مولانا حُسن الرحمٰن، (24) قاری رفعت الحق، (25) قاری عبدالرحمٰن دارالعلوم کراچی، (26) اقبال احمد جمال

کمالیہ:

(27) مولانا محمد احمد لدھیانوی

کبیر والا:

(28) مولانا عبدالغفار رحمۃ اللہ علیہ

فیصل آباد:

(29) حضرت حافظ حبیب احمد اختر رحمۃ اللہ علیہ (چک ۱۶۹ گ/ب)، (30) مولانا محمد نعیم الرحمٰن، (31) حافظ غیور الاسلام، (32) مولانا محمد شاہد معاویہ، (33) میاں محمد کاشف رشید، (34) مولانا محمد ذیشان، (35) قاری عبداللطیف، (36) مولانا عاصم اسلام، (37) ابوحذیفہ عمران فاروق، (38) قاری نصر اللہ رحیمی۔

خان بیلہ:

39۔فقیر اللہ بخش

معمولات:

1۔ قرآن مجید کے روزانہ چھ پارے۔

2۔ الحزب الاعظم کی ایک منزل روزانہ (جوکہ 1957ء سے آپکا معمول تھا)

3۔ دلائل الخیرات ایک منزل روزانہ اور بروز جمعہ مکمل۔

4۔ اوراد فتحیہ۔

5۔ الحزب البحر۔

6۔ منزل۔

7۔ ذکر جہری سلسلہ قادریہ۔

عمر مبارک کے آخری سالوں میں اس کے ساتھ دیگر وظائف واوراد کی بھی بہت کثرت فرمائی۔

اکابر علماء و مشائخ سے ملاقاتیں

نسبت کے قدردان

ذاتی یادداشتیں

حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت اقدس مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

1۔ برکۃ العصر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ:

احقر نے حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی زیارت فیصل آباد میں حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی ابن حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ والی مسجد خالصہ کالج (موجودہ جامعہ ملیہ اسلامیہ) میں کی۔

1962-63ء کی بات ہے وہاں جب حضرت کا قیام ہوا تو پورا شہر ہی اُمڈ آیا تھا۔ میں نے حضرت شیخ کو پہلے دیکھا ہوا نہیں تھا۔ جب حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو ہاتھ میں لمبا عصا تھا فربہ جسم مگر سادہ حلیہ۔ گرمی کا موسم تھا۔ رات کو میں ملاقات کے لیے حاضر ہوا۔ میں حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کروانا چاہتا تھا چنانچہ میں نے حضرت شیخ کے چہیتے شاگرد اور اپنے بہنوئی حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب سے عرض کیا۔ وہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سے دعائیں عرض کرتے رہے۔ اور حضرت آمین فرماتے رہے پھر مجھے فرمایا کہ میں کل آپ کی طرف آؤں گا اور آپ کے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نیاز حاصل کرتا ہوا جاؤں گا۔ (یعنی ملاقات کے لیے حاضر ہوں گا) حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں دو مرتبہ حضرت شیخ فیصل آباد آئے دونوں مرتبہ حضرت والد صاحب سے ملاقات کے لیے گھر تشریف لائے میں بغیر اطلاع کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اب حضرت کے ارشاد پر مجھے فکر لاحق ہوئی کہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت کا یہ پیغام کیسے پہنچاؤں۔ پھر میں نے حضرت مولانا عبدالجلیل سے عرض کیا کہ کسی شخص کے ذریعہ والد صاحب تک پیغام پہنچادیں کہ صبح حضرت شیخ تشریف لائیں گے۔ تو حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب نے کسی کے ذریعہ پیغام بھیجا۔ صبح حضرت شیخ مع علماء و احباب تشریف لائے جن میں مولانا احسان الحق صاحب رائیونڈ والے، مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بھی تھے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ استقبال

کے لیے باہر تشریف لائے تو حضرت شیخ نے فرمایا آپ باہر کیوں تشریف لائے آپ اندر ہی تشریف لے جائیں۔

1978ء میں مدینہ منورہ میں ملاقات:

''عشاء کے بعد مدرسہ علوم شریعہ میں جہاں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا قیام تھا ملاقات کے لیے حاضر ہوا وہاں پہنچا تو خدّام نے کہا کہ کل بعد عصر تشریف لائیں یہ ملاقات کا وقت نہیں کچھ خدّام تو مجھ سے ناواقف تھے لیکن بعض نے واقف ہونے کے باوجود بھی روکا جن میں حضرت صوفی محمد اقبال صاحب بھی تھے جس پر مجھے حیرت تھی۔ میں نے عرض بھی کیا کہ کل میری پاکستان واپسی ہے کل کیسے بعد عصر آ سکتا ہوں۔ میں نے صرف حضرت سے مصافحہ کرنا ہے میں خدّام کی سنی ان سنی کر کے اندر چلا گیا۔ اندر ایک بڑا لمبا کمرہ تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ چارپائی پر تشریف فرما تھے، دسترخوان بچھایا جا رہا تھا بہت سے حضرات نیچے تشریف فرما تھے جن میں حضرت قاضی عبدالقادر صاحب جھاوریاں والے اور مولانا عبیداللہ دہلی والے بھی موجود تھے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ مجھے پہچان نہ پائے اور مجھے فرمایا بھائی! آپ کس کے اعمال نامہ میں ہیں'' اس پر میں نے عرض کیا کہ حضرت! میں تو صرف مصافحہ کے لیے حاضر ہوا تھا جب میں مصافحہ کر کے رخصت ہو رہا تھا اور دروازہ تک پہنچ گیا تو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قاضی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کون تھے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔ یہ سنتے ہی حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے باآواز بلند تیزی سے تین بار فرمایا بلاؤ، بلاؤ، بلاؤ! میں نے جاتے جاتے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ سن تو لیے مگر میں عجلت میں مدرسہ سے باہر آ گیا۔ وہی خدّام جو مجھے پہلے اندر جانے سے روک رہے تھے اب میرے پیچھے بھاگے کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ آپ کو بلا رہے ہیں۔ میں نے کہا مجھے نہیں

کسی اور کو بلایا ہوگا۔ اس پر وہ واسطے دے کر اصرار کرنے لگے کہ اندر تشریف لے جائیں ورنہ حضرت ہم سے بہت ناراض ہوں گے۔ چنانچہ میں جب واپس کمرے میں داخل ہوا تو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے الفاظ کے ساتھ مجھ سے معذرت فرمائی کہ میں خود بہت نادم ہوا کہ اس سے بہتر تھا مجھے پہلے ہی خود تعارف کروانا چاہیے تھا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ نے بھی نہ بتایا میری تو نظر کمزور ہے آپ کے جانے کے بعد میں نے قاضی جی سے پوچھا کہ کون تھے؟ تو انہوں نے بتایا کہ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے اب آپ اوپر چارپائی پر میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔

چنانچہ میں نے حکم کی تعمیل کی، پھر فرمایا کھانا کھائیں گے؟ میں نے عرض کیا، کھا چکا ہوں تو فرمایا کہ تبرک کے طور پر میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔ حضرت کے سامنے کئی اقسام کے کھانے موجود تھے حضرت شیخ کو کھانا کھلانے کے لیے خادم تیار تھا فرمایا میں تو پرہیزی کھانا کھاتا ہوں اور حضرت مجھے اپنے دستِ مبارک سے کھانا عنایت فرما رہے تھے کہ تھوڑا سا یہ بھی لے لیں۔ تھوڑا سا یہ بھی لے لیں۔ کھانے کے دوران حضرت کی توجہ میری جانب تھی اور وقفہ وقفہ سے گرم چپاتی منگواتے رہے۔ میں نے سیر ہو کر کھایا۔ کھانے کے بعد ادباً میں چارپائی سے نیچے اتر کر بیٹھ گیا۔ خادم حضرت کو کھانا کھلانے میں مصروف ہو گیا فراغت کے بعد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور نام لمبا کھینچ کر فرمایا لائل پور ہی قیام ہے؟ (لائل پور فیصل آباد کا پہلا نام ہے) میں نے عرض کیا جی لائل پور ہی قیام ہے۔ اس کے بعد باقی بھائیوں کی خیریت اور مدرسہ و مسجد کے بارے پوچھا اس کے بعد خادم کو آواز دی کہ مولانا کے لیے کتابیں لائے ہو؟ خادم نے عرض کیا کہ جی حضرت ابھی لایا۔ کتابیں آنا شروع ہو گئیں۔ میں نے خادم سے پوچھا کہ اس

میں تذکرۃ الخلیل بھی ہے؟ تو اس نے بتایا کہ وہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ خود فرمائیں تو ملتی ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سن لیا اور خادم سے پوچھا کیا فرما رہے ہیں؟ خادم نے عرض کیا کہ تذکرۃ الخلیل کا پوچھ رہے ہیں حضرت نے قدرے جلال سے فرمایا۔ لائے نہیں تم! عرض کیا جی حضرت ابھی لایا اور وہ کتاب بھی آگئی اس کے بعد میں نے عافیت اسی میں جانی کہ اب حضرت سے اجازت لے کر رخصت ہو جاؤں چنانچہ حضرت سے اجازت طلب کی اور عرض کیا کہ کل میری پاکستان واپسی ہے۔

تو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت دعاؤں سے نوازا اور فرمایا اگر موقع ملے تو دوبارہ ضرور تشریف لائیں۔ چنانچہ میں نے اپنے سرخ رومال میں ساری کتابیں باندھیں مصافحہ کیا اور رخصت ہو گیا۔''

2۔حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ:

اگلی صبح فجر میں مسجد نبوی شریف میں حضرت مولانا عاشق الٰہی سے ملاقات ہوگئی گذشتہ رات کا سارا واقعہ میں نے انہیں بیان کیا تو فرمایا۔ جو کچھ پہلے ہوا وہ بہت برا ہوا لیکن حضرت شیخ نے جو اس کی تلافی کی وہ بہت اچھی کی کیونکہ میرے شیخ نے آپ کو کتابیں دی ہیں اس لیے میں نے بھی آپ کو کتابیں دینی ہیں چنانچہ میرے ساتھ گھر چلئے اور ناشتہ میرے ساتھ کریں۔ اور خدّام کے رویہ کے بارے میں مزاحاً فرمایا کہ یہ شرعی بدمعاش ہیں۔ اور جو آپ کو پہچانتے تھے انہیں تو کم از کم ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

چنانچہ مولانا مجھے گھر لے گئے راستہ میں مولانا فداء الرحمٰن درخواستی (صاحبزادہ حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ) بھی مل گئے تو انہیں بھی ساتھ لے لیا پر تکلف ناشتہ کے بعد مجھے کافی کتب عنایت فرمائیں۔ ان دنوں وہ طحاوی کی

شرح لکھ رہے تھے میں نے طحاوی کی شرح کے متعلق عرض کیا تو فرمایا وہ اس وقت نہیں ہے کراچی سے آپ کو مل جائے گی پھر کراچی میں موجود اس شخص کے نام خط لکھ کر مجھے عنایت فرمایا۔

(حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں والد صاحب فرماتے تھے کہ ''درخواستی تو میرے بھتیجے لگتے ہیں'' کیونکہ حضرت درخواستی کے استاذ مولانا حبیب اللہ گمانوی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ) میرے حضرت والد صاحب کے ہم سبق تھے۔)

3۔حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ (کندیاں شریف):

یہ غالباً 1996ء یا 1997ء کی بات ہے کہ احقر کا میانوالی مولانا محمد رمضان صاحب جمعیۃ علماء اسلام والوں کے ہاں جانا ہوا جو میرے بڑے بھائی مولانا عزیز الرحمٰن انوری کے ساتھیوں میں سے تھے۔ وہاں سے کندیاں شریف خانقاہ سراجیہ حاضری ہوئی۔ ظہر سے قبل پہنچے خادم خانقاہ نے ہمیں کھانا کھلایا۔ میرے ساتھ چھوٹا بیٹا محمد راشد بھی تھا۔ کھانے کے بعد آرام کے لیے دو چارپائیاں ہمیں فراہم کیں۔ ظہر کی نماز میں حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی حضرت نے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ زیارت و ملاقات کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ تو فرمایا میں اس قابل کہاں (یہ حضرت کی کسر نفسی تھی) نماز کے بعد حضرت نے تسبیح خانہ کھولنے کا حکم فرمایا جو کہ بڑے حضرت مولانا خواجہ ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات و عبادت کی جگہ ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے اپنے گھر سے دو بستر منگوا کر وہاں بچھوائے اور انتظامات کو بذاتِ خود ملاحظہ فرمایا اور ہمیں فرمایا کہ آپ کا قیام اسی کمرے میں ہوگا اور خدام کو تاکید فرمائی کہ صبح کا ناشتہ دوپہر کا کھانا شام کی چائے اور رات کا کھانا میرے گھر سے آئے گا۔

اس دوران کسی اور چیز کی طلب ہو تو مجھے اطلاع کریں۔ تسبیح خانہ کے متصل کتب خانہ جس میں نایاب کتب موجود ہیں۔ اس کا جو دروازہ تسبیح خانہ کی طرف کھلتا ہے کھولنے کا فرمایا۔ کتب خانہ سے کافی استفادہ کا موقع میسر ہوا میں نے ایک کتاب کے بارے میں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے استفسار کیا کہ وہ یہاں نظر نہیں آئی تو فرمایا میں نے اپنی جہالت کے صدقہ پہلی بار اس کتاب کا نام سنا ہے۔

تین دن قیام رہا۔ بروز جمعہ علی الصبح اجازت چاہی۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بھی سفر کے لیے روانگی تھی چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معمول کے مطابق قبور مشائخ جو مسجد سے متصل ہے حاضر ہو کر فاتحہ پڑھی اور مجھ سے معانقہ فرما کر روانہ ہو گئے۔ عصر کے بعد حضرت کی عمومی مجلس ہوتی تھی۔ جس میں حضرت مجھے اپنے برابر چارپائی پر بٹھاتے۔ اسی ملاقات میں احقر نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے خانقاہ کندیاں سے چھپنے والی دلائل الخیرات کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا وہ تو ختم ہو چکی ہے البتہ ایک ہی نسخہ موجود ہے جو حضرت نے مجھے عنایت فرما دیا جو غالباً حضرت کا ذاتی نسخہ تھا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ میرے والد حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ اس نسبت سے بھی خواجہ صاحب میرا بہت احترام فرماتے تھے۔

یہ 1970ء کی بات ہے کہ میں چیچہ وطنی گیا ہوا تھا میرے میزبان صوفی محمد طفیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جنہوں نے مجھے کشفِ قبور کا وظیفہ و طریقہ عنایت کیا تھا ان کے ہمراہ بعد از مغرب حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے جہاں ان کا قیام تھا حضرت کھانا تناول فرما رہے تھے۔ ہم نے ملاقات کرنا مناسب نہ سمجھا اور واپس ہوئے بعد عشاء دوبارہ حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ صاحب آرام کے لیے لیٹ چکے تھے کچھ خدام حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دبا رہے تھے صوفی

صاحب نے آگے بڑھ کر میرے بارے میں پوچھا کہ حضرت آپ ان کو جانتے ہیں؟ تو خواجہ صاحب نے فرمایا جی یہ فلاں مسجد کے امام ہیں تو صوفی صاحب نے عرض کیا کہ یہ فلاں مسجد کے امام نہیں بلکہ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ ہیں بس یہ الفاظ سننے کی دیر تھی کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چارپائی سے نیچے تشریف لے آئے اور مجھے چارپائی پر بیٹھنے کا حکم فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ آپ میرے ساتھ اوپر تشریف فرما ہوں میں حضرت کے ساتھ اوپر بیٹھ گیا۔ گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا دورانِ گفتگو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں آپ کے والد محترم حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک کتاب لے کر حاضر ہوا تھا جو مجھے مولانا عطا محمد صاحب نے آپ کے والد صاحب کی خدمت دے کر بھیجا تھا تو میں نے عرض کیا کہ وہ کتاب میں نے خود دیکھی ہے جس کے شروع میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے ہاتھ سے یہ تحریر موجود ہے (مولانا عطاء محمد صاحب بدست مولانا خان محمد صاحب) یہ سن کر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے۔

4۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ (چکوال):

کندیاں سے سیدھے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چکوال حاضر ہوئے جب ہم پہنچے تو جمعہ کے بعد حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کے باہر والے کمرے میں مجلس جاری تھی اس سے پہلے حضرت سے کافی ملاقاتیں ہو چکی تھیں۔ جب ہم حاضر ہوئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور اپنے برابر میں جگہ دی۔ مجلس میں سے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صاحب کا تعارف کروایا جو پہلے رافضی تھے اور اب تائب ہو چکے ہیں یہ ہر جمعہ مجھ سے ملنے آتے ہیں۔ عصر کی اذان سے کچھ قبل مجلس برخواست ہوئی تو فرمایا نماز کے بعد

گھر تشریف لے آئیں اور کھانے کا دریافت فرمایا جس پر میں نے عرض کیا کہ ہم عبدالوحید حنفی کے ہاں کھالیں گے تو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نماز کے بعد گھر آجایئے گا چنانچہ ہم مسجد پہنچے تو نماز میں ابھی کچھ وقت تھا۔ عبدالوحید صاحب نے بھی ہمیں کھانے کا پوچھا جس پر میں نے حضرت کا ارشاد نقل کر دیا انہوں نے دسترخوان بچھادیا تو ہم انکار نہ کر پائے نماز کے بعد حضرت کے گھر حاضر ہوئے تو خدام نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع کی تو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے اہتمام کے ساتھ کھانا بھجوایا۔ چونکہ ہم کھانا کھا چکے تھے اس لیے میں نے اپنے چھوٹے بیٹے کو جو ابھی نابالغ تھے خادم کے ساتھ اندر بھجوایا اور پیغام بھیجا کہ ہم کھانا کھا چکے ہیں یہی کھانا ہم رات کو تناول کریں گے۔ بہت بار حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری ہوئی تو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت شفقت فرماتے اور ہم کھانا ہمیشہ حضرت کے گھر کھاتے تھے۔ ایک بار حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ان کے گاؤں ''بھیں'' میں بھی حاضری ہوئی اور وہاں بھی ہمارے قیام کے لیے خصوصی انتظام فرمایا۔ ایک روز ہمیں دوپہر کو تاخیر ہوگئی سب لوگ کھانا کھا چکے تھے۔ ظہر کے بعد حضرت سے ملاقات ہوئی۔ تو حضرت نے کھانے کا خود ہی پوچھ لیا۔ جس پر میں نے صورت حال عرض کر دی۔ اسی دوران حضرت کا کھانا آگیا اور حضرت نے ہمیں بھی ساتھ شامل کر لیا اور خود بہت مختصر تناول کیا۔ یہ حضرت کی شفقت اور محبت تھی۔ ایک بار میں نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میں آپ کو علماء دیوبند کا صحیح ترجمان سمجھتا ہوں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے مختلف اوراد وظائف اور تعویذات کی اجازت بھی مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ اپنے بزرگوں کے سلسلہ کو چلائیں۔

ایک مرتبہ عرصہ دراز کے بعد چکوال کے ایک مذہبی اجتماع میں شرکت

ہوئی وہاں سے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہاں حضرت قاضی عبداللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے انہیں جب ہمارے بارے میں معلوم ہوا اور میرا تعارف حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کروایا تو قاضی عبداللطیف جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نے احقر کو تاکیداً فرمایا کہ قاضی صاحب کی خدمت میں آیا کریں۔

احقر نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فتویٰ تکفیر قادیان پیش کیا جو قاضی صاحب کے علم میں نہیں تھا جس پر احقر نے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد مولانا کرم دین رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط بھی دکھائے جسے دیکھ کر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے۔ یہ 1974ء کی بات ہے۔

فتویٰ تکفیرِ قادیان کی روئیداد (۱):

اس فتویٰ میں قادیانیوں (مرزائیوں) کے کفر پر ہندوپاک کے پچیس شہروں کے ایک سو سولہ جید علماء ومشائخ کے دستخط ثبت ہیں جن میں سے چند مشہور اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

شیخ الادب مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا رسول خان رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا نور محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم۔

یہ اگست 1974ء کی بات ہے کہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت کے احباب

---

(۱) یہ فتویٰ 1974ء میں قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا اور مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو جو کتاب قادیانیوں کے خلاف پیش کی تھی اس میں یہ فتویٰ بھی شامل تھا۔ 26 اگست 1974ء کو جب قومی اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا تو ہر ممبر کے سامنے اس فتویٰ کی کاپی موجود تھی۔

اس فتویٰ کی واحد کاپی جو احقر کے پاس تھی تین دن کے وعدے پر لے گئے مگر چالیس دن گزرنے پر بھی واپس نہ کی تو احقر کو مجبوراً راولپنڈی کا سفر کرنا پڑا، چنانچہ لیاقت باغ کے اڈے سے اتر کر سکول والی مسجد میں وضو کی غرض سے گیا تو وہاں مولانا یوسف لدھیانوی جو ہمارے عزیز تھے اور رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے تھے مشکوٰۃ شریف پڑھا رہے تھے طلباء میں حضرت صوفی احمد دین رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے میں نے راولپنڈی آنے کا مقصد بیان کیا تو مولانا یوسف صاحب نے فرمایا کہ میں بھی آپ کے ساتھ دفتر ختم نبوت چلتا ہوں۔ چنانچہ ہم دفتر ختم نبوت پہنچے تو داخل ہوتے ہی ایک صاحب آئے اور انہوں نے مجھے پوچھا کہ آپ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ ہیں۔

تو میں نے کہا جی! آپ نے کیسے پہچانا۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ کے چہرہ سے۔ اور اپنا تعارف کروایا کہ میرا نام رحمت اللہ ہے اور آپ کے والد صاحب کا شاگرد ہوں۔ ہم نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا تو انہوں نے اس سلسلہ میں مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ کتابوں کا اسٹاک مولانا عبدالرحیم اشعر کے پاس تھا۔ مولانا رحمت اللہ کی کوشش سے رسالہ (فتویٰ) واپس مل گیا۔

شام کو جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی قاری سعید الرحمٰن صاحب ابن حضرت مولانا عبدالرحمٰن کیمبل پوری رحمۃ اللہ علیہ (موجودہ اٹک) کے مدرسہ میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے فتویٰ دکھایا تو حضرت نے فرمایا میں نے زندگی میں پہلی بار دیکھا ہے آپ اس کو ہم سے نہ لے جائیں۔ تو احقر نے عرض کیا کہ حضرت اسے چھپوانے کا پروگرام ہے میں آپ کو اس کی فوٹو کاپی بجھوادوں گا۔ اور بعد میں حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فوٹو کاپی بجھوا بھی دی۔ ابھی اس بات کو چند دن ہی

گزرے تھے کہ احقر حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کچھ حضرات تشریف لائے مجھے وہاں پا کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہم نے آپ کے لیے ہی لائل پور (موجودہ فیصل آباد) کا سفر کیا ہے اور فرمایا کہ آپ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی ضمانت لے لیں اور اصل فتویٰ عنایت فرمادیں۔ ہم نے قومی اسمبلی کے اجلاس میں پیش کرنا ہے اور ساتھ ہی حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام دیا کہ اگر یہ ہو بہو اسی طرح چھاپ دیا جائے تو بہت اچھا ہوگا، اس پر میں نے عرض کیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وناموس کا مسئلہ ہے کسی کی ضمانت کی کوئی ضرورت نہیں آپ یہ لے جائیں۔ اس کو چھپوانے کے لیے تگ ودو شروع کی اس وقت قادیانیوں کے خلاف کچھ بھی چھاپنے کی پابندی تھی پولیس کے چھاپے پڑ رہے تھے۔ میں نے مولانا اللہ وسایا کے ساتھ مل کر لاہور کے کئی چکر لگائے تاکہ یہ فتویٰ چھپ جائے مگر کسی نے حامی نہ بھری۔ آخر کار فیصل آباد میں ایک پریس والے کو تیار کیا کہ اگر کوئی مسئلہ ہوا تو ہماری ذمہ داری ہے۔ چنانچہ رات کو پریس کے باہر تالے لگا کر اندر چھپائی کا کام شروع کر دیا۔ ساتھ ہی فولڈنگ والا بھی بلا لیا اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایک رات میں تین ہزار کاپیاں چھاپ دیں۔ غالباً 24 اگست 1974ء کی صبح چار بجے مولانا اللہ وسایا صاحب کو پانچ سو نسخے دے کر روانہ کر دیا تاکہ مفتی محمود صاحب کو پہنچا دیں۔ ختم نبوت والوں کے پاس جب یہ فتویٰ پہنچا تو انھوں نے مختلف جلسوں میں میرا نام لے کر تحسین وداد سے نوازا۔

نیو ٹاؤن مدرسہ میں ایک استاذ جو یزیدی خیالات کے تھے ایک بار حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ نیو ٹاؤن تشریف لائے اور بیان کیا۔ جس پر وہ استاذ خفا ہو گئے اور استعفیٰ پیش کر دیا۔ حضرت مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اس وقت مہتمم تھے

انہوں نے کہا کہ ''آپ استعفیٰ کیوں دیتے ہیں یہ جو عقیدہ قاضی صاحب نے بیان کیا ہے یہی ہمارے اکابر کا عقیدہ ہے ہم یزید کو فاسق و فاجر سمجھتے ہیں'' لیکن انہوں پھر بھی استعفیٰ دے دیا۔

حضرت قاری طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اختلاف تو ہمارا رافضیوں سے ہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے تو نہیں ہے تم رافضیوں کے مقابل یزید کی تعریف کیوں کرتے ہو؟

5۔حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی رحمۃ اللہ علیہ (کراچی):

1979ء میں احقر مدینہ مسجد کلفٹن کراچی میں خطیب تھا کبھی کبھار حضرت عارفی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں علاقہ پاپوش میں حضرت کے مطب پر ملاقات کے لیے حاضر ہوتا تھا۔ حضرت احقر کو اپنے سامنے والی کرسی پر بیٹھنے کا فرماتے۔ حال احوال کے بعد وہ تمام سوالات جو میں نے ذہن میں سوچ کر رکھے ہوتے تھے کہ ان کے جوابات حضرت سے پوچھنے ہیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود ہی بات شروع کرتے اور دورانِ گفتگو وہ تمام جوابات ارشاد فرمادیتے اس طرح مجھے پوچھنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ ایک بار حضرت والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کی تمام دستیاب تصانیف حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیں جس پر حضرت بہت خوش ہوئے اسی کے ساتھ ہی فتویٰ تکفیر قادیان بھی دیا جسے دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ یہ ہمارے مذاق کے خلاف ہے جس پر احقر نے حضرت ڈاکٹر صاحب کے شیخ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط دکھائے جو انہوں نے ۱۳۳۶ھ میں اس فتویٰ پر ثبت فرمائے تھے جسے دیکھ کر حضرت ڈاکٹر صاحب نے فتویٰ رکھ لیا۔

6۔حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ (کراچی):

اسی زمانے میں احقر مدرسہ بنوری ٹاؤن میں بھی حاضر ہوتا تھا جہاں

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم سے ملاقات ہوتی تھی۔ حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے تو دوستانہ تعلق تھا۔ اور حضرت نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت تھی اور میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز بیعت بھی تھے۔ بانی انجمن اشاعت قرآن عظیم سید جمیل صاحب اکاؤنٹنٹ جنرل مشرقی پاکستان جو حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے، احقر پر بے حد شفقت فرماتے۔ جب احقر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو حضرت احقر کے والد صاحب کی نسبت کا لحاظ فرماتے ہوئے کھڑے ہو جاتے۔

احقر کی اپنے والد محترم حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ 1962ء میں عمرہ کی سعادت کے لیے بذریعہ ریل کراچی روانگی ہوئی والدہ محترمہ بھی ہمراہ تھیں۔ جب گاڑی لانڈھی اسٹیشن پہنچی تو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ علماء کے وفد کے ساتھ ہمارے استقبال کے لیے موجود تھے۔ جن میں سید محمد جمیل، زکریا کامدار، مولانا طاسین داماد حضرت بنوری، حضرت مفتی احمد الرحمٰن سابق مہتمم بنوری ٹاؤن وغیرہ۔ سٹی اسٹیشن تک ہمارے ہمسفر رہے اور ہمیں قیام گاہ پہنچا کر رخصت ہوئے۔ ہمارا قیام بابو جی عبدالعزیز کے ہاں ہوا۔ ان دنوں حضرت اقدس رائے پوری کا قیام لاہور میں تھا بابو صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر تھے جب میں والد صاحب کے ساتھ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے حاضرت ہوا تو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بابو عبدالعزیز کو کراچی میں اپنے گھر ہمارے قیام کے متعلق تاکید فرمائی۔ چنانچہ روزانہ بعد عصر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے رہے ان کے ہمراہ اکثر سید محمد جمیل کے والد سید خلیل بھی ہوتے اور مغرب تک علمی وروحانی مجلس جاری رہتی اسی

سفر میں والد صاحب کو جامعہ بنوری ٹاؤن بھی لے کر گئے۔ اس کے بعد ان کے داماد مفتی احمد الرحمٰن ابن مولانا عبدالرحمٰن کیمبل پوری سے میرا دوستانہ تعلق رہا ایک مرتبہ حضرت والد صاحب کی تالیف کردہ اربعین پیش کی تو بہت سراہا اور تین سو نسخے طلب کیے اور علماء میں بھی یہ اربعین تقسیم فرماتے تھے۔

7۔ حضرت مولانا قاری شریف احمد رحمۃ اللہ علیہ (کراچی):

(خطیب مسجد سٹی اسٹیشن وخلیفہ حضرت مولانا حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامعہ مدنیہ لاہور)

احقر کا حضرت قاری صاحب سے بڑا دوستانہ تعلق رہا اکثر احقر سے ملاقات کے لیے مدینہ مسجد کلفٹن تشریف لاتے۔ اور میں خود بھی ملاقات کے لیے دکنی مسجد اور بعد میں مسجد سٹی سٹیشن حاضر ہوتا تھا، احقر کی حضرت قاری صاحب سے خط وکتابت بھی تھی اپنی تصنیف کردہ کتب ہدیہ فرماتے احقر نے بھی والد صاحب کی تصانیف ارسال کیں۔

8۔ حضرت مولانا عبداللہ شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (کراچی):

(خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

احقر سے مدینہ مسجد کلفٹن ملاقات کے لیے تشریف لاتے اور احقر کو بھی اپنے ہاں آنے کا فرماتے، میں نے ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحب سے تصوف کی حقیقت کے بارے استفسار کیا تو حضرت نے نہایت مختصر اور جامع جواب عنایت فرمایا کہ ”تصوف نام ہے اتباع شریعت کا۔“

مسجد فیض الغفور شاہ فیصل میں پہلی بار جب حاضر ہوا تو مسجد کے صدر دروازے پر ایک بورڈ آویزاں تھا ”یہاں پر تبلیغی جماعت کا داخلہ ممنوع ہے“ احقر کو حیرت ہوئی تو حضرت شاہ صاحب سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا ”تبلیغی جماعت بھی ہماری ہے اور اس کے اکابر بھی ہمارے ہیں لیکن ان

کے رویہ کی وجہ سے یہ پابندی لگائی ہے۔“

9۔حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (کراچی):

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا ملاقات کا شرف حاصل ہوا یہ اس زمانہ کی بات ہے جب حضرت عمدۃ الفقہ تصنیف فرما رہے تھے حضرت نے اپنی دیگر تصنیفات بھی عنایت فرمائیں۔ایک بار مدینہ مسجد کلفٹن تشریف لائے خدام بھی ساتھ تھے۔تو میں نے عرض کیا حضرت آپ نماز کی امامت کروائیں تو فرمایا کہ نماز تو ہم آپ ہی کے پیچھے پڑھیں گے۔

10۔ حضرت مولانا محمد مظہر بقا انصاری رحمۃ اللہ علیہ (کراچی):

حضرت مولانا کی احقر کے قریب ہی رہائش تھی جب حضرت سے پہلی ملاقات ہوئی تعارف ہوا تو احقر کے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کو فوراً پہچان گئے احقر پر بے حد مشفق تھے بہت زیادہ مہمان نوازی فرماتے اپنی تصنیفات عنایت فرمائیں۔

11۔حضرت مولانا ابرار الحق کلیانوی رحمۃ اللہ علیہ (کراچی):

(خلیفہ مجاز حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ عارفی رحمۃ اللہ علیہ)

غالباً 2001ء کی بات ہے احقر کو حضرت کی مسجد قبا میں جمعہ پڑھنے کا اتفاق ہوا میرا حضرت سے تعارف نہیں تھا۔حضرت کا کافی حلقۂ مریدین تھا بعد نماز جمعہ تمام مریدین سے مصافحہ کرتے۔پہلی بار جب حاضر ہوا نماز جمعہ کے بعد جب مصافحہ کرنے لگے تو مجھ پر نظر پڑی میں ایک طرف بیٹھا ہوا تھا سب کو چھوڑ کر نہایت محبت سے مجھے آکر ملے اور فرمایا میرا دل کہہ رہا تھا کہ اللہ کا کوئی نیک بندہ ہے اور مجھ سے دعا کی درخواست کی۔اور اپنے خادم خاص کو ہمارے کھانے کی تاکید کی پھر جب بھی حاضری ہوئی تو سارے معمول چھوڑ کر احقر کے پاس آجاتے حضرت خود بہت زبردست عامل بھی تھے ایک بار حاضر ہوا تو مجھے علیحدگی میں فرمایا

کہ آپ میرا علاج سحر کر دیں۔

ایک بار ملاقات کے بعد فرمایا میری کل حج کے لیے روانگی ہے دعا فرمائیں اور ایک عدد سرخ رومال ہدیہ فرمایا حضرت کا مجھ سے تعلق دیکھ کر ان کے کچھ مریدین نے بھی مجھ سے روحانی علاج کروایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے الحمد للہ فائدہ بھی ہوا۔

12۔ حضرت مولانا حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ (کراچی):

احقر کی حضرت حکیم صاحب سے اکثر ملاقات ہوتی رہی جب کہ اس وقت خانقاہ و مسجد ابھی تعمیر نہ ہوئی تھی آخری عمر میں حق الیقین صاحب کے ساتھ بہت سی ملاقاتیں ہوئیں۔ ایک بار حضرت کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا جبکہ حضرت کو فالج کا حملہ ہو چکا تھا۔ تو حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ آپ میرے لیے دعا کرتے ہیں میں نے عرض کیا جی کرتا ہوں۔ حضرت نے اپنی کچھ تصانیف بھی عنایت کی تھیں۔

13۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ (کراچی):

میں 1964ء سے حضرت مولانا کو جانتا ہوں ہمارے گھر بھی تشریف لاتے رہے۔ جب احقر مدینہ مسجد کراچی میں خطیب تھا تو حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے اکثر مدرسہ نیوٹاؤن حاضر ہوتا تھا آپ عمر میں مجھ سے بڑے تھے لیکن حضرت کا مجھ سے دوستانہ تعلق تھا اکثر مجھ سے فرماتے کہ مجھے ذکر کا وقت نہیں ملتا۔ تو احقر حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص متعلقین جو ختم نبوت کے لیے دن رات سرگرم عمل رہتے تھے کی مثال دے کر حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کو تسلی دیتا کہ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ

حضرات حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرتے تھے کہ ہمیں ذکر کا وقت نہیں ملتا جس پر حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے آپ جو ختم نبوت کا کام کر رہے ہیں یہی آپ لوگوں کا ذکر ہے، میں کبھی کبھار فلاح مسجد نصیر آباد بھی حضرت شہید سے ملاقات کے لیے حاضر ہوتا، حضرت کی رہائش مسجد سے کچھ فاصلہ پر تھی۔ حضرت کھانے کے لیے احقر کو اپنے ساتھ گھر لے جاتے۔

احقر کراچی کو چھوڑ کر فیصل آباد منتقل ہو گیا۔ 1998ء کے آخر میں تقریباً تیس سال بعد احقر پھر کراچی منتقل ہو گیا طبیعت کی ناسازی اور مصروفیت کی بنا پر حضرت شہید کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ 15/مئی بروز ہفتہ 1999ء، ۲۸/محرم الحرام ۱۴۲۰ھ کو دفتر ختم نبوت مسجد باب الرحمت میں ملاقات کے لیے حاضر ہوا بہت شفقت اور محبت سے پیش آئے احقر نے بیعت کے لیے درخواست کی تو فرمایا آپ پہلے کس سے بیعت ہیں تو احقر نے عرض کیا کہ حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوا حضرت کے انتقال کے بعد حضرت شیخ الحدیث سے تعلق رہا یہ سن کر حضرت شہید نے کچھ توقف کے بعد فرمایا۔ ''چھوٹا منہ بڑی بات کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں''۔ اس کے بعد حضرت شہید نے مناجات مقبول پڑھنے کا فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ حزب الاعظم پڑھتا ہوں تو بہت خوش ہوئے پھر ذریعہ الوصول کا فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ دلائل الخیرات پڑھتا ہوں تو بے حد خوش ہوئے۔ اور تین بار ماشاء اللہ کہا اور فرمایا پھر کسی اور چیز کی آپ کو بالکل ضرورت نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ان شاء اللہ ذریعۃ الوصول بھی پڑھوں گا۔

حضرت شہید کے خادم خاص اطہر عظیم نے احقر سے عرض کیا کہ اپنے کچھ حالات ارشاد فرمائیں تاکہ رسالہ میں چھاپ دیں احقر نے معذرت کر لی۔ یہ

واقعہ قبل از ظہر کا ہے بعد نماز ظہر حضرت نے اپنے صاحبزادے طیب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے اہتمام سے کھانا منگوایا۔ کھانے کے بعد جب ہم دوبارہ حضرت شہید کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مولانا سعید احمد جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی نشست پر موجود تھے۔ تو حضرت نے احقر کا تعارف مولانا جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ سے کروایا اور اجازت کا بھی بتلایا۔ عصر سے قبل جب حضرت فلاح مسجد کے لیے روانہ ہو رہے تھے تو اسی وقت مفتی جمیل خان شہید دفتر میں داخل ہوئے تو حضرت نے ان سے بھی احقر کا تعارف کروایا اس کے بعد حضرت سے بے شمار بار ملاقات ہوئی۔

احقر جب بھی دفتر ختم نبوت حاضر ہوتا تو حضرت اپنے کام میں مصروف ہوتے احقر کو حضرت اپنے برابر میں بیٹھا لیتے اور فرماتے آپ کے بیٹھنے سے میرا کوئی حرج نہیں ہوتا آپ بیٹھے رہا کریں۔ حضرت شہید کی شہادت کے کچھ دنوں بعد احقر کی فلاح مسجد میں 6/ اکتوبر 2000ء بروز جمعہ صاحبزادہ مولانا یحییٰ لدھیانوی سے ملاقات ہوئی اس سے پہلے ان سے شناسائی نہ تھی انہوں نے ملتے ہی کہا کہ آپ ابا جی کے خلیفہ معلوم ہوتے ہیں۔ تو میں نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا تو انہوں نے کہا میرا دل کہتا ہے پھر انہوں نے بتایا ایک دن ابا جی گھر تشریف لائے اور مجھے فرمایا کہ خلفاء کی فہرست والا رجسٹر لاؤ۔ اور بڑے اہتمام سے آپ کا نام درج کروایا تو آپ وہی معلوم ہوتے ہیں۔ مجھے حضرت نے تقریباً اپنی تمام تصانیف عنایت فرمائی تھیں۔ احقر ایک مرتبہ حضرت کی خدمت میں حاضر تھا کچھ احباب حضرت کی ملاقات کے لیے آئے تو دورانِ گفتگو حضرت نے فرمایا تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے۔ سب نے حضرت کی بات کی تائید کی لیکن احقر نے سوال عرض کیا کہ حضرت کس کے پیچھے؟ اس پر حضرت میری طرف متوجہ ہوئے میں نے عرض کیا جب ہم نماز پڑھنے کے بعد امام سے ملاقات کرتے ہیں تو

وہ یزیدی نکل آتا ہے دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں تو وہ حیات النبی کا منکر مماتی نکلتا ہے تیسرے کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں تو وہ مودودی نکلتا ہے چوتھے نے (سیاہ) خضاب لگایا ہوتا ہے۔ حضرت بڑے غور سے ٹیک لگائے میری بات سن رہے تھے جب میں نے خضاب والی بات کی تو حضرت سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور دائیں ہاتھ کی مٹھی بند کر کے جلال میں فرمایا: ''جو شخص خضاب لگاتا ہے اس کے پیچھے ہرگز ہرگز نماز نہیں ہوتی''۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ نمازیں لوٹا لوٹا کے میرے تو گھٹنے درد کرتے ہیں۔ اس کے بعد مولانا سید عطاء المحسن بخاری کا خط نکال کر دکھایا جس کا عنوان تھا۔ یزیدی کون؟ حضرت نے فرمایا بس میں یہ آپ کو دکھانا چاہتا تھا۔

ایک مرتبہ ہم نے فاروق اعظم مسجد نارتھ ناظم آباد میں جمعہ ادا کیا نماز کے بعد مولانا عزیز الرحمٰن استاذ الحدیث دار العلوم کراچی سے ملاقات ہوئی۔ ان سے کسی نے خضاب کے متعلق مسئلہ پوچھا۔ وہ ابھی سمجھا ہی رہے تھے کہ احقر نے حضرت لدھیانوی شہید کا جواب نقل کر دیا جس پر مولانا عزیز الرحمٰن بھی اسی جواب پر پختہ ہو گئے۔ اور ساتھ ہی فرمایا جو خضاب لگاتا ہے وہ لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔

14۔ حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی مدّ ظلہٗ (صدر دار العلوم کراچی):

یہ 2003ء کی بات ہے احقر کی تقریباً تیس سال کے بعد دار العلوم کراچی حاضری ہوئی حضرت مفتی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ بہت ہی خوشی کا اظہار فرمایا۔ احقر نے والد صاحب کی تالیف کردہ ''اربعین'' کے پانچ سو نسخے دورہ حدیث کے طلباء کے لیے ہدیہ کیے۔ حضرت مفتی صاحب نے اسی وقت کھول کر ملاحظہ کیا اور پسند کیا پھر فرمایا کہ آپ ہمیں آٹھ سو نسخے دیں اور اپنے معاون خصوصی اشرف ملک صاحب کو بلا کر اربعین کی تقسیم کی ترتیب خود بتائی اور تاکید کی

کہ اسے ''البلاغ'' میں چھاپ دیں حضرت نے اکرام بھی فرمایا اور چھوٹے بیٹے کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور اپنی کچھ تصانیف ہدیہ کیں جس میں نوادر الفقہ بھی تھی۔ احقر اگلے روز مزید تین سو نسخے لے کر حاضر ہوا حضرت مفتی صاحب بہت زیادہ ممنون ہوئے اسی طرح حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدّ ظلہٗ سے بھی قریبی تعلق رہا بارہا دار العلوم کراچی میں ملاقاتیں ہوئیں۔

جب احقر کلفٹن کی مدینہ مسجد میں خطیب تھا تو مفتی صاحب حضرت والد صاحب کے ساتھی مولانا محمد بن موسیٰ جنوبی افریقہ کے صاحبزادے مولانا ابراہیم میاں کے ہمراہ ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ بہت اچھی علمی مجلس رہی۔

15۔ حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر مدّ ظلہٗ (کراچی):

حضرت ڈاکٹر صاحب سے کئی سال بعد پہلی ملاقات ہوئی احقر نے اپنا تعارف کروایا تو بہت ہی خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ ہمارے استاذ محترم حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے والد محترم حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کا اکثر ذکر خیر فرماتے تھے کہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں نمایاں مقام حاصل تھا۔ احقر جب بھی ملاقات کے لیے حاضر ہوتا ہے تو دفتر میں داخل ہوتے ہی احتراماً کھڑے ہو جاتے ہیں احقر نے کئی مرتبہ ''اربعین'' طلباء میں تقسیم کے لیے دی تو بڑے اہتمام سے تقسیم کروائی اور احقر کو اپنی تصانیف بھی عنایت فرمائی اس کے علاوہ عطرِ گلاب کا مخصوص ہدیہ بھی کئی بار عنایت فرمایا۔

ایک بار اربعین وصول کرنے کے بعد اس کا ہدیہ دریافت فرمایا تو احقر نے عرض کیا کہ یہ ویسے ہی ہدیہ ہے اور فرمایا کہ آپ مجھے اسے جدید انداز میں چھاپنے کی اجازت دے دیں۔ جب احقر کو معلوم ہوا کہ حضرت ڈاکٹر صاحب کا تعلق قادری سلسلہ کے بزرگ حضرت شیخ عبد القادر عیسیٰ سے ہے۔ شیخ کا تعلق شام

کے شہر حلب سے تھا۔ حنفی مسلک کے پیروکار اور سلسلہ قادریہ کے بزرگ تھے مکہ مکرمہ حرم پاک میں ان سے ملاقات ہوئی تعارف ہوا تو سب سے پہلے انہوں نے حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا کہ ''شیخ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کو آپ جانتے ہیں''؟ تو میں نے عرض کیا ''هُوَ جَدُّنَا'' (وہ ہمارے دادا جان کی طرح ہیں) پھر انہوں نے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دریافت فرمایا۔ تو میں نے عرض کیا ''هُوَ عَمّنَا'' (وہ ہمارے چچا کی طرح ہیں) اس پر شیخ عبدالقادر عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی خوش ہوئے اور محبت فرمانے لگ گئے۔ میں نے جب ڈاکٹر صاحب کو بتایا تو بہت ہی خوش ہوئے پھر حضرت شیخ سے اپنے تعلق اور ان کے طریقہ تربیت ظاہری و باطنی پر سیر حاصل گفتگو ہوئی جب بھی احقر حاضر ہوا تو بغیر اکرام کے واپس نہ جانے دیا۔

16۔ حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمۃ اللہ علیہ (کراچی):

حضرت کا درس جو اتوار کے روز بنوری ٹاؤن میں ہوتا تھا، احقر وہاں حاضر ہوا، درس کے بعد ملاقات ہوئی تعارف ہوا تو بہت ہی خوشی کا اظہار فرمایا اور فرمایا نفحۃ العنبر میں بھی حضرت بنوری نے آپ کے والد محترم کا ذکر کیا ہے۔ میں نے حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی فہرست میں آپ کا نام تو پڑھا تھا اب زیارت بھی ہوگئی پھر فرمایا: ''شامزئی خود ملاقات کے لیے حاضر ہوگا'' میں نے اربعین ہدیہ کی تو بہت ہی خوش ہوئے۔

17۔ حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (کراچی):

حضرت مفتی صاحب سے ہماری عزیز داری بھی ہے احقر ایک بار حضرت سے ملاقات کے لیے دارالافتاء والارشاد ناظم آباد حاضر ہوا قواعد وضوابط کی وجہ سے ملاقات میں تاخیر ہوئی جب ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا آپ کے

ہاں قواعد وضوابط بہت ہیں۔اس پر مفتی صاحب نے فرمایا قواعد وضوابط عوام کے لیے ہیں آپ کے لیے نہیں'' پھر خادم کو بلا کر ڈانٹا اور اسے تاکید کی کہ جب بھی مولانا تشریف لائیں تو مجھے فوراً اطلاع کریں۔اپنی تصانیف بھی عنایت فرمائی جس میں ارشاد القاری بھی تھی یہ ۱۳۹۵ھ کی بات ہے۔

اس کے بعد بھی کئی بار حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا، ایک بار دورانِ گفتگو فرمایا کہ مفتی رفیع عثمانی اور مفتی محمد تقی عثمانی دونوں میرے شاگرد ہیں نماز فجر کے لیے میری ایک ہی آواز پر دونوں فوراً اٹھ جاتے تھے۔

18۔ حضرت شیخ مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ (کراچی):

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جامعہ فاروقیہ حاضری ہوئی حضرت کے صاحبزدے نے دفتر میں بٹھایا تو وہاں حضرت موجود نہیں تھے صاحبزادہ نے احقر سے کہا کہ آپ ابا جی سے حال احوال کرلیں۔تو میں نے حیرانی سے پوچھا کہ کمرہ تو خالی ہے اور حضرت موجود نہیں۔اس پر انہوں نے کہا آپ بات تو کریں میں نے سلام عرض کیا تو حضرت کا جواب آیا تب معلوم ہوا کہ کیلنڈر کے پیچھے مائک موجود ہے جس کے ذریعے بات چیت ہو رہی تھی۔کچھ دیر بعد حضرت تشریف لے آئے حضرت سے کچھ دیر ملاقات رہی پھر رخصت ہوا۔

ایک عرصہ بعد 2010ء میں حضرت سے ملاقات ہوئی، حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری کی شہادت پر دفتر ختم نبوت میں تعزیتی جلسے پر تشریف لائے تو مجھے فرمایا کہ آپ کا قیام کراچی میں ہے؟ عرض کیا جی تو فرمایا آپ تشریف کیوں نہیں لاتے؟ عرض کیا ان شاء اللہ ضرور حاضر ہوں گا۔ناسازیٔ طبیعت ودیگر مصروفیات کی وجہ سے جلد حاضر نہ ہوسکا، پھر 2012ء میں ملاقات کے لیے حاضر ہوا بعد عصر بہت ہی خوشی کا اظہار فرمایا۔

احقر نے مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں حضرت کی رائے دریافت کی تو فرمایا میرا عقیدہ وہی ہے جو ''المهند على المفند'' میں اکابر علماء دیوبند کا ہے۔ اور مزید فرمایا کہ میں منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتا ہوں کہ میرے مدرسہ میں نہ آیا کریں اور نہ ہی اپنے ادارے میں مجھے بلائیں''۔

اذان مغرب پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ امامت کروائیں گے تو احقر نے معذرت کی کہ میں گھٹنوں کی تکلیف کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھتا ہوں حضرت والد صاحب کے بارے میں تفصیلی گفتگو ہوئی اور بعد ازاں عشاء سے پہلے واپسی ہوئی۔

19۔ حضرت مفتی محمد زرولی خان رحمۃ اللہ علیہ (کراچی):

حضرت مفتی صاحب سے ملاقاتیں تو اس دور میں بھی ہوتی رہیں جب میں مدینہ مسجد کلفٹن میں خطیب تھا پھر فیصل آباد سے دوبارہ کراچی منتقل ہوا تو پھر ملاقات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ 2003ء کی بات ہے جب ''اربعین'' لے کر بعد مغرب حاضر ہوا تو حضرت نے پہچانتے ہی بہت عزت افزائی فرمائی۔ جب اربعین کے تین سو نسخے پیش کیے تو فرمایا کہ مزید عنایت فرمائیں احقر کی رہائش چونکہ قریب ہی تھی؛ اس لیے مزید نسخے لے کر بوقت عشاء دوبارہ پہنچے۔ حضرت مفتی صاحب نے بعد نماز عشاء حضرت والد صاحب کا تعارف اور اربعین کی اہمیت وافادیت پر گفتگو فرمائی اور احقر سے فرمایا کہ دلی خواہش تو یہ ہے کہ آپ اپنے دست مبارک سے طلباء میں تقسیم کریں اور احقر کو اپنی مسند خاص پر بٹھایا اور خود قریب ہی صوفے پر تشریف فرما ہوئے۔ اربعین تقسیم ہونے کے بعد حضرت مفتی صاحب بذات خود اندر تشریف لے گئے اور دو عدد کپڑے کے تھان بطور ہدیہ مجھے اور بیٹے محمد راشد انوری کو عنایت کیے۔ اور بے حد اکرام کیا اور فرمایا کہ آپ کا اپنا ادارہ ہے تشریف لایا کریں۔ حضرت مفتی صاحب حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے

عاشق زار ہیں احقر سے بھی زیادہ لگاؤ اسی وجہ سے ہے کہ احقر کے والد صاحب حضرت شاہ صاحب کشمیری کے تلمیذ خاص ہیں۔ احقر سے ایک ملاقات میں حضرت والد صاحب کی تصنیف ''انوار انوری'' کے متعلق دریافت کیا جس پر میں نے اگلی ملاقات میں پیش کردی تو بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد کی ملاقات میں والد صاحب کی دیگر تصانیف بھی پیش کیں تو انتہائی خوش ہوئے اور فرمایا کہ آپ اس پیرانہ سالی میں ہمیں علمی دستاویزات فراہم کررہے ہیں اور احقر سے انوار انوری کی اشاعت کی خواہش ظاہر کی تو میں نے بخوشی اجازت دے دی۔ اور پھر انوار انوری شائع بھی ہوئی، بار ہا انوار انوری حصہ دوم کا تقاضا فرمایا جس پر احقر نے عرض کیا کہ وہ حوادث زمانہ کی نذر ہوگیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے اپنی تصانیف بھی عنایت فرمائی۔

20۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ:

احقر ایک بار حضرت مفتی زرولی خان صاحب سے ملاقات کے لیے احسن العلوم حاضر ہوا تو مجھے فرمایا کہ مولانا منظور چنیوٹی بھی آئے ہوئے ہیں۔ ان کا مسجد میں بیان جاری تھا۔ حضرت چنیوٹی سے ملاقات ہوئی ایک ساتھ کھانا کھایا۔ مولانا سے کافی دیر علمی گفتگو ہوتی رہی۔ مولانا کا اگلے روز بنگلہ دیش کا سفر تھا مولانا کی تصنیف ''ردّ قادیانیت کے زرّیں اصول'' جو کہ حضرت مفتی صاحب نے شائع کی تھی جس کا ابھی ایک ہی نسخہ آیا تھا حضرت مفتی صاحب نے مجھے عنایت فرمایا۔

21۔ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد بہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

5/اگست 2012ء، ۱۶/رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ کو مفتی زرولی خان صاحب کے ہاں افطاری تھی۔ افطار سے کچھ قبل خواجہ صاحب مع احباب بھی تشریف لائے۔ احقر سے تعارف ہوا بعد نماز حیات النبی اور ذکر اللہ پر گفتگو ہوئی۔

احقر نے ان کے والد حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ جو مسئلہ حیات النبی پر ہے بھیجنے کی درخواست کی۔

دورانِ گفتگو بیٹھ کر نماز پڑھنے کے متعلق مولانا عزیز احمد بہلوی نے حضرت خواجہ خان محمد صاحب کا ایک واقعہ سنایا کہ آخری عمر میں بھی خواجہ صاحب حتی الامکان کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ بیٹھ کر پڑھ لیا کریں۔ جس پر حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا اگر میں بیٹھ کر پڑھوں گا تو مریدین لیٹ کر پڑھیں گے۔ جس پر مفتی صاحب نے کہا کہ خواجہ صاحب خاموش رہتے ہیں لیکن پھر بھی فیض جاری ہے۔

اس سے قبل ان کے بڑے بھائی جانشین حضرت بہلوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا خواجہ عبدالحیٔ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے فیصل آباد میں کئی بار ملاقات ہوئی۔ ایک مرتبہ فیصل آباد میں ایک مدرسہ کے سالانہ جلسہ پر تشریف لائے بعد میں ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ آپ جہاں تشریف لائے تھے وہ منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جس پر انہوں نے لاعلمی کا اظہار فرمایا۔

22۔ حضرت مولانا عبدالمعبود رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا کی نسبت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی احقر کی ان سے پہلی ملاقات مکہ مکرمہ میں ہوئی نام تو پہلے بھی سن رکھا تھا۔ فندق الامین میں قیام پذیر تھے جو حرم کے قریب تھا۔ جب زیارت کے لیے حاضر ہوا تو اکیلے ہی تشریف فرما تھے ایسے معلوم ہوا کہ جیسے کوئی فرشتہ بیٹھا ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ مولانا عبدالمعبود ہیں تو (عاجزی میں) فرمایا میں تو عبداللہ ہوں (یعنی اللہ کا بندہ ہوں) احقر نے مکرر عرض کیا کہ آپ ہی مولانا عبدالمعبود ہیں اس پر وہ خاموش رہے اور گفتگو کا سلسلہ چل نکلا۔ احقر کے والد محترم کو بھی جانتے تھے تعارف ہونے

پر بہت محبت فرمانے لگے۔ مولانا نے لمبی عمر پائی تقریباً 160 سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ 135 حج ادا کئے دو مرتبہ بال سیاہ ہوئے دو مرتبہ دانت دوبارہ آئے۔ آبائی علاقہ وادئ ہنزہ تھا۔ بعد میں اسلام آباد مقیم ہو گئے تھے۔ صدر جنرل ضیاء الحق بھی ان کی خدمت میں دعا کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ مولانا جب کراچی میں فیڈرل بی ایریا میں تشریف لائے تو احقر زیارت وملاقات کے لیے حاضر ہوا۔ حضرت نے احقر کی امامت میں نمازیں بھی ادا کیں۔ کچھ اوراد ووظائف کی اجازت بھی عنایت فرمائی۔ میں نے اپنی زندگی میں دو اشخاص ایسے دیکھے جن کے بدن سے خوشبو پھوٹتی تھی ایک میرے حضرت والد صاحب اور دوسرے حضرت مولانا عبدالمعبود صاحب۔ حضرت مولانا نے خود احقر کو سنایا کہ میں ایک بار تین دن کے لیے ممبئی بھارت گیا پاکستان سے روانگی پر وضو کیا تھا اور واپس پاکستان آکر وضو کیا بہت سے اکابر جن کی حضرت نے خود زیارت کی ہوئی تھی ان کے واقعات سنائے۔

23۔ ابن انور حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا سے ہمارا بہت گہرا اور قریبی تعلق ہے ان کے والد حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ان کے گھرانے کی کفالت حضرت والد صاحب نے اپنے ذمہ لے لی تھی۔ حضرت مولانا ہمارے ہاں بہت بار تشریف لاتے رہے۔ حضرت والد صاحب ان کا بہت اکرام فرماتے تھے۔ عرصۂ دراز کے بعد احقر کا حضرت مولانا سے رابطہ ہوا 8 رفروری 2005ء ۲۸ ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ کو حضرت سے ٹیلی فون پر رابطہ ہوا۔ تفصیلی گفتگو ہوئی بہت ہی خوشی کا اظہار کیا۔ فرمایا کہ تین دن بعد میرا بیٹا احمد خضر کراچی آرہا ہے اس کے ہاتھ آپ کے لیے کتابیں بھجوا رہا ہوں۔ میں نے تفسیر ابن کثیر کا جو ترجمہ حضرت مولانا نے کیا تھا اسے چھاپنے کی اجازت چاہی تو بخوشی اجازت مرحمت فرمائی اور

فرمایا کہ میں ان مکتبہ (فیض القرآن، دیوبند) والوں سے براہِ راست بھی آپ کی بات کروادوں گا۔ 11 فروری کو مولانا سید احمد خضر شاہ سلمہ اللہ نے کراچی پہنچتے ہی احقر سے رابطہ کیا تو احقر خود ملاقات کے لیے ان کی قیام گاہ پہنچ گیا انہوں نے مولانا انظر شاہ صاحب کی طرف سے بھیجی گئی کتب ہدیہ کیں۔ میں نے بھی والد محترم کی تصانیف ہدیہ کیں۔ جتنے دن قیام رہا تقریباً روزانہ ہی ملاقات رہی۔ 14/فروری کو الوداعی ملاقات ہوئی واپس پہنچ کر انہوں نے اپنے ماہنامہ محدّث عصر میں اپنا سفر نامہ تحریر کیا جس میں احقر کا ذکر بہت عمدہ الفاظ میں کیا احقر کو رسالہ اعزازی طور پر جاری کردیا۔

احقر نے دیوبند حاضری کی خواہش کا اظہار کیا تو مولانا احمد خضر نے خوشی کا اظہار فرما کر کہا کہ ضرور تشریف لائیں ہمارے لیے باعثِ سعادت ہوگا۔ آپ پاسپورٹ بنوا کر اطلاع فرمادیں باقی انتظامات احقر کے ذمہ، میں نے اپنے بیٹے محمد راشد انوری کی دیوبند میں تعلیم کے لیے بھیجنے کی مشاورت کی تو فرمایا آپ ان کو بھجوادیں ہم مکمل عالم وفاضل بنا کر بھیج دیں گے۔

میں نے حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے حیرت سے فرمایا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں؟ وہ آپ کے ہی والد محترم حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ 21/نومبر 2006ء، ۲۹ شوال ۱۴۲۷ھ کو حضرت مولانا انظر شاہ صاحب سے دیوبند میں ان کے گھر ٹیلی فون پر رابطہ ہوا حضرت نے اپنی بیعت وخلافت کی تفصیل بتائی اور احقر کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا اور فرمایا کہ آپ اپنا فیکس نمبر ارسال کردیں میں آپ کو تحریری اجازت نامہ فیکس کردوں گا۔

مولانا سید احمد خضر شاہ صاحب نے کراچی کے اس سفر کی روئیداد ماہنامہ

محدث عصر میں ان الفاظ کے ساتھ تحریر فرمائی:

''راقم الحروف اپنے نجی پروگرام کے تحت گذشتہ دنوں مختصر وقت کے لئے کراچی، پھر دوبئی پہنچا۔ کراچی کا حاصل سفر حضرت مولانا ایوب الرحمٰن صاحب انوری مدّظلہٗ ابن حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ لائل پوری سے ملاقات تھی۔ مولانا نے قدیم تعلقات اور خانوادہ انوری سے مضبوط و استوار رشتوں اور علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ محبت وعقیدت کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے اس ذرہ بے مقدار کو اپنی توجہات سامیہ سے نوازا۔ متعدد تالیفات اور کتابوں سے سرفراز فرمایا۔ اور ناچیز کی قیام گاہ پر صاحبزادہ محترم (محمد راشد انوری) کے ہمراہ تقریباً روزانہ ہی تشریف فرما ہوتے رہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔'' (ص 43 ماہنامہ محدث عصر دیوبند مارچ 2005ء)

24۔ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکّی رحمۃ اللہ علیہ:

مولانا عبدالحفیظ مکی رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم جناب ملک عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ میری بڑی بے تکلفی تھی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے جب انہیں اجازت وخلافت سے نوازا تو ملک عبدالحق صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ''میں تو گدھا ہوں'' اس پر حضرت شیخ الحدیث نے جواباً فرمایا کہ ''مجھے تیرے جیسے گدھے ہی چاہئیں۔ گدھے تھے تو میرے قابو آ گئے چست چالاک ہوتے تو میرے ہاتھ کہاں آتے''۔

جب ان کا قیام فیصل آباد میں تھا تو اکثر ملاقات ہوتی انہوں نے میرے حضرت والد صاحب سے احقر کے رشتہ کے سلسلہ میں بھی بات کی تھی۔ ان

کے خاندان کے اکثر نکاح حضرت والد صاحب نے پڑھائے۔ اس کے بعد جب بھی حرمین شریفین کا سفر ہوا تو مکہ مکرمہ ملاقات ہوجاتی اور کئی بار محبت بھری ناراضگی کا اظہار فرماتے کہ آپ میرے ہاں کیوں نہیں قیام کرتے۔ بعض اوقات زبردستی ساتھ لے جاتے اور بہت اکرام فرماتے۔ مولانا عبدالحفیظ مکّی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی وہیں ملاقات ہوتی یہ بھی میرا بہت احترام فرماتے۔ پاکستان میں بھی کافی ملاقاتیں ہوئیں۔ عرصہ بعد 2007ء میں تقویۃ الایمان مسجد کراچی میں ملاقات ہوئی احقر کو پہچانتے ہی پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے انوارالوظائف ہدیہ کی بہت خوش ہوئے چوما اور شکریہ ادا کیا۔ اور فرمایا کہ میں سفر پر جا رہا ہوں واپسی پر تفصیلی ملاقات ہوگی۔ پھر 15رفروری 2007ء کو بعد از ظہر تقویۃ الامیان مسجد ملاقات ہوئی اربعین، ملفوظات حضرت رائے پوری ہدیہ کیں۔ اس کے بعد تخلیہ میں احقر نے اپنے بیٹے محمد راشد انوری کو بیعت کرنے کی درخواست کی حضرت نے بڑے پس وپیش کے بعد قبول فرمالیا۔ اور فرمایا کہ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی ہے ورنہ آپ کی نسبت بہت اونچی ہے اگلے دن کی ملاقات میں فتویٰ تکفیر قادیان پیش کیا تو بہت مسرت کا اظہار فرمایا اور فرمایا یہ بہت نایاب چیز ہیں میں نے حضرت سے خواہش ظاہر کی سعودیہ سے چھپنے والی تفسیر عثمانی کا ایک نسخہ آسانی ہو تو بھجوا دیجیے گا۔ پھر حضرت نے تفسیر عثمانی اور کچھ دیگر کتب بھجوائیں۔ جب انوارالوظائف کا نیا ایڈیشن چھپ کر آیا تو حضرت کراچی تشریف لائے ہوئے تھے احقر ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا تو خدام نے روکا تو بیٹے نے حضرت کے نمبر پر رابطہ کیا تو حضرت نے فوراً اندر بلالیا۔ جب اندر پہنچے تو حضرت لیٹے ہوئے تھے۔ ہمیں دیکھ کر اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا آپ محسوس نہ فرمائیں گھٹنوں میں تکلیف کی وجہ سے کھڑے ہوکر نہیں مل سکا۔ جب واپسی کی اجازت چاہی تو پیشانی کا بوسہ لیا۔ اس

کے بعد بھی جب حضرت کراچی تشریف لاتے تو ملاقات ہوجاتی۔

25۔ حضرت سید انور حسین نفیس الحسینی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (لاہور):

جب حضرت شاہ صاحب حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے تو اسوقت ان کا قیام فیصل آباد میں ہی تھا۔ حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا فیصل آباد اور قرب جوار میں تشریف لاتے تو بیعت ہونے والے حضرات کو تاکید فرماتے کہ مولانا محمد انوری لائل پوری سے رابطہ رکھیں۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب بھی حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق حضرت والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ حضرت شاہ صاحب نے کالج تک تعلیم فیصل آباد میں ہی حاصل کی تھی ملک واحد بخش صاحب انہیں انگریزی پڑھاتے تھے۔

ملک واحد بخش صاحب نے مولانا احمد سعید دہلوی سحبان الہند کی کتاب معلم الحجاج حضرت والد صاحب سے سبقاً سبقاً پڑھی تھی۔ ملک واحد بخش ہماری مسجد انوری کے جنرل سیکرٹری بھی تھے ملک صاحب کو مسائل حج پر اتنا عبور تھا کہ انہوں نے بڑے بڑے حضرات کی تصانیف میں بعض غلطیوں کی نشاندہی کی۔

پھر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور منتقل ہوگئے اور کبھی کبھار والد صاحب کی خدمت میں آتے رہے۔ میری 1994ء تا 1998ء کے عرصہ میں حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں اکثر حاضری رہی۔ دو تین بار عید الاضحیٰ کے موقع پر احقر نے حضرت شاہ صاحب کے ساتھ عید کی جس پر حضرت شاہ صاحب نے بہت زیادہ مسرت کا اظہار فرمایا۔ حضرت کے ہاں اونٹ کی قربانی ہوتی تھی۔ احقر کا حضرت کے ہاں کئی روز قیام رہتا۔ ٹھہرنے کا انتظام گھر کے سامنے جامعہ مدنیہ میں ہوتا تھا۔ اور طعام حضرت کے گھر ہوتا تھا۔

ناشتہ سے فراغت کے بعد اکثر اوقات میں مزار حضرت علی ہجویری

چلا جاتا اور ذکر اوراد معمولات پورے کر کے شام کے وقت حضرت کی خدمت میں آجاتا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ احقر سے فرماتے کہ میرا بھی وہاں سلام عرض کر دیں۔ میں جب مجلس میں حاضر ہوتا تو بے حد احترام فرماتے اور خدام سے فرماتے کہ مولانا کو اوپر بٹھائیں۔ اور جو علماء کرام ملاقات کے لیے آتے ان سے تعارف کرواتے۔ ایک مرتبہ حضرت اپنے گھر کریم پارک بالمقابل جامعہ مدنیہ اوپر والی منزل پر دھوپ میں تشریف فرما تھے۔ بیٹا محمد راشد انوری بھی میرے ساتھ تھا۔ احقر سے احوال ذکر معلوم کیے سن کر حضرت شاہ صاحب نے فرمایا میری طرف سے اجازت ہے کوئی اللہ کا نام پوچھے تو بتا دیا کریں۔

جمعرات ۲۶ رجب ۱۴۱۸ھ/ 27 نومبر 1997ء قبل از ظہر

26۔ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (کہروڑپکا):

یہ ۱۱ ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ بمطابق 19/اپریل 1997ء کی بات ہے کہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ مع رفقاء حضرت نفیس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ دورانِ گفتگو حزب الاعظم اور دلائل الخیرات کے متعلق بات ہوئی۔ جس پر احقر نے عرض کیا کہ یہ حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے معمولات میں شامل ہے۔ جس پر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بتلایا کہ ہم نے بھی شائع کروائی ہے میں کل آپ کے خدمت میں پیش کروں گا۔ چنانچہ اگلے روز مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نسخہ لے کر آئے حضرت شاہ صاحب نے فرمایا یہ میرے پاس نہیں ہے چنانچہ جو نسخہ احقر کے لیے لائے تھے وہ حضرت شاہ صاحب کو دے دیا۔ اور اس سے اگلے روز پھر احقر کے لیے نسخہ لائے۔ اس نسخہ میں الحزب الاعظم اور دلائل الخیرات کا ترجمہ حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور حضرت اقدس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ترتیب پر ہے۔ احقر جب کراچی منتقل

ہو گیا تھا تو وہاں حضرت مولانا لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط کے ذریعہ یہی نسخے بھجوانے کی درخواست کی جس پر حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تین عدد نسخے بذریعہ ڈاک بھجوا دیئے۔ایک مرتبہ مدرسہ بنوری ٹاؤن میں حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی جو کہ آخری ثابت ہوئی۔

27۔حضرت مولانا نعیم الدین مدّظلہٗ (جامعہ مدنیہ لاہور):

10رمئی 1995ء کی بات ہے کہ احقر حضرت نفیس شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر تھا مولانا نعیم الدین صاحب تشریف لائے۔حضرت شاہ صاحب نے ان سے تعارف کروایا۔مولانا نعیم الدین صاحب ،حضرت مولانا سید حامد میاں رحمۃ اللہ علیہ کے داماد ہیں۔احقر کے والد محترم اپنی ذاتی زکوٰۃ جامعہ مدنیہ ہی بھجواتے تھے۔ حضرت والد صاحب کے متعلق گفتگو ہوئی ،مولانا کو بتایا کہ والد محترم حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ دونوں کے خلیفہ تھے۔حضرت والد صاحب کو حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے غایت درجہ قلبی وروحانی تعلق تھا جس پر مولانا نے کہا کہ وہ فنا فی الشیخ ہوں گے۔تو میں نے کہا کہ اس سے بھی آگے تھے۔اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔مشہور مقدمہ بہاولپور میں جب حضرت شاہ صاحب کشمیری بہاولپور تشریف لائے تو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ رہے۔اسی سفر میں حضرت شاہ صاحب نے میرے والد رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت عطا کی تھی۔حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ میں اخفاء بہت تھا اکثر لوگ انہیں بحیثیت عالم ہی جانتے ہیں۔حالانکہ آپ کامل صوفی بھی تھے۔حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل تھی۔

28۔حضرت ڈاکٹر علامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ (برطانیہ):

احقر حضرت نفیس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ علامہ

صاحب ملاقات کے لیے تشریف لائے انہوں نے مجھے پہچان لیا بے تکلف گفتگو ہوتی رہی۔ بعد نماز ظہر اکھٹے کھانا کھایا اور دوبارہ مجلس لگ گئی تو میں نے عرض کیا کہ آپ کی کتابیں کہاں سے دستیاب ہوں گی۔تو فرمایا کہ کل لے کر حاضر ہو جاؤں گا۔احقر نے اس اشتہار کے بارے میں دریافت کیا جو انہوں نے حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر ترتیب دیا تھا تو کہنے لگے عرصہ ہوا ختم ہوگیا۔اگر آپ کے پاس ہو تو اللہ کا واسطہ مجھے بھی دے دیں۔احقر نے عرض کیا میرے پاس جو تھا وہ حوادثاتِ زمانہ کی نذر ہوگیا۔اگلے روز کتابیں لے کر آئے تو حضرت شاہ صاحب نے فرمایا یہ تو میرے پاس بھی نہیں ہیں مجھے بھی ضرورت ہے تو میں نے حضرت شاہ صاحب سے کہا کہ آپ رکھ لیں۔

29۔حضرت مولانا اجمل خان رحمۃ اللہ علیہ (لاہور):

مولانا بعد عصر حضرت نفیس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے تشریف لائے ، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میرا تعارف کروایا تو مولانا فرمانے لگے کہ آپ ان کا تعارف کرواتے ہیں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہم نے ان کے والد حضرت مولانا محمد انوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی ہے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جب بھی کوئی علمی مسئلہ درپیش ہوتا تو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع فرماتے حتمی رائے ان کے والد کی ہوتی۔ میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں ہمارے اکابر کی اولاد ہیں۔

30۔حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (بھکر):

14/نومبر 1995ء کی بات ہے کہ احقر حضرت نفیس شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا جامعہ مدنیہ میں مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ بعد عشاء کتاب ''ارشادات حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ'' احقر کو دکھائی کہ یہ میں نے ترتیب

دی ہے۔ میں نے کہا یہ سب سے پہلے مجھے دینی چاہیے تھی چنانچہ ایک نسخہ عنایت کیا اور فرمایا کہ سب سے پہلا نسخہ آپ کو دے رہا ہوں۔ ایک مرتبہ فیصل آباد جمعیۃ علماء اسلام کے اجلاس میں ملاقات ہوئی۔

31۔ حضرت مفتی محمد انور اوکاڑوی مدّظلہٗ:

حضرت نفیس شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہی مفتی صاحب سے ملاقاتیں ہوتی رہیں اس وقت تک میرا ان سے تفصیلی تعارف نہ تھا بس اتنا معلوم تھا کہ ان کا تعلق حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ چک 11 چیچہ وطنی والوں سے ہے جبکہ مفتی صاحب کو میرے بارے میں معلوم تھا۔ حضرت کے بہت سے واقعات اور ملفوظات سناتے، بہت سے ایسے واقعات سناتے کہ ہم بہت محظوظ ہوتے۔ احقر کے سر کی مالش کرتے اور بدن دباتے تھے۔ پھر احقر کراچی منتقل ہو گیا تو ایک عرصہ ملاقات نہ ہوئی۔ احقر کا مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت تعلق تھا اسی نسبت سے جب یہ معلوم ہوا کہ ان کے بھائی آئے ہوئے ہیں۔ تو بنوری ٹاؤن کے مہمان خانہ میں ملاقات کے لیے گیا۔ مفتی صاحب لیٹے ہوئے تھے مجھے دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور بہت محبت سے ملے، بات چیت شروع ہوئی تب پتہ چلا یہ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی مفتی انور اوکاڑوی ہیں جن سے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ملاقات ہوتی تھی میں نے حضرت والد صاحب کی تالیف کردہ اربعین ہدیہ کی تو بہت خوش ہوئے۔

32۔ حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے میرا دوستانہ تعلق تھا جب احقر مدینہ مسجد کلفٹن میں خطیب تھا تو مولانا کراچی تشریف لاتے تو قیام میرے ہاں ہوتا تھا۔ اکثر مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی ان کے ساتھ ہوتے۔ ایک مرتبہ آئے ہوئے تھے کہ مجھے بتانے لگے کہ آج ہم مفتی عبدالقہار (غرباء اہلحدیث) کو تنگ کر کے آئے ہیں۔ مفتی

عبدالقہار کی مسجد کا دروازہ اور مولانا شاہ احمد نورانی کی مسجد کا دروازہ آمنے سامنے تھا۔ نورانی صاحب کی اس مسجد کا نام جناح مسجد ہے وہ رمضان میں تراویح مـیں وہیں قرآن سناتے تھے مزے کی بات یہ ہے کہ شاہ احمد نورانی صـاحب کی اس مسجد میں قائم مدرسہ میں پڑھانے والے اکثر استاذ دیوبندی پانی پتی ہیں انہیں علم دیوبندیوں سے ہی ملتا ہے۔ پھر اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دن کا واقعہ سنانے لگے کہ:

> ''ہوا یوں کہ اسے معلوم نہیں ہوا کہ میں امین صفدر ہوں اور ایک سائل بن کر وحیدالزمان کی ایک بات نقل کر کے مسئلہ دریافت کیا جس کا عبدالقہار نے جواب دیا تو میں نے کہا اس کے مقابلہ میں حنفی یہ جواب دیتے ہیں اس کے ہر جواب پر ہم نیا سوال کھڑا کر دیتے۔ اسی طرح سلسلہ چلتا رہا۔ آخر کار تنگ آکر مفتی عبدالقہار اپنے ہی ہم مسلک وحیدالزمان کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ ہم نے وہاں سے نکلنے میں ہی عافیت جانی کیونکہ وہ جان گیا تھا کہ یہ حنفی ہیں اور مجھے تنگ کرنے آئے ہیں۔''

مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف کردہ اربعین کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ اور طلباء کو اس کی ترغیب دیتے کہ اس اربعین کو یاد کرو۔

33۔ حضرت میاں جمیل احمد میواتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (رائے ونڈ):

حضرت سے مکی مسجد غلام محمد آباد (فیصل آباد) میں ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ اور میں بھی ملاقات کے لیے رائے ونڈ حاضر ہو جاتا۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قیام گھر پر چند دن ہوتا زیادہ تر خانقاہی اسفار پر ہی رہتے تھے۔ بہت جگـہ مجالسِ ذکر قائم کیں۔ ایک بار مکی مسجد سے واپسی پر احقر کے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر

پر حاضری دی میں بھی ساتھ تھا۔ پھر انوری مسجد سنت پورہ میں نماز پڑھی اور سفر پر روانہ ہو گئے۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے مفتی محمد سعید دہلوی مدّظلہٗ سے بھی ملاقاتیں رہیں۔ احقر کا بہت احترام فرماتے۔

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد میں نے ان کی قبر پر مراقبہ کیا (کشف قبور) تو قبر میں ہر طرف اسم ذات اللہ لکھا ہوا چمکتا نظر آیا جب اٹھنے کا ارادہ کیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی جھلک نظر آئی ماشآء اللہ اچھی حالت میں تھے (یہ مجالسِ ذکر قائم کرنے کی برکت ہے)۔

34۔ حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ (اٹک):

احقر ایک مرتبہ حسن ابدال گیا ہوا تھا وہاں سے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لیے اٹک حاضر ہوا۔ قبل زوال کا وقت تھا۔ حضرت مدرسہ میں موجود تھے۔ ملاقات ہونے پر تعارف کروایا بہت خوش ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کھانے کا وقت ہے کھانا کھائیں گے۔ بلا تکلف بتائیں میں نے سعادت سمجھتے ہوئے انکار نہ کیا۔ حضرت نے گھر سے کھانا منگوایا۔ حضرت نے ہمارا نظم دریافت فرمایا۔ جس پر میں نے عرض کیا کہ زیارت و ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تھے فرمایا بہت اچھا اور اپنی تصانیف عنایت فرمائیں۔ قبل ظہر واپسی ہوئی۔ اس کے بعد احقر کئی بار ایبٹ آباد انوار منزل حاضر ہوا جہاں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ موسم گرما میں قیام فرماتے تھے۔ جمعرات کی شب مجلس ذکر بھی ہوتی تھی۔ کافی مجمع ہوتا تھا۔ اس میں بھی شرکت کی سعادت حاصل رہی۔

حضرت کا قیام ایبٹ آباد میں ہی تھا اور مسجد کی محراب کے ساتھ تشریف فرما تھے میں ملاقات کے لیے حاضر ہوا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وظائف کی کتاب ''دامانِ رحمت'' عنایت کی اور کچھ تعویذات بھی دیئے۔

اور دونوں کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے آخری ملاقات ثابت ہوئی۔

35۔ حضرت مولانا حافظ غلام حبیب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (چکوال):

حضرت مولانا سے پہلی بار ملاقات مکہ مکرمہ میں ہوئی تھی۔ جب تعارف ہوا تو فرمانے لگے کہ ''میں جب حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو بیٹھا تو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ہوتا تھا اور زیارت آپ کے والد صاحب مولانا انوری رحمۃ اللہ علیہ کی کرتا رہتا'' مغرب کے بعد اکٹھے حرم سے نکلے تو میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے راستے میں ڈاک لینی ہے تو فرمایا چلتے ہیں۔ جب ڈاکخانہ آ گیا۔ تو فرمانے لگے آپ ڈاک لے آئیں۔ حضرت باہر ہی اپنے مریدین کے ہمراہ میرے انتظار میں رہے۔ میں ڈاک دیکھ کر جلد ہی واپس ہوا پھر قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ کسی نے بتایا کہ حضرت کی قیام گاہ کے قریب پہنچ گئے ہیں تو میں نے عرض کیا حضرت مجھے اجازت دیں تو فرمایا آپ کو قیام گاہ تک پہنچا کر واپس آؤں گا راستہ میں چھوڑنا خلافِ ادب ہے۔ چنانچہ مجھے قیام گاہ تک پہنچا کر واپس ہوئے۔ مکہ مکرمہ میں اس کے بعد بھی ملاقاتیں رہیں احقر ایک بار ملاقات کے لیے چکوال حاضر ہوا۔ خوشی کا اظہار فرمایا۔ میں نے عرض کی کہ آج آپ کے ہاں قیام کروں گا۔ کل واپسی ہے۔ حضرت احقر کے لیے اپنے گھر سے بذاتِ خود کھانا لائے۔ بہت احترام فرمایا۔ حضرت کے صاحبزادے مولانا عبدالرحمٰن قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی احقر کا بہت خیال رکھا۔

حضرت سے میں نے عرض کی کہ مجھے صبح اٹھ کر نہانے کی عادت ہے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سرکاری نل میں صبح چار بجے پانی آجاتا ہے صبح بیدار ہو کر میں نہانے کے لیے چلا گیا۔ نہا کر جب باہر نکلا تو حضرت بذاتِ خود موجود تھے

ایک ہاتھ میں تیل کی شیشی اور دوسرے ہاتھ میں تولیہ لے کر کھڑے تھے میں نے عافیت اسی میں جانی کہ فوراً ان کے ہاتھ سے دونوں اشیاء لے لوں۔ یہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کی وجہ سے میرا اتنا اکرام فرمایا۔

جب حضرت فیصل آباد تشریف لاتے تو میں ملاقات کے لئے حاضر ہوتا ایک مرتبہ ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو حضرت کچھ ارشاد فرما رہے تھے کہ فلاں پتھری ہے فلاں پتھری.......... جس پر میں نے عرض کی کہ یہ پتھری کیا چیز ہے۔ تو فرمایا:

"میں منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مماتی) کو پتھری کہتا ہوں۔ یہ پتھر دل اور پتھر دماغ کے لوگ ہیں۔ ہم اپنے اکابر کے تابع ہیں اور حیاتِ انبیاء کے قائل ہیں۔"

بعض اوقات حضرت جب فیصل آباد تشریف لاتے تو احقر کو ملاقات کے لیے خود بلوا لیتے اس مقصد کے لیے مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی کو بھیجتے کہ مولانا کو لے کر آؤ۔ چنانچہ وہ عاصم ٹاؤن ڈی ٹائپ کالونی احقر کی تعمیر کردہ مسجد اشرفیہ پہنچتے۔ گاڑی کچھ فاصلے پر کھڑی کرتے کیونکہ سڑک اور مسجد کے درمیان کھیت تھے۔ مجھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے جاتے اور واپس بھی پہنچاتے۔ حضرت سے میری خط وکتابت بھی رہی جن میں سے ایک خط محفوظ ہے۔

36۔ حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی مدّظلہٗ:

اپنے شیخ ومرشد کا مجھ سے تعلق دیکھ کر مولانا بھی میرا بہت احترام فرماتے ہیں جب فیصل آباد آتے ہیں تو احقر کو بھی اپنے پروگراموں میں شامل رکھتے ہیں۔ گاڑی خود چلاتے اور احقر کو آگے برابر سیٹ پر بٹھاتے اپنے پیر ومرشد کی اتباع میں عصا ساتھ ہوتا ہے، اپنی کچھ تصانیف بھی ہدیہ کیں جب سے احقر کراچی منتقل

ہوا پھر ملاقات نہیں ہوئی۔

37۔حضرت مولانا محمد ایوب نقشبندی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ (دھمتوڑ، ایبٹ آباد):

(خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت مولانا سے احقر کا تعلق تقریباً 1966ء سے ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس وقت سکول میں تدریس فرماتے تھے۔ یہ اس دور کی بات ہے کہ جب جامع مسجد ایبٹ آباد کے خطیب حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد مولانا اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوتے تھے۔ احقر ایک بار حضرت مولانا عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ شیخ البانڈی کی خدمت میں حاضر تھا وہاں حضرت مولانا محمد ایوب ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی بار ملاقات ہوئی۔ مولانا عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے اعزازی طور پر مشکوٰۃ شریف پڑھی۔ پھر حضرت مولانا ایوب صاحب سے ملاقاتوں کا سلسلہ چل نکلا۔ حضرت مولانا ایوب صاحب ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ فاضل دیوبند تھے۔ احقر کے والد صاحب کی نسبت کی وجہ سے بہت احترام فرماتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بہت قوی النسبت اور روحانی تصرف کے مالک تھے۔ ایک بار میں حضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت مدرسہ میں تشریف فرما تھے۔ کہ دفعتہً مجھے حضرت مولانا کے چہرہ کی بجائے اپنے والد صاحب کا چہرہ نظر آنا شروع ہوگیا۔ حضرت صاحب کشف بھی تھے میرے قلب میں کوئی بات یا اشکال آتا تو خود ہی باتوں باتوں میں ارشاد فرما دیتے۔ حضرت سے خط و کتابت بھی رہی احقر نے سلسلہ نقشبندیہ کے اسباق بھی حاصل کیے بعدہٗ حضرت نے سلسلہ نقشبندیہ میں تحریری اجازت وخلافت عنایت فرمائی۔

حضرت کے شیخ ومرشد حضرت مولانا عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے گھر تشریف لائے تھے۔ مولانا ایوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا 23/ مارچ 1997ء کو انتقال ہوا۔ (حضرت کے مزید حالات کے

لیے ملاحظہ کریں۔ ''پروفیسر قاضی محمد احمد ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ'' صفحہ 311 از بریگیڈیئر حافظ فیوض الرحمٰن)

38۔ حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنی رحمۃ اللہ علیہ:

ایک بار احقر بھی سفر حرمین میں والد صاحب کے ہمراہ تھا۔ مدینہ طیبہ میں حضرت مولانا عباسی رحمۃ اللہ علیہ ملاقات کے لیے قیام گاہ تشریف لائے پھر اپنے گھر ہماری ضیافت بھی کی اور خاص طور پر گاڑی بھیجی حالانکہ رہائش حرم کے قریب ہی تھی۔ ان کے صاحبزادے مولانا عبدالحق بھی موجود تھے حضرت عباسی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد مولانا عبدالحق صاحب سے احقر کا تعلق رہا۔ ''تقبل اللہ'' ان کا تکیہ کلام تھا۔

39۔ حضرت مولانا محمد ادریس انصاری رحمۃ اللہ علیہ (صادق آباد):

حضرت مولانا فیصل آباد میں مسجد جامعہ طیبہ قاری محمد ابراہیم صاحب والی میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ مسجد کے قریب ہی گھر میں ملاقات ہوئی جہاں حضرت قیام فرما تھے۔ تعارف ہوا بہت خوش ہوئے۔ صاحبزادہ مولانا سعید انصاری بھی ہمراہ تھے۔ دوران گفتگو حضرت نے فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ سلہٹ بنگلہ دیش میں بھی ہیں۔ حضرت انصاری نے نام بھی بتایا تھا جواب میرے ذہن میں نہیں ہم رات حضرت قاری محمد ابراہیم کے ہاں ٹھہرے اور صبح حضرت انصاری نے عمرہ کے لیے لاہور ائیر پورٹ سے روانہ ہونا تھا۔ ہم بھی ساتھ ہولیے۔ راستہ میں ستارہ والوں کی فیکٹری میں بھی کچھ دیر کیلئے رُکے۔ محمد صدیق صاحب ایف ڈی اے والے جو حضرت والد صاحب سے بیعت تھے وہ بھی ہمارے ساتھ ہمسفر تھے۔ لاہور ائیر پورٹ پر حضرت کو رخصت کر کے فیصل آباد واپسی ہوئی۔

40۔ حضرت مولانا غلام مؤمن شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (شاہدرہ لاہور):

آپ نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ میں حضرت مولانا غلام ربانی اور حضرت غازی شاہ صاحب کے خلیفہ مجاز تھے۔ آبائی علاقہ تحصیل آلائی ضلع بٹگرام ہے۔ آپ کے شیخ و مرشد بھی اسی علاقہ کے تھے جو جید عالم دین ہونے کے ساتھ علم طب میں بھی خاص مقام رکھتے تھے۔ دارالعلوم ڈابھیل میں بھی تعلیم حاصل کی۔ عربی، پشتو، فارسی کے قادر الکلام شاعر تھے۔ ان کا 4/مئی 1997ء کو اسلام آباد میں 120 سال کی عمر میں انتقال ہوا مزار کان بقہ لکڑ شنگ ضلع بٹگرام میں ہے۔ سلسلہ طریقت یہ ہے حضرت مولانا غلام مؤمن شاہ صاحب از مولانا غلام ربانی از خواجہ سید شمس الدین کشمیر از خواجہ فقیر محمد از خواجہ محمد صفا از خواجہ عبد الرزاق از خواجہ عبد الشکور از خواجہ یحییٰ از شیخ سعدی بخاری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ از خواجہ سید آدم بنوری مدنی از حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔

میں حضرت غلام مومن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شاہدرہ بہت بار حاضر ہوا بہت محبت فرماتے اور تحریری خلافت نامہ بھی عنایت فرمایا۔ اس میں یہ بھی لکھا کہ روحانی توجہ دے سکتے ہیں۔ بہت سادہ مزاج بزرگ تھے۔ جامعہ قاسمیہ لاجپت روڈ شاہدرہ کے سرپرست رہے۔ ادھر ہی انتقال فرمایا پہلی اہلیہ سے دو بیٹے جن میں مولانا محمد شفیع رائے ونڈ میں مقیم ہیں۔

41۔ حضرت حاجی عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ (رائے ونڈ):

حضرت حاجی صاحب سے عرصہ دراز سے شناسائی ہے۔ حضرت والد صاحب کے ساتھ اس دور سے تعلق تھا جب یہ دعوت و تبلیغ میں نئے نئے لگے تھے۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت نے جب دعوت و تبلیغ کا کام شروع کیا تو حضرت والد صاحب مولانا کے قریبی ساتھیوں میں شمار ہوتے تھے۔

حضرت حاجی صاحب ہمارے پیر بھائی بھی ہیں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز بھی ہیں۔ بار ہا ہمارے گھر سنت پورہ تشریف لائے۔

احقر ایک بار حضرت حاجی صاحب سے ملاقات کے لیے رائے ونڈ حاضر ہوا۔ بہت ہی خوش ہوئے صبح کا وقت تھا حضرت نے اہتمام سے ناشتہ کروایا۔ ناشتے کے بعد اجازت چاہی تو فرمانے لگے کہ عوام کے لیے مہمان نوازی تین دن ہے اور خواص کے لیے پانچ دن ہے لہٰذا پانچ دن سے پہلے آپ کو اجازت نہیں۔ احقر کو معلوم بھی نہ ہوا کہ حاجی صاحب نے کب میرا سامان حضرت مولانا جمشید صاحب کے ذریعہ خاص مہمان خانہ میں پہنچا دیا۔ چنانچہ حاجی صاحب کی محبت کے سامنے میری ایک نہ چلی اور میں نے جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ میرا قیام کا انتظام حضرت حاجی صاحب کے کمرے کے ساتھ والے کمرے میں تھا۔ مرکز کی دو اہم شخصیات حضرت مولانا جمشید صاحب کو خدمت اور مولانا احسان الحق صاحب کو دعوت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ تین دن بعد بمشکل تمام اجازت لے کر واپسی ہوئی۔

اس طرح احقر ایک بار مرکز رائے ونڈ حاضر تھا لیکن میں نے حاجی صاحب کو اطلاع نہ کی، شام کی چائے کے لیے میں غلطی سے غیر ملکی احباب کی کینٹین میں چلا گیا۔ وہاں ڈیوٹی پر موجود خان صاحب نے بجائے سمجھانے کے کہ آپ مقامی حضرات والی کینٹین پر جائیں اچھا خاصا ڈانٹ دیا۔ احقر کی طبیعت پر اس کا کافی اثر ہوا کہ یہ طریقہ درست نہیں۔ اگلے روز فجر سے قبل احقر وضو سے فراغت کے بعد اپنے کمرہ میں موجود تھا کہ اچانک ایک صاحب میرے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے دیکھا تو حاجی صاحب تھے۔ ساتھ خادم بھی تھا مجھ سے مصافحہ کیا۔ فرمایا کہ ''جی میں آیا کہ خدمت میں حاضری دوں معلوم ہوا تھا کہ آپ

تشریف لائے ہوئے ہیں آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ کی اور عمومی کمرہ میں کیوں قیام کیا۔'' میں نے عرض کیا کہ اس لیے اطلاع نہیں دی کہ آپ بہت زیادہ اہتمام وتکلف فرماتے ہیں۔ فجر کی نماز کے بعد جائے قیام پر جانے لگا تو ایک باباجی میرے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے کہ مجھے معاف کردیں دیکھا تو وہی خان صاحب تھے جنہوں نے مجھے ڈانٹا تھا۔ میں نے اسے کہا کوئی بات نہیں میں نے معاف کیا۔ اصل میں ہوا یوں کہ خان صاحب نے حضرت حاجی صاحب کو میرے سامنے دوزانو بیٹھے دیکھ لیا تھا اور گفتگو بھی شائد سن لی تھی۔ اسی کمرے کے امیر باباجی میرے پاس آئے اور کہنے لگے: ''بابا ! آپ کون ہیں؟ حاجی صاحب تو جلدی کسی سے بات نہیں کرتے اور آپ سے کہہ رہے تھے کہ جی میں آیا کہ خدمت میں حاضری دوں'' جب بستر پر پہنچا تو حاجی صاحب کا خادم پہلے سے موجود تھا۔ میرا ضروری سامان سمیٹ چکا تھا۔ اور کہنے لگا اس کے علاوہ آپ کا اور کوئی سامان ہے تو بتایئے میں نے کہا کیوں؟ کیا بات ہے؟ تو کہنے لگا حاجی صاحب نے فرمایا ہے کہ ان کا خاص کمرہ میں بستر لگاؤ۔ وقت طعام حاجی صاحب اکثر تشریف لے آتے۔ ساتھ کھانا کھاتے اور مجھے کھلاتے۔ یہاں مجھے حضرت حاجی صاحب کے معمولات دیکھنے کا موقع ملا، میرا قیام حضرت حاجی صاحب کے برابر والے کمرے میں تھا۔ حاجی صاحب تہجد کے لیے بیدار ہوتے نوافل سے فراغت پر ذکر جہر کرتے۔ ایک بار رائے ونڈ حضرت میاں جمیل احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مفتی سعید صاحب کے پاس قیام تھا۔ اور نماز کے لیے مرکز آجاتا تھا اس طرح بیان بھی سننے کا موقع مل جاتا تھا۔ ایک دن راستہ میں اچانک حضرت حاجی صاحب سے آمنا سامنا ہو گیا تو فوراً فرمایا ارے بھائی ایوب السلام علیکم آپ کب تشریف لائے؟ قیام کہاں ہے؟ تو احقر نے بتایا کہ میاں جمیل صاحب کے ہاں۔

تو فرمایا یہ تو آپ نے ہمارے ساتھ زیادتی کی یہاں قیام کیوں نہیں کیا۔

تبلیغی جماعت کا کام حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہی فیض ہے حضرت مولانا قاضی عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ جھاوریاں، حضرت حاجی بشیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شفیع قریشی رحمۃ اللہ علیہ راولپنڈی، حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ، یہ سب حضرات حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین میں سے ہیں۔

42۔ حضرت مولانا ظاہر شاہ رحمۃ اللہ علیہ (رائے ونڈ):

رائے ونڈ مرکز میں ایک بار احقر حاضر تھا حضرت شاہ صاحب نماز ایک بڑے جائے نماز پر پڑھتے تھے۔ نماز فجر کے لیے میں ان کے برابر کھڑا ہو گیا۔ اور میرا ایک پاؤں جائے نماز پر آ گیا نماز کے بعد میں اپنے وظائف میں مشغول ہو گیا اور خیال نہ رہا کہ جائے نماز کا کچھ حصہ میرے نیچے ہے حضرت شاہ صاحب پیچھے کھڑے ہو کر انتظار میں رہے جب میں اٹھ کر جانے لگا تو میرا ہاتھ تھام کر فرمایا: ''کہاں جا رہے ہو؟'' تب پتہ چلا کہ جائے نماز حضرت کا تھا۔ پھر مجھے اپنے ساتھ اپنے کمرے میں لے گئے برفی کھلائی چائے پلائی اسی دوران مولانا احسان الحق صاحب آ کر کوئی کارگزاری سنانے لگ گئے۔

ایک موقع پر میں رائے ونڈ میں موجود تھا، حضرت شاہ صاحب جماعتوں کو ہدایات دے کر رخصت فرما رہے تھے۔ میں بیٹے محمد راشد کے ساتھ وہاں سے گزر رہا تھا کہ انہوں نے مجھے دیکھ لیا۔ اور فوراً ایک ساتھی کو ہمارے پاس بھیجا کہ شاہ صاحب آپکو بلا رہے رہیں۔ ہم حضرت سے ملے انہوں نے ہمارا اکرام کیا ہماری واپسی تھی اس لیے رخصت چاہی۔ حضرت شاہ صاحب نے بمشکل اجازت دی۔

43۔ حضرت مولانا سعید احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ (مدینہ منورہ):

حضرت مولانا ہمارے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے بہت بار

تشریف لائے۔ ایک بار میں نے حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے حرمین شریفین کا سفر کیا۔ پہلے مدینہ منورہ حاضر ہوا وہاں سے مکہ مکرمہ گیا ایام حج میں چار پانچ دن باقی تھے۔ مجمع بہت زیادہ تھا۔ رہائش کے سلسلے میں مدرسہ صولتیہ میں مولانا یامین صاحب کے پاس جانا ہوا جو کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں تھے۔ حج کے سلسلہ میں مدرسہ صولتیہ والوں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ مکہ مکرمہ میں مختلف جگہ پر مکانات لے لیتے تھے تا کہ ہندو پاک سے آئے ہوئے علماء ومشائخ کو ٹھہرانے میں آسانی رہے۔ احقر مولانا یامین صاحب کی خدمت میں حاضر تھا تو انہوں نے بتایا کہ مولانا سعید احمد خاں صاحب آنے ہی والے ہیں آپ تھوڑا انتظار کرلیں۔ کچھ ہی دیر بعد حضرت مولانا مع چند احباب تشریف لے آئے ملاقات ہوتے ہی حضرت نے سب سے پہلے پوچھا: ''مولانا آپ کہاں ہیں؟ ہم نے آپ کے لیے مکان رکھا ہوا ہے اور آپ ہمیں مل نہیں رہے۔'' حضرت کے ساتھ ان کا نواسہ بھی تھا۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اس کا قرآن سنیئے۔ کچھ دیر بچے نے سنایا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ آپ کتنے ساتھی ہیں؟ تو میں نے عرض کیا اکیلا ہی ہوں۔ فرمایا کہ اگر کہیں تو مکان آپ کو دے دیں ورنہ مدرسہ کے اوپر والی منزل میں کمرہ موجود ہے جس میں ایک صاحب ٹھہرے ہوئے ہیں باقی کمرہ خالی ہے۔ تو احقر نے مدرسہ صولتیہ کے اُوپر والی منزل کے کمرہ میں قیام مناسب سمجھا۔ جب سامان لے کر اوپر کمرہ میں پہنچا تب معلوم ہوا کہ جو صاحب پہلے ہی ٹھہرے ہوئے ہیں وہ مولانا محمد موسیٰ خان رحمۃ اللہ علیہ جامعہ اشرفیہ والے ہیں ان سے تعارف ہوا تو انہوں نے بتایا کہ آپ کے والد صاحب کی زیارت وملاقات حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہوئی تھی غالباً چالیس دن قیام رہا۔ مدرسہ صولتیہ میں جہاں جا کر جوتے اتارتے تھے وہاں سے مہمان علماء وقراء

کے بستر شروع ہو جاتے تھے۔ ہر بستر تقریباً دو فٹ جگہ پر تھا۔ اس میں سے پہلا بستر قاری اظہار احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ میں پہلے تو ان کو پہچان نہ سکا۔ پھر ایک دن قاری محمد رفیع صاحب مہتمم مدرسہ تجوید القرآن رنگ محل لاہور قاری اظہار احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے انتظار میں بیٹھے تھے میں وہاں سے گزرا تو انہوں نے مجھے پہچان لیا اور اٹھ کر ملے بتایا کہ میں قاری صاحب سے مسئلہ پوچھنے آیا تھا۔ تب احقر کو معلوم ہوا یہ پہلا بستر قاری اظہار احمد تھانوی صاحب کا ہے۔ قاری محمد رفیع صاحب نے کہا کہ مسئلہ اب آپ بتا دیں تو میں نے مسئلہ بتا بھی دیا اور کتاب سے نکال کر دکھا بھی دیا۔ اتنی دیر میں قاری صاحب بھی آ گئے پھر ان سے ملاقات ہوئی۔

44۔ حضرت مولانا سالم قاسمی رحمۃ اللہ علیہ (دیوبند):

حضرت مولانا جامعہ اشرفیہ میں مجلس صیانۃ المسلمین کے جلسہ میں تشریف لائے ہوئے تھے وہاں ملاقات ہوئی۔ احقر نے اپنا تعارف کروایا تو بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور فرمایا آپ کے والد محترم تو ہمارے محسن تھے اور بھی بہت سے حضرات مولانا قاسمی سے ملاقات کے لیے منتظر تھے مگر حضرت میری طرف متوجہ رہے۔ اس کے بعد مصافحہ ہوا اور بیٹے محمد راشد کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرا۔ اس سے قبل حضرت اپنے والد محترم حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ہمارے والد محترم سے ملاقات کے لیے تشریف لائے تھے۔

45۔ حضرت مولانا عبد الہادی دین پوری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت والد صاحب کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد میں نے حضرت والد صاحب کی قبر پر مراقبہ کیا اور حضرت والد صاحب سے پوچھا کہ اب کس سے رابطہ کریں۔ تو فرمایا ''ہادی حسن'' اس پر میں نے عرض کیا کہ مولانا عبد الہادی صاحب، تو فرمایا ہاں! میں نے پہلے حضرت مولانا عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نہیں کی ہوئی

تھی۔ کچھ عرصہ بعد معلوم ہوا کہ حضرت شیرانوالہ لاہور تشریف لائے ہوئے ہیں۔ یہ غالباً 1970ء کی بات ہے چنانچہ میں ملاقات کے لیے حاضر ہوا۔ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے کمرہ میں خالی فرش پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں نے سلام کیا اور اپنا تعارف کروایا تو حضرت فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے بہت خوش ہوئے میں نے آنے کا مقصد بیان کیا تو عاجزی سے فرمایا میری داڑھی دیکھ کر دھوکے میں نہ آجانا، اور میرے پاؤں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا میں اس قابل کہاں کچھ دیر ملاقات رہی پھر میں اجازت لے کر واپس ہوا۔

46۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ:

یہ غالباً 1955ء کی بات ہے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا قیام صوفی عبدالحمید صاحب کی کوٹھی B/32 مزنگ چونگی میں تھا، سردی کا موسم تھا، حضرت باہر دھوپ میں تشریف فرما تھے، اس وقت ایک باباجی تشریف لائے لمبی سفید داڑھی اور تیزی سے چلتے ہوئے، سادہ لباس ایک پھرتیلا خادم ان کے پیچھے تھا دیسی سرخ رنگ کا جوتا پہنا ہوا تھا، وہ آئے سلام کیا اور مراقب ہوکر بیٹھ گئے۔ تقریباً پون گھنٹہ بیٹھے اور اجازت لے کر چلے گئے۔ میں انہیں نہیں جانتا تھا تو میں نے مولانا عبدالجلیل صاحب سے پوچھا کون بزرگ تھے؟ تو انہوں نے بتایا مولانا احمد علی صاحب تھے۔ میں نے پوچھا خدام الدین والے فرمایا جی! خدام الدین والے یہ حضرت کی پہلی زیارت تھی۔ اس کے بعد مولانا احمد علی لاہوری کی بہت بار زیارت ہوئی۔ دھوبی گھاٹ میں جلسہ ہوا تھا، الیکشن قریب تھا، مولانا غلام غوث ہزاروی بھی تھے اور حضرت لاہوری بھی تشریف لائے، حضرت لاہوری مٹھی بند کر کے ہاتھ بلند کرتے اور کلمہ پڑھا کر وعدہ لے رہے تھے کہ ووٹ جمعیت علماء الاسلام کو دو گے، ہزاروں کا مجمع تھا۔

47۔ حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہٗ:

لاہور میں ایک بار حضرت سید نفیس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ کسی تقریب میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں مولانا اجمل قادری بھی مدعو تھے ملاقات ہوئی مسرت کا اظہار فرمایا اور فرمایا: آپ ہمارے ہاں کیوں نہیں آتے؟ تو میں نے کہا ان شاء اللہ حاضر ہوں گے۔ یہ غالباً 1996ء یا 1997ء کی بات ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد ملاقات کے لیے گئے تو معلوم ہوا کہ میاں صاحب گھر پر ہیں۔ ہم گھر پہنچے تو پرتپاک استقبال کیا عصر کے بعد کا وقت تھا چائے بسکٹ کیک سے ضیافت کی۔ پھر خادم کو ہمارے ساتھ بھیجا اور فرمایا کہ آپ کا قیام مسجد سے ملحق حضرت لاہوری والے کمرے میں ہوگا۔ اور خادم سے فرمایا کہ ان کا بستر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی چارپائی پر لگائیں، چنانچہ خادم نے کمرہ کھلوا کر ہمارے قیام کا انتظام کیا۔

ہم نے کئی روز قیام کیا اس دوران میاں صاحب سفر پر روانہ ہو گئے۔ اس دوران جمعہ بھی آ گیا تو انہوں نے فون پر پیغام بھیجا کہ جمعہ میں پڑھاؤں چنانچہ احقر کو مسجد شیرانوالہ میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے منبر پر جمعہ پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد بھی مختلف اوقات میں ملاقاتیں ہوتی رہیں اور ہمارا قیام ہمیشہ اسی کمرہ میں ہوتا۔ 1998ء میں آخری بار جانا ہوا۔ ہمارا قیام اسی کمرہ میں تھا کہ حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب مع احباب تشریف لائے۔ شاہ صاحب نے بھی ہمارے ساتھ اسی کمرہ میں چند روز قیام کیا۔ اس سے قبل فیصل آباد میں شاہ صاحب سے قریبی تعلق رہا۔ میں نے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ آپ اوپر چارپائی پر آرام کر لیں تو فرمایا ہرگز نہیں اوپر آپ ہی آرام فرمائیں۔ یہ سب نسبت کا احترام ہے۔

48۔ حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مفتی صاحب سے تعلق تو اس زمانہ سے تھا جب مفتی صاحب حضرت والد صاحب کی خدمت میں آیا کرتے تھے پاکستان ہجرت کرنے کے بعد حضرت والد صاحب نے عملی طور پر سیاست سے کنارہ کشی اختیار کرلی تھی۔ مفتی صاحب اور مولانا غلام غوث ہزاروی اکثر ہمارے ہاں حضرت والد صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے تھے یہ دونوں حضرات حضرت والد صاحب سے اصرار فرماتے کہ آپ ہمارے ساتھ عملی طور پر شامل ہوں جس پر حضرت والد صاحب فرماتے کہ ہم آپ کے ساتھ ہی ہیں اور دعا گو ہیں پھر مفتی صاحب نے عرض کیا کہ اپنا کوئی بیٹا ہی ہمیں دے دیں۔ حضرت والد صاحب کے انتقال کے بعد بڑے بھائی مولانا عزیز الرحمٰن انوری جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہوگئے۔ پھر تو آئے دن حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کا آنا جانا لگا رہتا۔ غالباً 1974ء کی بات ہے کہ مجھے مفتی صاحب کے ساتھ حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہمارا خیمہ اور گاڑی بھی ایک ہی تھی۔ میرا بہت خیال فرماتے۔ عرفات سے مزدلفہ میں رات تاخیر سے پہنچے۔ عشاء کی جماعت حضرت مفتی نے کروائی تو معلوم ہوا کہ مفتی صاحب بہترین قاری بھی ہیں۔ نماز مکمل کرنے کے بعد مفتی صاحب نے تمام احباب میں سوہن حلوہ تقسیم کیا مفتی صاحب کے روزانہ کے معمولات میں الحزب الاعظم شامل تھی کیونکہ حضرت مفتی صاحب قدآور سیاسی شخصیت تھے اس لیے مملکت سعودیہ کے شاہ نے ملاقات کے لیے بلایا تھا۔ چنانچہ مفتی صاحب نے اپنے ہمراہ کچھ احباب کو لے کر بادشاہ سے ملنے جانا تھا۔ مجھے بھی اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی لیکن احقر نے معذرت کرلی۔

جب احقر کراچی منتقل ہوا تو نیوٹاؤن مدرسہ میں بھی ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ایک بار مدینہ مسجد کلفٹن میں تشریف لائے تقریر کی اور خطبہ دیا۔ پھر نماز جمعہ کے لیے مجھے فرمایا کہ نماز آپ پڑھائیں۔ایک روز میں اپنے محترم دوست مولانا قاری شریف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے گیا تو معلوم ہوا کہ وہ نیوٹاؤن مدرسہ چلے گئے ہیں کیونکہ مفتی صاحب کا انتقال ہوگیا تھا۔ میں بھی فوراً مدرسہ نیوٹاؤن پہنچ گیا۔

49۔ قائدِ جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدّ ظلہٗ:

حضرت مولانا سے حضرت مفتی صاحب کے زمانہ سے ہی شناسائی تھی۔ ایک بار سفر حرمین سے واپسی پر ہوائی جہاز میں ملاقات ہوئی جہاز تاخیر سے کراچی پہنچا تو میرے ہمراہ ہی مدینہ مسجد کلفٹن آگئے رات قیام کیا۔اس کے بعد بڑے بھائی مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی آتے رہے۔جب جمعیت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی تو بھائی صاحب مولانا سمیع الحق گروپ سے منسلک ہوگئے اس کے باوجود مولانا فضل الرحمٰن نے تعلق برقرار رکھا اور آتے رہے۔ایک بار آئے تو بھائی صاحب نے سیاسی بنیاد پر کچھ سرزنش کی لیکن مولانا نے نظر انداز کیا اور ادباً خاموش رہے۔اگلے روز گورونانک پورہ اجلاس میں مَیں بھی حاضر ہوا۔تو مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بھکر والوں نے مولانا سے کہا کہ آپ ان کو جانتے ہیں یہ مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی ہیں فرمایا بہت اچھی طرح جانتا ہوں ہمارے دوست ہیں اور بھائی مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر تعزیت کے لیے بھی آئے۔

جامعہ مدنیہ لاہور میں بہت بار ملاقاتیں ہوئیں جامعہ مدنیہ ہی کی بات ہے کہ جمعیت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس جاری تھا کہ میں کمرے میں داخل ہوا

تو مولانا نے فرمایا آپ تشریف لے آئیں اور اپنے ساتھ بٹھایا۔ کچھ ارکان نے مولانا سے دبے لفظوں میں کہا کہ یہ تو جمعیت کے عہدیدار نہیں ہیں تو مولانا نے جواب دیا کہ یہ بااعتماد آدمی ہیں۔

ایک بار میں حضرت سید نفیس شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ مولانا ملاقات کے لیے آئے حضرت شاہ صاحب نے فوری اکرام کا انتظام کیا حضرت شاہ صاحب نے میرا تعارف کروایا تو مولانا نے فرمایا، یہ ہمارے مخلص دوست ہیں۔ اس کے بعد ایک عرصہ ملاقات نہ ہوسکی۔ پھر احقر دوبارہ کراچی منتقل ہوگیا۔ یہ 1998ء کی بات ہے۔ 3/جون 1999ء جامعہ مدنیہ گلشن اقبال میں قاری حسین احمد درخواستی کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا تو بعد مغرب مولانا سے ملاقات ہوئی پہچان گئے بہت خوش ہوئے۔ جمعیت کے اجلاس میں اپنے ساتھ ہی لے گئے اور ساتھ ہی بٹھایا۔ نماز عشاء مولانا نے پڑھائی تو معلوم ہوا کہ مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی طرح مولانا بھی بہترین قاری ہیں اور قاری طاہر رحیمی صاحب کے شاگرد ہیں۔ نماز کے بعد مولانا ذرا جلدی اوپر اجلاس والے کمرے میں جارہے تھے ہم ذرا پیچھے رہ گئے تو انتظامیہ کے نمائندے جو مجھ سے ناواقف تھے مجھے روک لیا۔ مولانا کچھ فاصلہ پر تھے دیکھتے ہی واپس آئے اور ڈانٹ کر کہا کہ ''جانتے نہیں ہو یہ کون ہیں؟ آنے دو'' کھانے پر جماعتی احباب سے تعارف بھی کروایا۔ اس کے بعد حضرت لدھیانوی شہید کی شہادت کے کچھ روز بعد جب مولانا فلاح مسجد میں جمعہ پڑھانے آئے تو نماز کے بعد ملاقات ہوئی تو مفتی جمیل خان شہید نے میرا تعارف کروایا کہ ہمارے حضرت شہید کے خلیفہ ہیں اس پر مولانا نے فرمایا کہ معلوم نہ تھا کہ حضرت شہید کے خلیفہ بھی ہیں پھر فرمایا اب تو ہمارے پیر بھائی ہیں، اس کے بعد بھی کراچی میں ملاقاتیں ہوتی رہیں۔

50۔حضرت شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد رحمۃ اللہ علیہ (جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد):

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا ہمارے گھر سے قریبی تعلق رہا آپ کے بڑے بھائی مولانا محمد طفیل قیوم نے والد صاحب سے دورۂ حدیث ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام سنت پورہ سے مکمل کیا۔ احقر مولانا نذیر احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے جامعہ امدادیہ جب حاضر ہوتا تو بہت مسرت کا اظہار فرماتے اور بے حد احترام واکرام فرماتے۔ حضرت والد صاحب کی تالیف کردہ اربعین بارہا دورۂ حدیث کے طلباء میں تقسیم کروائی بعض اوقات ایسا ہوا کہ میں جب ملاقات کے لیے مدرسہ پہنچتا تو حضرت مولانا حدیث پڑھا رہے ہوتے تو مجھے دیکھ کر مائیک میں ہی فرماتے حضرت اندر تشریف لے آئیں۔ پھر طلباء سے تعارف کرواتے اور درس جاری رکھتے۔

1998ء میں احقر کے بڑے بھائی مولانا عزیز الرحمٰن انوری کا جب انتقال ہوا تو سب سے پہلے شہر کی بڑی شخصیات میں سے شیخ نذیر احمد رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ہاں پہنچے۔تقریب تکمیل بخاری شریف میں بھی مدعو فرماتے۔ اور خاص مہمانوں میں بٹھاتے۔ اپریل 2004ء جب میں کراچی سے فیصل آباد آیا ہوا تھا۔تو عزیزم عمران فاروق کو لے کر حضرت سے ملاقات کے لیے حاضر ہوا معلوم ہوا کہ طبیعت ناساز ہے اور گھر میں ہی ہیں اس لیے ملاقات نہیں ہوسکتی۔ میں نے خادم سے کہا کہ حضرت کو جا کر میرا نام بتادو۔ چنانچہ حضرت نے فوراً ہی اندر بلالیا۔ جب کمرے میں داخل ہوئے تو خادم دوا پلا رہا تھا فارغ ہوتے ہی سلام اور مصافحہ ہوا۔فرمایا طبیعت تو ناساز ہے مگر آپ کو دیکھتے ہی سینے میں ٹھنڈ پڑ گئی۔ دل باغ باغ ہوگیا۔ کچھ دیر ملاقات رہی پھر رخصت لی۔ اسی سفر میں کراچی واپسی سے قبل احقر پھر ملاقات کے لیے حاضر ہوا طبیعت بدستور ناساز تھی بعد عصر ملاقات پر بہت خوش ہوئے میرے ہمراہ بیٹا محمد راشد انوری اور بھائی اشرف صاحب بھی تھے۔

حضرت مولانا نے اشرف صاحب سے پوچھا۔آپ کا تعارف کیا ہے؟ اور میرے بارے میں فرمایا کہ مولانا تو جہاں دیدہ آدمی ہیں کچھ دیر ملاقات رہی پھر اجازت چاہی یہ آخری ملاقات ثابت ہوئی۔

51۔ حضرت مولانا عبدالوحید رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ (ڈھڈیاں شریف):

حضرت مولانا ہمارے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے اور مجاز ہیں۔میرے حضرت والد صاحب کے بھی خلیفہ ہے۔اکثر ڈھڈیاں شریف جانا ہوتا تو حضرت مولانا سے ملاقات ہوتی خوب مجلس جمتی۔ لاہور میں حضرت نفیس شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھی ملاقات رہی۔ایک بار حضرت شاہ صاحب کے ہاں تشریف لائے نماز مغرب کا وقت ہوا تو جامعہ مدنیہ تشریف لے گئے جب مسجد پہنچے تو میں نے بیٹے محمد راشد سے حضرت کے جوتے اٹھا کر رکھنے کا کہا۔پھر نماز کے بعد اہتمام سے حضرت کے سامنے جوتا رکھا حضرت نے خوشی سے شفقت بھرا ہاتھ بیٹے کے سر پر پھیرا، بعد میں بیٹے نے پوچھا کہ آپ نے مجھے ان کا جوتا اٹھانے کے لیے کیوں کہا جس پر میں نے سمجھایا کہ یہ بزرگوں کا احترام ہے اس طرح بارہا فیصل آباد ہمارے ہاں اور حاجی عبدالوحید صاحب کے گھر بھی ملاقات ہوتی رہی۔

52۔ حضرت مولانا عبدالجلیل رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ (ڈھڈیاں شریف):

حضرت مولانا ہمارے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے اور مجاز ہیں۔حضرت سے ہماری عزیز داری بھی ہے ہماری ہمشیرہ کا نکاح حضرت اقدس رائے پوری کی خواہش پر حضرت مولانا کے ساتھ ہوا۔حضرت کی خدمت میں ڈھڈیاں شریف جانا ہوتا۔اکثر قیام بھی ہوتا جب میں کراچی منتقل ہوا تو حضرت سے خط و کتابت جاری رہی اور جب کبھی فیصل آباد آنا ہوتا تو ڈھڈیاں

شریف بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا احباب مجلس رائے پوری عزیزم عمران فاروق اور محمد کاشف رشید بھی ہمراہ ہوتے۔ 2006ء میں حضرت سے آخری ملاقات ہوئی تھی۔ 17/فروری 2001ء میں حضرت نے نہایت شفقت فرماتے ہوئے احقر کو تحریری اجازت وخلافت سے نوازا۔ حضرت والد صاحب نے حضرت مولانا عبدالوحید صاحب اور حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب دونوں حضرات کو اجازت وخلافت عنایت فرمائی تھی حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب کی ساری پرورش حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے کی اور اپنے ساتھ رکھا۔ مولانا عبدالجلیل صاحب کے والد حافظ خلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی تھے نہایت سادہ طبیعت تھی کوئی پہچان نہیں سکتا تھا کہ یہ حضرت رائے پوری کے بھائی ہیں اور نہ ہی کبھی حضرت نے تعارف کروانے کی کوشش کی۔

میں حضرت مولانا عبدالجلیل کی خدمت میں حاضر تھا تو یہی تدفین والی بات ہوئی میں نے عرض کیا کہ ہمیں حقیقت حال بتائیں۔ جب حضرت شیخ نے اس تدفین والے واقعہ پر لکھا تو حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب نے نوعدد خط حضرت شیخ کو میرے سامنے لکھے تھے، ان میں سے کچھ راستہ میں گم ہو گئے باقی حضرت شیخ کو مل گئے۔

حضرت مولانا عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت وخلافت کی تصدیق میرے سامنے مولانا عبدالمنان صاحب نے خود کی۔ فرمایا حضرت کی طرف سے خلافت واجازت میں نے ہی لکھی تھی اس وقت میر گوہر علی صاحب کے ہاں راولپنڈی میں موجود تھے۔

53۔ محدّث کبیر حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (کراچی):

حضرت مولانا اتنا عرصہ کراچی رہے بہت دینی کام کیا حضرت شاہ

عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہونے کے باوجود انہوں نے اپنے آپ کو کبھی ظاہر نہیں ہونے دیا کہ میں حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا خلیفہ ہوں۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد جب حضرت والد صاحب نے معلومات اکٹھی کیں تو ان سے بھی رابطہ ہوا آپ نے انہیں اچھی طرح سے پوچھا تو انہوں نے بمشکل تمام بتایا خط کے اندر کہ حضرت نے ایسا ارشاد فرمایا تھا کوئی اللہ کا نام پوچھے تو بتادینا۔ حضرت والد صاحب نے جواب دیا کہ یہ اجازت ہی ہے۔ ان کے بیٹے نے احقر کو تین خط دکھائے اور پوچھا یہ کس کے لکھے ہوئے ہیں تو میں نے پہچان کر بتادیا کہ والد صاحب کے ہیں۔ مولانا کا حضرت والد صاحب سے خط و کتابت کے ذریعہ زیادہ رابطہ رہا جب وہ حج پر جانے لگے تو حضرت والد صاحب نے انہیں اپنی تصنیف کردہ کتاب الحج المقبول کا بتایا کہ اگر مل جائے تو ساتھ لے جائیں۔

1999ء میں حضرت سے ملاقات ہوئی تھی، حضرت مولانا سے میں نے الحزب الاعظم اور دلائل الخیرات کی اجازت طلب کی بخوشی عنایت فرمائی اور حصن حصین کی اجازت بھی دی جو انہیں خاندانی طور پر بہت سے بزرگوں سے حاصل ہے اور ایک سو روپے ہدیہ بھی عنایت کیا۔

حضرت مولانا نے الحزب الاعظم کی تخریج کی ہے اور مفید حواشی کا اضافہ کیا ہے جو اب بھی مجلس الدعوۃ والتحقیق الاسلامی بنوری ٹاؤن سے شائع ہو رہی ہے۔ بہت کم لوگوں کو بیعت فرمایا اور وصیت بھی کی کہ میری قبر ایسی جگہ بنائی جائے جہاں لوگوں کی آمد ورفت کم ہو، نہ کتبہ لگایا جائے اور دوبارہ مٹی بھی نہ ڈالنا۔ اتنی کسر نفسی اور اخفا۔ اللہ اکبر......

54۔ حضرت مولانا حکیم عبدالصمد صاحب (ایبٹ آباد):

میں ایبٹ آباد مطب ہمدرد میں حکیم عبدالرشید انور سے ملاقات کیلئے گیا

وہ تو موجود نہ تھے البتہ ان کی جگہ جو صاحب موجود تھے ان سے تعارف ہوا معلوم ہوا کہ وہ فاضل دیوبند ہیں اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ گفتگو کا سلسلہ چل نکلا اور میں نے بھی اپنا تعارف کروایا اور حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت شاہ صاحب کشمیری سے تعلق بتایا تو بہت خوش ہوئے اور بے تکلف ہو گئے میں حضرت والد صاحب کے حوالہ سے سنایا کہ حضرت شاہ صاحب قادیانیوں پر تلوار بے نیام تھے اور جب مرزا غلام احمد قادیانی کا نام آتا تو فرماتے یہ لعین قادیانی۔ اس پر مولانا عبدالصمد صاحب نے تصدیق فرمائی۔ اور فرمایا کہ میں نے خود حضرت شاہ صاحب کے پیچھے کئی جمعے پڑھے ہیں فرمایا کرتے تھے یہ لعین قادیانی یا کبھی فرماتے غلام احمد قادیانی جہنمی۔

55۔ حضرت صوفی احمد دین رحمۃ اللہ علیہ (راولپنڈی):

حضرت صوفی احمد دین رحمۃ اللہ علیہ کا بیعت کا تعلق ہمارے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ حضرت مولانا محمد سعید ڈونگا بونگہ اور حضرت مولانا عبدالوحید رحمۃ اللہ علیہ ڈھڈیاں نے اجازت دی تھی۔ احقر کا حضرت سے 1970ء سے تعلق ہے بہت بار حضرت کی خدمت میں راولپنڈی جانا ہوا بہت احترام واکرام فرماتے تھے۔ احقر پر شفقت فرمائی اور اجازت وخلافت عنایت فرمائی۔

56۔ حضرت صاحبزادہ طارق محمود رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد):

آپ حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ آپ نے مرکزی جامع مسجد تاج محمود نزد ریلوے اسٹیشن میں سالہا سال خطاب کے فرائض سرانجام دیئے اور تحریک ختم نبوت کے عہدہ دار تھے۔ ایک بار نماز جمعہ کے لئے ان کے ہاں جانے کا اتفاق ہوا۔ جب مسجد میں داخل ہوئے تو خطبہ شروع ہو چکا تھا۔

چنانچہ ہم باہر صحن میں ہی بیٹھ گئے۔ خطبہ مکمل ہوتے ہی صاحبزادہ صاحب میری طرف آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مصلیٰ پر لے گئے کہ آپ امامت کروائیں۔ نماز کے بعد بہت اکرام کیا۔

ان کے والد حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ بھی میرا بہت احترام کرتے تھے۔

57۔ حضرت صوفی برکت علی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ:

میں نے حضرت صوفی صاحب کا نام تو بہت سن رکھا تھا مگر کبھی زیارت وملاقات کا موقع نہیں ملا تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب صوفی صاحب کا قیام سالار والا (دار الاحسان) میں ہوتا تھا۔ میں بذریعہ ریل پہنچا اسٹیشن پر کچھ اور لوگ بھی انہی کی خدمت میں جا رہے تھے میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ میں نے سن رکھا تھا کہ آنے والوں کو صوفی صاحب خوب ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں۔ حکم یہ تھا کہ جو کوئی بھی آئے وہ تپائی پر رکھی ہوئی سورہ یٰسٓ کی تلاوت کرے۔ مسجد کچی تھی اور اس کی محراب میں خود صوفی صاحب بیٹھے ہوئے تھے کچھ لکھنے میں مشغول تھے سرکنڈے کی قلم کو سیاہی والی دوات میں ڈبو کر اپنے کرتے سے ذرا صاف کرتے پھر لکھتے ہم نے بھی بیٹھ کر سورہ یٰسٓ کی تلاوت شروع کر دی۔ صوفی صاحب کی نظر اٹھتی اور مجھ سے شروع ہو کر گھوم پھر کر مجھ پر ہی آکر ختم ہوتی۔ دو تین بار ایسے ہی ہوا پھر صوفی صاحب نے اشارہ کر کے مجھے بلا لیا۔ میں پہلے ہی ڈرا ہوا تھا کہ صوفی صاحب بہت ڈانٹتے ہیں میں نے سوچا اب میری خیر نہیں۔ پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے کہا لائل پور (فیصل آباد) سے۔ تو فوراً میرے والد صاحب کا نام لے کر پوچھا آپ ان کو جانتے ہیں میں عرض کیا میں انہی کا بیٹا ہوں۔ یہ بات کہنے کی دیر تھی کہ صوفی صاحب نے مجھے سینے سے لگا لیا اور اپنے

ساتھ ہی محراب میں بٹھالیا۔ باتیں شروع ہوگئیں مجھے فرمایا کہ آپ نہیں مجھے جانتے میں آپ کے گھر کا پرانا غلام ہوں۔ میں نے بیس سال آپ کے والد صاحب کے پیچھے جمعہ پڑھا ہے اور یہ بھی بتایا کہ میرے بیٹے کا نام آپ کے والد صاحب نے محمد انور رکھا تھا یہ بیٹا حضرت صوفی صاحب کی زندگی میں وفات پا گیا تھا۔ گفتگو کا سلسلہ کچھ دیر جاری رہا پھر خدام کو بلایا اور فرمایا ان کو لے جائیں جہاں مسجد، مدرسہ قرآن محل اور ہسپتال بننا ہے ان سب جگہ پر ان کو پھراؤ فرمایا جہاں جہاں ان کے قدم لگیں گے وہ جگہ برکت والی ہوجائے گی۔ چنانچہ خدام نے مجھے تمام جگہوں پر پھرایا۔ ان کی خانقاہ کا دستور تھا اور اب بھی ہے کہ وہاں تمام لوگ ننگے پاؤں پھرتے ہیں۔ لیکن صوفی صاحب نے مجھے فرمایا کہ آپ جوتا پہن لیں۔ پھر ظہر کی نماز کا وقت ہوگیا تو مجھے فرمایا نماز پڑھائیں پھر ایک جنازہ آگیا تو فرمایا جنازہ بھی پڑھائیں پھر مجھے تہہ خانہ میں لے گئے کھانا کھلایا۔ پھر پوچھا کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کی کہ آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا تھا۔ اس وقت لپٹن چائے نئی نئی نکلی تھی اس کی دو ٹن پیک اور کچھ نقد ہدیہ عنایت فرمایا اس کے بعد میں نے اجازت چاہی تو فرمایا چلتے ہیں مجھے تھوڑی حیرانی ہوئی تھوڑی دیر بعد فرمانے لگے آؤ چلیں۔ مجھے فرمایا آپ آگے ہوکر چلیں تو میں نے عرض کی کہ میں نے آگے آگے نہیں چلنا آپ کے ساتھ ساتھ چلوں گا۔ صوفی صاحب اور تمام مریدین اسٹیشن کی طرف ننگے پاؤں چل پڑے۔ حضرت صوفی صاحب ریلوے گارڈ کیبن تک ساتھ آئے راستہ میں آتے ہوئے میں نے عرض کی کہ اگر آپ نے میرے ساتھ یہی سلوک کرنا ہے تو میں آئندہ نہیں آؤں گا اس پر فرمایا کہ چلو ایسے نہیں کریں گے آپ آجایا کریں۔ صوفی صاحب خود تو مل کر واپس تشریف لے گئے اور خدام سے فرمایا کہ ان کی ٹکٹ لے کر ریل پر سوار کروا کر جب چلے

جائیں تو مجھے آ کر اطلاع دو۔

اس کے بعد جب بھی ملاقات کے لیے جانا ہوا تو حضرت صوفی صاحب دور سے ہی دیکھ کر جوش میں اونچی اونچی فرماتے۔ او آ گئے او آ گئے۔ (وہ آ گئے ہیں وہ آ گئے ہیں) جب پاس پہنچتا تو بغلگیر ہو جاتے۔ بہت احترام و اکرام فرماتے صوفی صاحب نے اپنی مشہور کتاب ''ترتیب شریف'' جب مرتب کروانی شروع کی تو علماء کا ایک بورڈ بنا کر اس پر ایک شاہ صاحب کو نگران مقرر کیا۔ میں جب خدمت میں حاضر ہوتا تو فرماتے آپ ان کو دیکھیں کہ یہ ٹھیک کام کر رہے ہیں؟ میں حسب حکم کام دیکھتا اور کہیں تصحیح کی ضرورت ہوتی تو نشاندہی کر دیتا اسی مقصد کے لیے مجھے ریل کا پاس بنوا کر دیا کہ آنے جانے میں آسانی رہے۔ اس دوران ایک دن صوفی صاحب نے مجھے فرمایا کہ یہ شاہ صاحب (نگران) مجھے کہتے ہیں کہ دیوبندیوں کے ساتھ کاف (ک) لگا دیں۔ (مطلب انہیں کافر قرار دے دیں) تو میں نے کہا کہ نہ شاہ جی نہ نہ شاہ جی نہ۔ دیوبندیوں کے ساتھ کاف نہیں لگانا۔ پھر جب کتاب چھپ کر آئی تو صوفی صاحب نے لیٹر پیڈ میرے سامنے رکھ دیا اور فرمایا جتنے سیٹ چاہیے لکھ لیں میں نے عرض کی آپ خود ہی لکھ دیں۔ تو سات سیٹ لکھ دیئے جن میں ہر سیٹ سات جلدوں پر مشتمل تھا۔

کتاب کا اسٹاک دالووال میں تھا فرمایا وہاں سے لے لیں۔ اس کے بعد بھی حضرت صوفی صاحب سے ملاقاتیں رہیں صوفی صاحب کو یا ان کے متعلقین میں سے کسی کو کوئی شرعی مسئلہ درپیش ہوتا تو سائل سے فرماتے کہ جاؤ سنت پورہ، فیصل آباد میں حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سے پوچھ کر آؤ۔ چنانچہ ہمارے ہاں سے جو جواب دیا جاتا اسے حرفِ آخر سمجھتے۔ صوفی صاحب کے جنازے میں بھی شرکت ہوئی۔

جنازے میں بھی شرکت ہوئی۔

احقر نے اپنا ایک مضمون ''اتحاد بین المسلمین کا اخلاقی پہلو' کے عنوان سے حضرت صوفی صاحب کی خدمت میں پیش کیا تا کہ وہ اسے اپنے رسالہ میں شائع کریں۔صوفی صاحب نے بہت پسند فرمایا اور اپنے خصوصی کاتب فاروق صاحب کولکھ کر بھیجا کہ وہ اس کی کتابت کریں اور نیچے اپنے دستخط فرمائے۔ چنانچہ وہ مضمون رسالہ ''دارالاحسان''میں قسط وار شائع ہوا۔

صوفی برکت علی صاحب کو کسی شخص نے خط لکھا کہ آپ چشتی ہیں اور میرا تعلق فلاں سلسلہ سے ہے اس طرح کی باتیں لکھیں جواب میں صوفی صاحب نے لکھا کہ

''بیٹا چشتی ہو یا نقشبندی ہو یہ تو بتاؤ کہ ذکر کرتے بھی ہو؟
مقصد تو اللہ کی یاد ہے۔''

58۔حضرت صوفی محمد دین مدّظلہٗ (گوجرہ):

حضرت صوفی محمد دین مدّظلہٗ کا ہمارے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا تعلق ہے اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرگودھا اور حضرت ہیڈ ماسٹر میاں منظور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ گوجرہ والوں سے مجاز ہیں۔ ہمارے حضرت والد صاحب کی خدمت میں بھی تشریف لاتے تھے۔خود فرماتے ہیں کہ میرے اوپر جب ذکر کی خاص کیفیت طاری ہوئی تو میں مشورہ کے لیے سنت پورہ آپ کے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے کیفیت سن کر میرا ذکر جہری بند کروا کے ذکر خفی شروع کروا دیا۔احقر کا حضرت صوفی صاحب کے ساتھ دوستانہ تعلق رہا کئی مرتبہ گوجرہ میں ملاقات ہوئی۔حضرت کے قائم کردہ مدرسہ عزیزیہ میں قیام کرنے کا اتفاق بھی ہوا۔ بہت احترام واکرام فرماتے۔

حضرت مولانا خلیل الرحمٰن انوری ابن حضرت مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے گرامی

چچا جان حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ فقیر سے بہت محبت فرماتے تھے۔ کئی باتوں میں مشورہ بھی فرمالیتے تھے۔ مولوی طیب نے قرآن مجید ختم کیا تو فقیر سے فرمایا آخری سبق سن کر دعا کرادیں۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا انوری مسجد میں دعا کرائی۔ بہت ساری مسنون دعائیں موقعہ کی مناسبت سے پڑھتے تھے۔ مجلس دینی جو کتب ورسائل شائع کرتی تھی حضرت ہی مضامین جمع وترتیب دیتے تھے۔ اپنے گھر میں پہلے مکتبہ محمدیہ بنایا تھا پھر حفظ کی درسگاہ بنائی تھیں۔ مساجد بنانے کا بہت شوق تھا، عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بڑا جذبہ تھا۔ دنیا کی رغبت نہیں تھی۔ پڑھنے پڑھانے میں زندگی گذار دی۔ مسجد، مدرسہ، خانقاہ، بزرگوں کی خدمت میں حاضری مطالعہ، ذکر وفکر اور دین کی دعوت یہی ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین

اس کے علاوہ جن علماء ومشائخ کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہوا ان میں سے چند حضرات کے نام مندرجہ ذیل ہیں: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی، حضرت مفتی زین العابدین، حضرت مولانا مجاہد الحسینی، حضرت مولانا محمد ظریف، حضرت مولانا ظفر احمد قادری واہگہ، حضرت مولانا عطاء المحسن بخاری، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی، حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی، حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ، حضرت مولانا عبد الحلیم چشتی، بھائی واصف منظور، حافظ عبد الرشید سورتی، ڈاکٹر نوشاد بیگ، عامل مولانا اعجاز احمد سنگھانوی، حضرت مولانا سبحان محمود، حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف سکھروی، حضرت مولانا محمد احمد تھانوی سکھر۔

مکتوب حضرت مولانا خلیل الرحمٰن انوری مدظلہ

بنام حضرت مولانا ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت اقدس حضرت چچا جان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ .... مزاج شریف

طالب خیر بخیریت! ابھی آپ کا خط مبارک ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ بڑے حضرات تو دنیا سے تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ ان کو درجاتِ رافعہ عالیہ مرحمت فرمائے، ہمیں ان کے لئے صدقہ جاریہ بنادے اور کل ان کے سامنے سرخروئی نصیب فرمائے۔ (آمین)

اب آپ ہی ہمارے بڑے ہیں۔ آپ کی سرپرستی، نصیحتوں اور دعاؤں کے ہم محتاج ہیں۔ اللہ رب العزت آپ بڑوں کا سایہ مبارک تادیر محبت و عافیت کے ساتھ ہم پر قائم رکھے اور ہمیں ان کے فیوض و برکات سے پوری طرح منتفع اور مستفید فرمائے، ان کی خدمت وقدردانی نصیب فرمائے، ان کی محبت وشفقت نصیب فرمائے۔ (آمین)

کتابیں الماریوں میں رکھ کر تالے لگا کر جیسے آپ نے رکھی تھیں بحمد للہ ویسے ہی ہیں۔ ویسے چوہے بھی پھرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کتابیں محفوظ رہیں۔ اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ بے حد شکر واحسان ہے کہ سب گھروں میں خیریت ہے۔ امید ہے آپ سب چھوٹوں کو دعواتِ صالحہ میں یاد فرماتے ہوں گے۔ والسلام مع الاکرام

بندہ خلیل الرحمٰن عفا اللہ عنہ

ارشادات وواقعات

(حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ)

1۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مجھے کئی مرتبہ خواب میں ہوئی۔ ایک مرتبہ زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے۔ ایک بڑی چارپائی تھی جو حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے لیے مخصوص تھی بعد میں میرے استعمال میں بھی آتی رہیں۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گھر 1948ء سے تشریف لاتے رہے۔ جو مجھے یاد ہے اور 1958ء تک تقریباً دس سال مسلسل قیام ہمارے گھر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ اس چارپائی پر تشریف فرما تھے، میں نے جا کر مصافحہ کیا، ہمارے گھر کا نقشہ دکھایا گیا۔ مجھے یقینی طور پر نظر آرہا تھا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود ہوں اور میں نے صوفی زکریا صاحب مؤذن مسجد انوری کو دیکھا کہ وہ آپ کے پاؤں دبا رہے تھے۔ شبِ جمعہ کو میں نے یہ خواب دیکھا تھا۔ صبح آٹھ نو بجے صوفی صاحب مسجد کی صفائی کررہے تھے۔ میں نے جا کر ان کو خواب سنایا، صوفی صاحب اونچی اونچی چیخیں مارنے لگے۔ اور روتے ہوئے مسجد کے اندر چلے گئے۔ یعنی ان کو اتنی خوشی ہوئی کہ میں نے ان کو یہ خواب سنایا۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی مجھے خواب آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انوری مسجد تشریف لائے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کے صحن میں جہاں امام کھڑا ہوتا ہے وہاں کھڑے ہوئے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا بہت بڑا مجمع ہے تقریباً 150 یا 200 کے قریب انبیاء کرام علیہم السلام ہے اور میں سب کو پہچان رہا ہوں کہ یہ فلاں فلاں ہیں، صوفی زکریا صاحب میرے برابر کھڑے ہیں اور انہوں نے یہ کہا کہ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے کیا شان عطا فرمائی ہے۔ وہ میرے دائیں طرف کھڑے ہیں اور

میں ان کے بائیں طرف کھڑا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لے جانا چاہتے ہیں۔ سارے لوگ آپ کے ساتھ ادباً کھڑے ہوئے ہیں۔ میں نے صوفی زکریا صاحب سے کہا کہ کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ حضرت الیاس علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جوتا مبارک آگے رکھا ہے۔ یہ بات میں نے کہی اور بلند آواز سے رونے لگ گیا۔

آج فجر کے بعد خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور کچھ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔

(۱۱ صفر ۱۴۲۰ھ بروز جمعہ، 28 مئی 1999ء)

2۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد والد صاحب کی حالت بہت زیادہ غیر ہوگئی تو خواب میں حضرت شاہ صاحب کی بار بار زیارت ہوئی اور شاہ صاحب نے فرمایا آپ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چلے جائیں وہ ہمارے رفیق ہیں۔ جب ایسے لوگوں کا تعلق اللہ والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان حضرات کی ملاقات ویسے بھی ہوجاتی ہے جیسے ہم آمنے سامنے بیٹھے ہیں۔ راویات الطیب اور ارواح ثلاثہ کتابوں کا مطالعہ کرنے والا اس بات کو تسلیم کرے گا کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ انتقال کے کئی سال بعد دارالعلوم دیوبند میں تشریف لائے، اور حافظ محمد ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ اس طرح ملاقات ہوجاتی ہے۔

یہ ایک روحانی تعلق ہوتا ہے جو قبر والوں کے ساتھ بھی قائم رہتا ہے۔

3۔ حضرت والد صاحب کے انتقال کے بعد ایک بزرگ حضرت صوفی محمد طفیل (چیچہ وطنی) نے والد صاحب کی قبر پر کشف کیا پھر بعد میں نے خود بھی کشف کیا تو حضرت والد صاحب کی حالت منکشف ہوئی کہ ایک طرف علماء وصلحا کا

بہت بڑا مجمع تھا اور دوسری طرف طلبہ تھے ایک بڑے تخت پر تکیئے لگے ہوئے تھے جس پر حضرت والد صاحب تشریف فرما تھے۔ سامنے چھوٹے میز پر کتابوں کا ڈھیر تھا جس میں ایک طرف تفاسیر اور دوسری طرف احادیث کی کتب موجود تھیں اور حضرت والد صاحب مطالعہ فرما رہے تھے۔ آپ نے کشف کرنے والے کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ ''کیا دیکھتا ہے؟ یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن پاک اور حدیث پاک کی خدمت کی بدولت عطا فرمایا ہے''۔ نیز حضرت صوفی محمد طفیل صاحب کو احقر کے بارے میں فرمایا: ''اسے کہیں کہ میری قبر پر آتا رہے اس کو مجھ سے فیض ہوگا۔''

4۔ والد صاحب کے انتقال کے تقریباً چھ ماہ بعد ہماری والدہ محترمہ کا بھی انتقال ہوگیا تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں سیکڑوں بچیوں کو حفظ و ناظرہ قرآن پاک اور بہشتی زیور و دیگر مسائل کی تعلیم دی تھی۔ ان کی حالت ایسے منکشف ہوئی کہ بہت بڑی تعداد میں بچیاں پڑھ رہی ہیں اور بی بی جی (والدہ صاحبہ) سامنے بیٹھی ہوئی تھیں۔ صاحب کشف کو فرمایا کہ ''ذات ذات سے مل گئی خاک خاک سے مل گئی بس کام بن گیا۔ اللہ تعالیٰ کو میرا صبر و تحمل پسند آ گیا'' اور میرے بارے میں فرمایا کہ جب یہ (ایوب الرحمٰن) قبر پر آتا ہے تو مجھے معلوم ہوجاتا ہے۔

اسی طرح ہمارے حضرت والد صاحب کے ایک شاگرد محمد نذیر انتقال وتدفین کے دو تین دن بعد اپنے استاذ حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لیے گئے لیکن اندازہ نہ ہوا (کیونکہ جنازے میں رش تھا) اور قبر سے آگے گزر گئے تو پیچھے سے اپنے استاذ محترم حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کی آواز آئی۔ محمد نذیر میں ادھر ہوں۔ چنانچہ وہ جدھر سے آواز آئی تھی اس قبر پر پہنچ گئے جو حضرت کی ہی قبر تھی۔

5۔ بچپن میں ہم لوگ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں بیٹھے ہوئے ہیں میری عادت تھی کہ جب بھی آتا تو حضرت سے مصافحہ کرتا، اس پر حضرت نے فرمایا بھائی اتنے مصافحے اپنی والدہ سے کیا کرو۔ حضرت کوئی بات پوچھتے تو میں صاف سچ بتا دیتا تھا۔ اس پر حضرت میرا نام لیکر فرماتے بھائی یہ ثقہ آدمی ہے۔ ایک بار حضرت نے فرمایا پتہ نہیں، یہ ثقہ کو کیا سمجھتا ہوگا؟ پھر فرمایا ثقہ کہتے ہیں معتبر آدمی کو۔ جس پر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ حضرت کے تشریف لانے پر اتنا اہتمام ہوتا تھا کہ سارے گھر کی صفائی رنگ وروغن خصوصی طور پر ہوتا۔ حضرت فجر کے بعد سیر کے لیے پیدل یا گاڑی میں تشریف لے جاتے تو میں بھی ساتھ ہوتا۔ حضرت مجھے اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھا لیتے۔ میں نے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی تقریباً بارہ سال زیارت کی ہے جس آدمی نے سورج دیکھا ہو، اسے آپ موم بتی جلا کر دکھائیں تو اس کے لئے وہ کیا معنیٰ رکھتی ہے۔

6۔ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان تھا کہ مرزائیوں کے خلاف اگر کوئی کام نہ کر سکے ختم نبوت والوں کے ساتھ نہیں جڑ سکتا یا ان کے ساتھ جیلوں میں نہیں جا سکتا وہ صبح اٹھ کے مرزا کو پانچ دس گالیاں نکالے تو اس کی بخشش کا ذریعہ یہ بن جائے گا۔ اس کی یہ خدمت قبول کی جائے گی۔ میرے پاس کچھ کتابیں تھیں جو کسی آدمی نے دی تھیں جو قادیان کی ان کے اپنے پریس کی چھپی ہوئی تھیں، ان میں ایک کتاب حقیقۃ الوحی تھی۔ اس میں دو تصویریں لگی ہوئی تھیں میں نے دونوں تصویریں نکال لیں۔ صبح اٹھ کے ان دونوں تصویروں پر جوتیاں مارتا اور میں کچھ نہیں کر سکتا، میں کمزور آدمی ہوں میں تحریکوں میں حصہ نہیں لے سکتا، میں یہ تو کر سکتا ہوں۔ میرے ایک شاگرد نے دیکھ لیا، اس نے کہا کہ استاذ جی یہ تصویریں آپ مجھے دے دیں تا کہ میں پلاسٹک کوٹنگ کروا دوں،

آپ دیر تک جوتیاں مارتے رہیں۔ بات یہ ہے کہ کسی کے دھڑے کا ہو کر رہنا، ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دھڑے کے لوگ ہیں۔

7۔ ہم ایک جگہ بیٹھے تھے کہ ایک بندہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بغیر درود شریف پڑھے صرف ''حضور حضور'' کا لفظ استعمال کر رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کون حضور؟ بولا، وہی اپنے حضور۔ میں نے کہا، خدا کرے تیرا منہ ٹوٹ جائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی لے رہا ہے، تیرے منہ سے درود شریف نہیں نکلتا۔ تو ایسے کہہ، میرے آقا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ میرا کہنا تھا کہ اس کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ مجلس میں موجود لوگوں نے میری تائید کی۔ اکفار الملحدین میں شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ بات لکھی ہے کہ کوئی شخص کلمہ کفر نقل کر رہا ہو اور ایسا محسوس کر رہا ہو کہ اس کو لذت محسوس ہو رہی ہے تو نقل کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

8۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کی کیسٹ میرے پاس تھی جس میں لوگوں کو بیعت فرما رہے تھے۔ حضرت نے اس میں یہ الفاظ کہلوائے کہ ''بیعت کی میں نے حضرت شیخ الہند سے حسین احمد کے ہاتھ پر۔'' اسی طرح ہمارے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں جب بیعت فرماتے تو ایسے ہی الفاظ کہلاتے کہ بیعت کی میں نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن سے محمد کے ہاتھ پر۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے، لیکن جب حضرت شیخ الحدیث پاکستان کا سفر فرماتے پہلے لاہور پہنچتے پھر فیصل آباد وہاں سے سرگودھا۔ پھر حضرت کا ڈھڈیاں جانا ہوتا تھا اس تمام سفر کے دوران حضرت شیخ الحدیث یہ الفاظ کہلواتے تھے ''بیعت کی میں نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے زکریا کے ہاتھ پر''۔ ایک شخص

نے زکریا کے ہاتھ پر کہنے کی بجائے ''حضرت شیخ کے ہاتھ پر'' کہہ دیا۔ جس پر حضرت نے جلال میں فرمایا میں تمہیں کہہ رہا ہوں زکریا کے ہاتھ پر اور تم کہہ رہے ہو حضرت شیخ کے ہاتھ پر۔ ہمارے اکابر ایسے ہی بیعت کے الفاظ کہلواتے تھے۔ جیسے حضرت نفیس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے دوستوں میں اور بزرگوں میں سے بھی ہیں۔ نفیس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ساری تربیت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے گھر ہوئی ہے۔ نفیس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی بیعت کرتے وقت ایسے ہی الفاظ کہلواتے تھے۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ جب پاکستان کا سفر فرماتے تو باقی جگہ بالعموم اور فیصل آباد بالخصوص بیعت کے بعد نصائح فرماتے اور اکثر یہ الفاظ فرماتے کہ ''حضرت مولانا محمد صاحب انوری سے ملتے رہیں اور معمولات واذکار اُن سے پوچھتے رہیں''............

9۔ خلفاء سارے ہی جانشین ہوتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پگڑی نہیں پہنائی تھی نہ ہی ان کی جانشینی کا اعلان فرمایا تھا یہ کہا تھا کہ ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے متعدد بار یہی فرمایا۔ سترہ نمازیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصلیٰ پر پڑھائیں۔

10۔ آپ اپنے والد محترم حضرت انوری کا حلیہ بیان فرماتے ہیں کہ ان کا چہرہ ایسا تھا کہ ابھی چہرہ پھٹ جائے گا اور بہت تیز نور کی شعائیں نکلیں گی۔ یہ حقیقت ہے زبانی باتیں نہیں، ان کی انگلیوں کی پوریں ایسی تھیں جیسے بلب جل رہے ہوں۔ اندھیرے میں بیٹھتے تو روشنی ہو جاتی والد صاحب اپنے شیخ حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ مقدمہ بہاولپور کے قیام کے دوران جب رات کو تہجد پڑھ کر فارغ ہوتے تو کمرے میں اندھیرا ہوتا تھا مگر سارا کمرہ روشن ہوتا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے قمقمے جل رہے ہیں۔ اسی بات کو مولانا سید

احمد رضا بجنوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں بہت کچھ لکھ دیا ہے والد صاحب اس مقام پر پہنچ چکے تھے کہ انہیں سب کچھ نظر آتا تھا۔

11۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا دلائل الخیرات اور حزب الاعظم ساری عمر کا معمول تھا، یہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے معمولات میں شامل ہے۔

12۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی صحیح تعداد و تفصیل تو معلوم نہیں حضرت نے ساری زندگی اپنا اخفا رکھا۔ اور اپنی اجازت وخلافت کا کبھی ذکر نہیں فرمایا۔ اخفاء کی یہ حالت تھی کہ حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب لکھی ''تذکرۃ الرشید'' اس میں خلفاء کی فہرست میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہیں ہے، ایک تو یہ اخفا اتنا تھا کہ معلوم نہ ہو سکا۔ اور دوسرا یہ کہ جب کتاب لکھی گئی تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سعودیہ مستقل چلے گئے تھے۔

حضرت کے ایک خلیفہ جو بہاولپور میں تھے جن کا نام بھی مجھے مولانا محمد ادریس انصاری صادق آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے خود بتایا تھا اب ذہن سے محو ہوگیا اور دوسرے خلیفہ مشرقی بنگال سلہٹ میں تھے جن کا نام مولانا انصاری کو بھول گیا اور تیسرے خلیفہ حضرت والد صاحب تھے وہ بھی میں نے پوچھ لیا تھا ورنہ انہوں نے بھی کہاں بتانا تھا۔ ایک مرتبہ فیصل آباد میں ایک مجلس میں دادا جان حضرت مولانا فتح الدین رشیدی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوا تو میں نے بتایا کہ وہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے وہاں موجود ایک مفتی صاحب فوراً تذکرۃ الرشید اٹھا کر لے آئے اور خلفائے کی فہرست نکال کر مجھے دکھانے لگے کہ اس میں تو مولانا فتح الدین کا نام درج نہیں ہے تو میں نے کہا کہ اس میں تو حضرت علامہ انور شاہ

کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی نہیں ہے اس پر انہوں نے چپ سادھ لی۔

13۔ مولانا مفتی محمد یونس صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سابق مفتی شہر و خطیب جامع مسجد کچہری بازار والد صاحب کے دوستوں میں سے تھے جید عالم تھے جامع مسجد فتح دین عبداللہ پور میں ان کی قبر ہے جب حج کے لیے گئے تو والد صاحب کو اپنی جگہ جامع مسجد کچہری بازار میں جمعہ پڑھانے کے لیے مقرر کر گئے تھے۔ دیگر معاملات میں بھی والد صاحب سے مشاورت کرتے تھے۔ مفتی یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی تھی کہ میرے انتقال کے بعد حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کو کسی بھی طرح راضی کر لیا جائے کہ وہ جامع مسجد کچہری بازار کی خطابت سنبھال لیں چنانچہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد انتظامیہ نے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ وہ یہاں کی خطابت سنبھال لیں لیکن حضرت نے انکار فرمایا تو انہوں نے کہاں کہ مفتی یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین نہیں کرینگے جب تک آپ جامعہ مسجد کی خطابت سنبھالنے کے لیے راضی نہیں ہو جاتے۔ حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ آپ ضد نہ کریں تدفین کر دیں میں خود تو یہاں نہیں آؤنگا البتہ اپنا کوئی آدمی دے دونگا۔ انہی دنوں جگہ کی تلاش میں مفتی زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ والد صاحب کے پاس آتے تھے۔ چناچہ والد صاحب نے ان کو خط لکھ کر بلایا اور جامع مسجد کا خطیب مقرر کروا دیا۔ مفتی صاحب کے مالی حالات اس وقت کمزور تھے بعد میں اللہ تعالیٰ نے خوب نوازا مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خوب دین کا کام کیا۔ اپریل 2004ء میں مفتی صاحب کا انتقال ہوا۔ ان کی وصیت تھی کہ مجھے اُسی قبرستان میں دفن کیا جائے جہاں حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ دفن ہیں چنانچہ اُسی قبرستان میں تدفین ہوئی حالانکہ مفتی صاحب کے قائم کردہ درالعلوم فیصل آباد کے سامنے قبرستان موجود ہے۔ احقر اتفاق سے فیصل آباد گیا ہوا تھا کہ مفتی صاحب کے

جنازے میں شرکت ہوگئی مفتی زین العابدین صاحب میانوالی کے قریب مندہ خیل گاؤں کے رہنے والے تھے۔ جو عیسیٰ خیل سے ملحقہ ہے۔

14۔ مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت والد صاحب کے ساتھی تھے۔ بہت صحیح اور مخلص عالم دین تھے مدینہ منورہ میں انتقال ہوا تین بار ان کی قبر کھلی؛ لیکن جسد بالکل صحیح سالم رہا تو سعودی گورنمنٹ نے آرڈر دیا کہ اس قبر پر نشان لگادیں اور دوبارہ نہ کھولیں، میں نے ان کی زیارت مدینہ منورہ میں کئی بار کی ہے۔ مولانا بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آگے کسی کو اجازت وخلافت نہیں دی۔ اس لیے کہ انہیں اپنے معیار کا بندہ نظر نہیں آیا جسے خلافت دی جائے۔

15۔ مولانا محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ صاحب میاں چنوں والے بڑے ہی بزرگ آدمی تھے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ بہت سے اکابر کی زیارت کی لیکن کسی طرف سے اجازت نہیں ہوئی لیکن ان کی بزرگی میں ذرا بھی شک نہیں بہت اللہ والے متقی تھے اور مجسم نور تھے دیکھ کر ہی بندہ کہتا تھا کہ سارا نور لپٹا ہوا ہے دیکھنے میں والد صاحب کے حقیقی بھائی معلوم ہوتے تھے والد صاحب کی وفات کے چھ ماہ بعد تک حیات رہے اور قبر پر بھی آتے تھے لوگ جب قبرستان میں دیکھتے تو کہتے یہ مولانا محمد انوری کے بھائی ہیں۔ پھر حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت سے مشرف فرمایا آپ نے لمبی عمر پائی۔

16۔ مولانا فضل احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی سادہ مزاج ولباس تھے کوئی کبھی دیکھ کر کہہ ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ مولوی ہیں ایسے ہی لگتا کہ حقہ پینے والا دیہاتی بابا ہے، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت رکھتے تھے۔ یہ واقعہ والد صاحب نے کئی بار ہمیں سنایا لیکن اپنے اخلاص کی بنا پر کبھی ظاہر نہ کیا۔ حضرت مولانا سے مجھے معمولات ووظائف کی اجازت ہے۔ یہ 1957ء کی بات ہے،

ہمارے ہاں آتے رہتے تھے، کافی دن قیام بھی فرماتے تھے۔

17۔ امام کعبہ عبداللہ سُبیّل رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں حرم پاک میں غالباً نماز مغرب کی امامت کے لیئے امام کعبہ عبداللہ بن سُبیّل رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائیں میں بھی نماز کے انتظار میں بیٹھا تھا۔قریب ہی حضرت علی میاں رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ جب امام صاحب حرم میں تشریف لائے تو انہیں معلوم ہوا کہ مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ بھی حرم میں موجود ہے۔تو وہ نماز سے پہلے ان سے ملاقات کے لیے خود ان کے پاس تشریف لے گئے اور ملاقات کرنے کے بعد امامت کے لیے مصلّٰی پر تشریف لے گئے۔ میں اس واقعہ کا عینی شاہد ہوں۔

18۔ صاحبزادہ محمد راشد انوری بیان کرتے ہیں کہ حضرت دادا جان رحمۃ اللہ علیہ کی طرح حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں بھی کمال استغنا تھا۔چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک بہت با اثر سیاسی شخصیت نے حضرت والد صاحب کو پیشکش کی کہ آپ کیسی سادگی والی زندگی بسر کر رہے ہیں، سادہ سے مکان میں رہتے ہیں، آپ ایک علمی خانوادے کے فرد ہیں، آپ حکم کریں تو بنگلہ بنوا دیں اور گاڑی اور سیکورٹی بھی فراہم کرتے ہیں۔لیکن حضرت نے معذرت فرمالی۔

19- جب والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدینہ مسجد کلفٹن میں خطیب مقرر ہوئے اور پہلا ماہ رمضان آیا تو رمضان سے چند دن پہلے ایک قاری صاحب ملاقات کے لئے آئے۔انہوں نے بتایا کہ میں اس مسجد میں عرصہ دس سال سے تراویح پڑھا رہا ہوں اور اس سال بھی ارادہ ہے۔اس پر والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ تو داڑھی کُترے ہیں آپ کی تو داڑھی پوری نہیں ہے۔جس پر وہ بوکھلا کر اِدھر اُدھر کی ہانکنے لگے پھر پینترا بدل کر کہنے لگے کہ ختم قرآن پر جو ہدیہ اکٹھا ہوتا ہے وہ میں

امام صاحب کو دیا کرتا ہوں۔

اس پر والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ آدمی بھول گئے ہیں اب یہاں میں خطیب ہوں آپ کے پیچھے تراویح نہیں ہوگی۔اس پر وہ کہنے لگے کہ ہم منگل کو آئیں گے اور نمازیوں سے پوچھیں گے۔

تو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ضرور آئیں ،منگل کے دو دن بعد جمعہ بھی آئے گا اس میں مَیں یہ مسئلہ بیان کروں گا کہ داڑھی کترے کے پیچھے نماز تراویح نہیں ہوتی لیکن وہ نہ آیا۔پھر والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عبدالرشید سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے تراویح کے لیے حافظ کے انتظام کا کہا۔سورتی صاحب نے انتظام کر دیا پھر نئے قاری صاحب نے کئی سال اس مسجد میں قرآن پاک سنایا۔وہ چندہ اکٹھا نہ کرتے تھے اور مٹھائی بھی خود لے کر آتے تھے۔

20- مدینہ مسجد کے اردگرد بیرونی ممالک کے سفارت خانے ہیں۔چنانچہ ایک مرتبہ جمعہ کے بعد حضرت والد صاحب مسجد سے باہر نکلے تو ایک صاحب جو کئی ممالک میں سفیر رہ چکے تھے بڑی محبت سے ملے اور عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ کی بڑی عنایت ہوگی اگر آپ میری گاڑی میں صرف پاؤں رکھ دیں۔والد صاحب ان کا دل رکھنے کے لئے کچھ منٹ گاڑی میں بیٹھ گئے۔

21- حضرت والد صاحب مدینہ مسجد میں عرصہ چار سال خطیب رہے۔غالباً 2009ء میں آپ نے تمام تنخواہ مع اضافہ انتظامیہ مسجد کو واپس کر دی تھی۔

22- حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف چھپوا کر اہلِ علم تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ملفوظات حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ادارۃ المعارف سے شائع کروائے۔2003ء میں حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف انوارِ انوری شائع

کروائی۔ حضرت انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے لکھی جانے والی اربعین جو کہ حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۴۶ھ میں تصنیف فرمائی تھی اور اسے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت پسند فرمایا تھا، اس اربعین کو حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سینکڑوں بار شائع کروا کر دینی مدارس میں تقسیم کروایا اور یہ معمول تا حیات رہا۔ اور حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصانیف کو دینی رسائل میں قسط وار شائع کروایا۔

محمد یوسف لدھیانوی
جامع مسجد باب الرحمت
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۴۰۰
فون: ۷۷۸۰۳۳۷

نائب امیر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
استاذِ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن
مدیر، ماہنامہ "بینات" کراچی،
اسلامی صفحہ اقرأ آپ کے مسائل اور ان کا حل روزنامہ جنگ کراچی

گرامی قدر جناب جنرل سیکرٹری صاحب جامع مسجد محمدی عزیز آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

معروض آنکہ حامل ہذا جناب مولانا ایوب الرحمٰن صاحب مجھ سے تعلق رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ آپ حضرات کو امام وخطیب کی ضرورت ہے۔ اگر ضرورت ہو تو ان کا تقرر فرمائیں میں سفارش کرتا ہوں۔

والسلام

بقلم سعید احمد جلال پوری

محترم المقام جناب مولانا محمد ایوب الرحمٰن صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

چند روز ہوئے جناب کی طرف سے قبلہ والد صاحب رحمہ اللہ کے یادگار 9 رسائل کا پارسل پہنچا۔ موسمی تغیرات کی وجہ سے طبیعت مضمحل تھی جس کی وجہ سے فوری جواب نہ دے سکا، حتیٰ کہ جناب کا جوابی لفافہ پہنچ گیا۔ یہ جوابی لفافہ کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی کہ جناب نے یہ تکلیف کیوں فرمائی میرے لئے یہ عزت افزائی کیا کم تھی جناب نے یادرکھا اور رسائل کا تحفہ بھیج کر ممنون فرمایا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

جس طرح رسائل بھیج کر جناب نے گنہگار کو یادرکھنے کا ثبوت دیا مجھے امید ہے دعاؤں میں بھی نہ بھولینگے۔ چونکہ جوابی لفافہ بھیجنا خلاف قاعدہ ہے اس لئے بصد شکریہ اس کی واپسی قبول فرمایئے۔ والسلام

نیازمند

قاری شریف احمد غفرلہٗ

27 اگست 1975ء
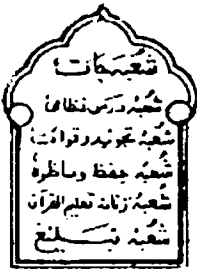
غلام حبیب نقشبندی

دارالعلوم حنفیہ چکوال ضلع جہلم مغربی پاکستان

باسمہ الکریم

23-08-77

محترم المقام حضرۃ مولانا صاحب زید مجدکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مکتوب گرامی شرف صدور لایا، باعث دعاء وترقی محبت ہوا۔ جزاك الله خیرالجزاء

اب بندہ اللہ کے فضل وکرم سے صحت یاب ہو چکا ہے۔ آخری شعبان کو راولپنڈی ڈاکٹر کے پاس گیا تھا اُس نے بہت تسلی دی ہے، گو دَوا جاری رکھنے کی تاکید کی ہے اور روزہ سے سختی سے منع کیا ہے کہ ابھی آپ اس کے متحمل نہیں ہیں اور تراویح بھی بیٹھ کر پڑھنے کو کہا ہے، مجبوراً ایسا ہی کر رہا ہوں۔ دعا فرمانا کہ کہیں خدائی گرفت اور مواخذہ میں نہ آجاؤں۔ ہو سکے تو مجھے بہت جلد اس کا فتویٰ تحریر فرمادیں کہ آیا کہ ایسا کرتا رہوں یا روزہ رکھنا شروع کر دوں؟

امید ہے کہ قلبی محور پر اللہ اللہ بروقت کر رہے ہونگے اور مراقبہ بھی۔ یہ مبارک ایام اصلاح نفس کے لئے بہت مفید ہیں۔ اور یہ دونوں چیزیں اصلاح باطن کے لئے بہت مجرب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعمال مرضیہ کی توفیق دے اور جانشین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنائے۔ دعا گو کو دعاؤں میں ہمیشہ یاد فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں برکت عطاء فرمائے۔ آمین

عبدالرحمٰن قاسمی السلام علیکم عرض کر رہا ہے۔ گھر میں دعوات صاحبزادگان کو پیار............والسلام مع الکرام

غلام حبیب عفی عنہ

مکتوب حضرت مولانا محمد ایوب ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت مولانا عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ خانیوال)

محمد ایوب مجددی ہاشمی از دھمتوڑ (ایبٹ آباد)

باسمہ الکریم

عزیزی عزیز القدر مولوی محمد ایوب الرحمٰن انوری صاحب زیدت معارفھم

السلام علیکم وعلی من لدیکم!

یاد آوری کا شکریہ۔ ذکر اللہ حسب معمول ومعلوم یعنی اسم ذات کو زبان خیال لطیفہ قلب سے شروع کریں سانس وغیرہ کا استعمال قطعاً نہ کیا جائے سانس اپنے معمول پر رہے ایک گھنٹہ تک اس ذکر پر روزانہ کی مداومت رکھیں۔ خیر العمل مادیم علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے اصل مقصود ذکر اللہ ہے لہٰذا فَاذْكُرُونِي پر حسبِ معمول عمل کریں امید ہے کہ اَذْكُرْكُمْ کا ترتب بھی شروع ہوجائے گا انبساط اور انقباض کو مقصود نہ بنایا جائے وَاللهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ کو پیش نظر رکھیں تاکہ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ یعنی رجوع الی اللہ اور مقام انابت نصیب ہو۔ شعر از دروں شنو آشنا باش وزبروں بیگانہ وش ایں چنیں زیبا روش کم یسود اندر جہاں۔ دست بکار یعنی اعمال بطریقہ سنت سنّیہ ودل بیار جس کا حاصل اخلاص ہے اَعْبُدْ ربك كانك تراہُ کی حقیقت یہی اخلاص ہے۔

ذکر اللہ کی تلقین وتعلیم کی جو آپ کو اجازت دی گئی اس میں بعض چیزیں قلم نہیں سمجھا سکتی، بالمشافہہ بشرط التلاقی عرض کردی جائینگی۔ فقط والسلام

آپ کے برادارن وجملہ دوستوں کو احقر کی طرف سے سلام عرض ہے۔

(نوٹ): آپ کے رؤیائے صالحہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا سیر وسلوک مرادی ہے یعنی نسبت محبوبیت غالب ہے کہ مدینہ منورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوب رب العالمین کی آرامگاہ ہے۔ اللّٰھم زِدْ فزِدْ

مکتوب حضرت مولانا عبدالجلیل قادری رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

(1)

برادرِ مکرم مولانا مولوی محمد ایوب الرحمٰن صاحب مدّ ظلہٗ

از احقر عبدالجلیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

طالب خیریت بخیریت ہے خط ملا حال معلوم ہوا احقر کو چار ماہ سے کمر میں تکلیف ہے پہلے ڈاکٹر کہتے رہے کہ کمر کا مہرہ دب گیا ہے اب کہ ان کی رائے یہ ہے کہ ہڈیوں کی ٹی بی ہے رائے ونڈ سے عبدالوہاب دو ڈاکٹر لائے ان کا علاج چل رہا ہے۔ آپ بھی دعا کریں آپ اول سات دن غسل کر کے دو رکعت نماز بہ نیت توبہ پڑھیں پھر تین سو ساٹھ دفع یَاتَوَّابُ پڑھ کر مغفرت طلب کریں اور اس کے بعد ذکر شروع کر دیں جو نہ تو زیادہ اونچا ہو اور نہ ہی زیادہ شدّ ومدّ کے ساتھ ہو۔ کلمہ طیبہ کے لا کو ناف سے داہنے کندھے تک لے جاویں پھر اِلٰہ کو بائیں طرف کندھے پر لاویں اور اوپر کی جانب ہٗ کو لمبا کریں اور ذرا دیر کے لیے ٹھہریں اور الا اللہ کی ضرب دل پر لگاویں سب چیز کی نفی کریں صرف مالک کی ذات کا اثبات کریں یہ گیارہ سو دفعہ پڑھنا ہے پھر اسم ذات کو اللہ کہہ کر اوپر لے جاویں اور نیچے لا کر ختم کریں۔ شروع بھی دل سے کرنا ہے اور ختم بھی دل پر کرنا ہے چار ہزار دفعہ پڑھ لیا کریں اور اپنے بدن کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جایا کریں اور تصور کریں کہ میرے سارے بدن میں سے اللہ اللہ کی آواز آ رہی ہے اور میں اس کو سن رہا ہوں۔ اس کو آدھ گھنٹہ کر لیں اور پختہ کرنے کی کوشش کریں۔ احقر بھی ہر طرح سے دعا گو ہے اور گھر میں سب خیریت ہے۔ والسلام

دعا گو

عبدالجلیل 13/جون از ڈھڈیاں

(یہ خط 13/جون 2000ء کا ہے)

(2)

عزیز گرامی قدر مولوی محمد ایوب الرحمٰن صاحب سلمہٗ

از احقر عبدالجلیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

خط ملا حال معلوم ہوا احقر اسی طرح سے بیمار چل رہا ہے ٹی بی کی دوائی نو ماہ سے کھا رہا ہوں اجازت کا سلسلہ اصولی طور سے اور حضرات کے طرزِ عمل سے یہ نہیں ہے۔ حضرت مدنی اپنے بیٹوں کو اجازت نہیں دے کر گئے تھے مولوی سعید الرحمٰن کے لیے میں نے حضرت شیخ الحدیث صاحب سے بہت عرض کیا مگر انہوں نے ان کو اجازت نہیں دی تھی۔ آپ کے والد صاحب کے احقر پر بہت احسان ہیں اس لیے توکلاً علی اللہ آپ کو بیعت کی اجازت دیتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ آپ ذکر نفی اثبات گیارہ تسبیح اور اسم ذات چار ہزار باقاعدہ کرتے رہیں اور کم از کم آدھ گھنٹہ مراقبہ دعائیہ کیا کریں کہ آنکھ بند کر کے دل کی طرف متوجہ ہو کر خیال سے دعا کرتے رہیں۔ زبان کو بند رکھیں اور خیال سے مالک الملک سے دعا مانگا کریں۔ اور اتنے عرصہ اپنے اندر اچھے اخلاق پیدا کرتے رہیں۔ اور برے اخلاق کو اپنے اندر سے نکالتے رہا کریں ہمہ تن یکسو ہو جائیں سب کے ساتھ تواضع سے پیش آیا کریں۔ تکبر اور غصہ سے اپنے آپ کو بچاتے رہیں۔

احقر بھی دعا کرتا ہے آپ بھی میرے لیے خوب دعا کیا کریں۔ والسلام

دعا گو

عبدالجلیل

17ر فروری 2001ء

مکتوب حضرت مولانا عزیز الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ
بنام حضرت مولانا ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

برادرِ عزیز مولوی ایوب الرحمٰن سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہاں الحمدللہ سب خیریت ہے خدا کرے تم بھی خیریت سے رہو۔ تمہارے گھر میں بھی خیریت ہے بچے خوش وخرم ہیں۔ تم نے جو مسجد بنائی ہے سنا ہے ویران پڑی ہے اور بے یارو مددگار ہے۔ ایک آدمی ملا ہے اگر تمہارا خیال ہو تو اس کو مقرر کردیں۔ نمازیں اور بچوں کو پڑھا دیا کرے گا۔ اور یہ بھی مفصل لکھیں کہ کس کے سپرد کام ہے۔ میں نے تو جگہ بھی نہیں دیکھی۔

خلیل الرحمٰن خیر المدارس سے فارغ ہوگیا ہے اور اب نیوٹاؤن میں تفصص فی الفقہ والتبلیغ میں داخلہ لینا ہے۔ ساتھ ہوکر کام کرا دیں اور خیال بھی رکھیں۔ میں بھی ان شاء اللہ آؤں گا۔ والسلام

احقر عزیز الرحمٰن انوری

مکتوب حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

بنام حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مولانا مودودی اپنی ذات کے اچھے ہیں مگر مسائل شرعیہ میں اُن کا علم ناقص ہے۔اس لئے مسائل میں اُن کا اتباع بغیر علماء ومحققین سے دریافت کئے نہ کیا جائے۔ والسلام

ظفر احمد عثمانی

۴ ذوالحجہ ۱۳۸۶ھ

(16 مارچ 1967ء بروز جمعرات)

مکتوب حضرت مولانا عاشق الٰہی بلندشہری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سید محمد معروف صاحب حاجی

السلام علیکم!

حامل عریضہ ہذا مولانا ایوب الرحمٰن صاحب دام مجدھم کو شرح طحاوی دے دی جائے جس قدر رعایت سے دے سکیں بہتر ہے۔

محمد عاشق الٰہی

یکم صفر ۱۳۹۹ھ

مکتوب بنام عمران فاروق

از محمد ایوب الرحمٰن انوری قادری

محترم المقام جناب عمران فاروق صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

احقر الحمد للہ بخیریت ہے خدا کرے آپ سب حضرات اسی طرح سے بخیریت ہوں احقر دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے آمین ثم آمین۔ آپ کا محبت نامہ ۲ دن قبل ۱۲ شعبان ۱۴۲۴ھ ، 9/اکتوبر 2003ء کو ملا جس میں صرف جمادی الثانی درج تھا تاریخ درج نہ تھی نہ معلوم یہ خط کہاں پھرتا رہا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔

برابر دعا جاری رکھیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین آپ نے جو کیسٹیں ہمیں دی تھیں وہ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی کاپی آپ کو مل جائے گی بلکہ مزید دو کیسٹ اور مل جائے گی۔ بچی کے تولد سے خوش ہوئی اللہ تعالیٰ اس کو نیک صالحہ حافظہ قاریہ عالمہ اور آپ کی آنکھوں ٹھنڈک بنائے آمین اس کے نصیب اچھے کرے۔ آمین ثم آمین

ام الصبیان کے تعویذ کی آپ کو عام اجازت ہے۔ ام الصبیان کا تعویذ درج ہے:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللہِ التَّآمَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ اِشراھیًا بحق یابدوح بحکم خدا بطفیل رسول۔

چالیس دن کے بعد جو دوسرا تعویذ دینا ہے اس میں اصحاب کہف کے نام لکھ دیں بہشتی زیور سے دیکھ لیں یہ تعویذ پہننے کے لیے ہمیشہ بچہ کے گلے میں رہے گا۔ ڈھڈ یاں شریف جانا اللہ تعالیٰ آپ کو مبارک فرمائے۔

درود شریف کی مجالس سے بہت خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے مزید ہمت وتوفیق عطا فرمائے آمین، مزید مجالس ذکر سے بہت خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات سے نوازے۔ آمین ثم آمین

ملفوظات حضرت رائے پوری آپ کو ان شاء اللہ مل جائیں گے۔ حضرت والد صاحب کے خطوط ابھی تک احقر کو نہ مل سکے ان شاء اللہ مل جائیں گے۔ حضرت والد صاحب کے وظائف وعملیات کی آپ کو مکمل اجازت ہے احقر کی طرف سے والد صاحب والدہ صاحبہ اور تمام اہل خانہ اور تمام دوست واحباب کو سلام مسنون اور سب سے دعاؤں کی درخواست ہے۔ بچی کو اللہ تعالیٰ طویل العمر عابدہ زاہدہ بنائے آمین یہ خط تمام دوست واحباب کو دکھادیں۔ والسلام

آپ کا بھائی محمد ایوب الرحمٰن انوری قادری عفا اللہ عنہ

۱۴ شعبان ۱۴۲۴ھ۔ 11/اکتوبر 2003ء شنبہ

راشد بچہ سلام لکھوار ہا ہے۔ والسلام

عبارت اجازتِ حدیث

باسمہ سبحانہٗ

نحمدہٗ ونصلی علی رسوله النبی الکریم وعلی اٰله وصحبه ومتبعیه الیٰ یوم القیامة اجمعین امابعد!

روایات حدیث کی اجازت جو مجھے حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی اسانید کی رو سے حاصل ہے اور مولانا حیدر علی شاہ صاحب تلمیذ حضرت شیخ الہند محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے حاصل ہے۔

میں مولانا محمد ایوب الرحمٰن کو اجازت روایت دیتا ہوں۔

وفقنا الله وایاہ لما یحب ویرضی۔

فقط

سلمان احمد بن مولانا السید محمد اظہار الحق سہیل

المرقوم ۲۷ شعبان ۱۴۱۵ھ، 29/جنوری 1995ء یکشنبہ

	سنہ وفات بمطابق ھجری وعیسوی حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری نوراللہ مرقدہ
(۱)	ولی ابنِ ولی محبوب اہل صدق و وفا اک دیا اور بجھا وہ ہم سے ہوا جدا خدا رحمت کندایں عا شقانِ پاک طینت را مر قد جو دیکھی میں نے ہے باغِ خوش نما ۲۰۱۵ء
(۲)	رب سے ہی مانگو ہر شے اور اُسی سے وفا کرو اس جہاں فانی میں ہر دم اللہ کا شکر ادا کرو احباب خیر خواہ سے ہے ایک دلی التجا ۱۴۳۶ھ غفلت سے جاگو اور خدا خدا کرو ۱۴۳۶ھ
(۳)	لکھنے لگا جو سنہ وفات حضرت ایوب الرحمٰنؒ دل سے آئی آواز حضرت سلطان العارفین ۲۰۱۵ء
(۴)	خوب سن غور سے اور دیکھ بصیرت قلب سے سکوں پا تے ہیں دل جب ہوتا ہے ذکرِ معشوق ۱۴۳۶ھ

نتیجہ فکر: ابوحذیفہ عمران فاروق غفرلہٗ

۲۸ ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ 20 ستمبر 2017ء

بروز بدھ

وظائف

از حضرت مولانا ایوب الرحمٰن انوری

حاکم وافسر پر غلبہ پانے اور دشمن کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے:

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ۔

بلا تعداد دُشمن کے تصور سے پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

عشاء کے بعد 41 مرتبہ دُشمن کے تصور سے پڑھیں۔

سخت مشکلات کے لیے:

رات کو چھت پر یا صحن میں ننگے سر جائے نماز پر بیٹھ کر پڑھیں۔

اِلٰهِيْ اَحَدِيْ صَمَدِيْ مِنْ عِنْدِكَ مَدَدِيْ۔

11 تسبیح عشاء کے بعد زیادہ سے زیادہ 41 دن اور کم از کم 21 دن۔

اوراول وآخر 11 مرتبہ نماز والا دُرود شریف پڑھے۔

میاں بیوی میں اختلاف ہو:

چھٹے پارے کی پہلی آیت ''لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا'' اس تصور سے پڑھے کہ میرا ساتھی میری طرف آرہا ہے۔ محبت کے لیے 700 مرتبہ، اول وآخر درود شریف۔

اعمال میں غفلت وسستی کو دور کرنے کا عمل:

بعد آدھی رات کو یا تہجد کے لیے اٹھے غسل کرے نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہنے اور نوافل (کم از کم) دو پڑھے۔ پھر توبہ کی نیت سے دو نفل ادا کرے ''يَا تَوَّابُ'' 360 بار پڑھے اور دعا کرے۔

ہر مشکل سے نجات کے لیے:

"یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ"

دو نفل پڑھ کر عشاء کے بعد 5 یا 3 تسبیح پڑھیں۔ اس کے بعد دعا کریں۔ کسی ناجائز کام کے لیے نہ پڑھے۔

برائے دفع شر حاسدین و دشمنان، دفع اثر جنّ و جادو

پلاسٹک کور کر کے پاس رکھیں اور دفع جنّ و جادو میں عین اللہ پر نظر جما کر دیکھیں کچھ دیر تک روزانہ یہ تعویذ تہہ نہ کریں۔

با اجازت و عنایت از حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ (اٹک)

عکسِ تحریر حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ

القصیدۃ المحمدیۃ

محمد اشرف الاعراب والعجم … محمد خير من يمشي على قدم

محمد باسط المعروف جامعة … محمد صاحب الاحسان والكرم

محمد تاج رسل الله قاطبة … محمد صادق الاقوال والكلم

محمد ثابت الميثاق حافظه … محمد طيب الاخلاق والشيم

محمد جبلت بالنور طينته … محمد لم يزل نورا من القدم

محمد حاكم بالعدل ذو شرف … محمد معدن الانعام والحكم

محمد خير خلق الله من مضر … محمد خير رسل الله كلهم

محمد دينه حق ندين به … محمد مجملا حقا على علم

محمد ذكره روح لانفسنا … محمد شكره فرض على الامم

محمد زينة الدنيا وبهجتها … محمد كاشف الغمات والظلم

محمد سيد طابت مناقبه … محمد صاغه الرحمن بالنعم

محمد صفوة الباري وخيرته … محمد طاهر من سائر التهم

محمد ضاحك للضيف مكرمة … محمد جاره والله لم يضم

محمد طابت الدنيا ببعثته … محمد جاء بالآيات والحكم

محمد يوم بعث الناس شافعنا … محمد نوره الهادي من الظلم

محمد قائم لله ذو همم … محمد خاتم للرسل كلهم

تبصرے

حیات انوری کے پہلے ایڈیشن پر جن دینی رسائل میں تبصرے شائع ہوئے اُنہیں یہاں شامل کیا جا رہا ہے۔

ماہنامہ البلاغ، (تبصرہ نگار: ابومعاذ):

حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1901ء میں اور وفات 1970ء میں ہوئی، آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے مرید باصفا، خادم خاص اور خلیفہ مجاز تھے، امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید اور خلیفہ مجاز تھے۔ اسی نسبت سے ''انوری'' کہلائے، نیز مرشد العلماء حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھی خلیفہ خاص تھے، آپ اتنی بڑی بڑی نسبتوں کے امین تھے مگر اب تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی باقاعدہ سوانح مرتب نہیں ہوئی تھی۔

اب آپ کے پوتے جناب صاحبزادہ محمد راشد انوری صاحب کی تحریک پر ڈاکٹر ابوحذیفہ عمران فاروق صاحب نے ''حیات انوری'' کے نام سے زیرنظر کتاب مرتب فرمائی ہے، جس میں حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات، افادات، ارشادات وواقعات، مکاتیب، وظائف وعملیات تفصیل کے ساتھ درج فرمائے ہیں۔ نیز حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بھی تحریر کیے ہیں۔

حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن صاحب نے اپنی حیات میں بہت سے اکابر علماء کرام اور بزرگان دین سے ملاقاتیں کی تھیں۔ ان سب ملاقاتوں کا حال انہوں نے خود اپنے قلم سے تحریر کر دیا تھا۔ یہ سب حالات بھی اس کتاب میں شامل کر دیئے گئے ہیں، جس کی وجہ سے کتاب کافی جامع ہوگئی ہے۔

کتاب کا مطالعہ کرنے سے علمی وعملی فائدہ محسوس ہوتا ہے، یقیناً یہ ایک

عمدہ ''تذکرہ'' ہے جس کا مطالعہ عام وخاص دونوں طبقوں کے لیے بہت مفید ہے۔

جمادی الاوّل ۱۴۴۰ھ فروری 2019ء

ماہنامہ بینات (تبصرہ نگار: مولانا اعجاز مصطفیٰ):

بزرگوں کی سوانح، ملفوظات وارشادات، اُن کی سیرت وکردار اگلی نسلوں کے لیے نمونہ اور مشعلِ راہ ہوتے ہیں، بعد والوں کو ان میں بہت کچھ پڑھنے اور سیکھنے کو ملتا ہے، جن کو محفوظ اور شائع کرنا ان کے متعلقین، اولاد واحفاد اور شاگردوں پر ایک حق ہوتا ہے، زیرِ تبصرہ کتاب میں اسی حق کو ادا کیا گیا ہے، چنانچہ اس مجموعہ میں حضرت شیخ الہند محمود حسن قدس سرہٗ کے خادم خاص وخلیفہ مجاز، حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا محمد انوری لائلپوری نور اللہ مرقدہٗ (متوفی: ۱۹۷۰ء) کی سوانح، ارشادات اور مکتوبات کو جمع ومرتب کیا گیا ہے، اس جمع وترتیب کی سعادت ابوحذیفہ عمران فاروق صاحب کو حاصل ہوئی ہے۔ حضرت کے پوتے جناب محمد راشد صاحب نے اس پر حواشی کا کام کیا ہے۔

کتاب میں حضرت کا خاندانی شجرہ نسب، حصولِ علم، بیعت وخلافت، اساتذہ، تلامذہ، خلفاء، ہم عصر علماء ومشائخ، مکتوبات، ارشادات وواقعات، تصنیفات، وظائف وعملیات، شجراتِ طریقت وغیرہ جیسے مرکزی عناوین کے تحت کافی مواد جمع کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سندات اور تحریرات کا عکس بھی دیا گیا ہے۔ کتاب کا کاغذ، ٹائٹل، جلد بندی اور کمپوزنگ وغیرہ معیاری ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کتاب کو قارئین کے لیے مفید بنائے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے متعلقین ومرتبین کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

رمضان ۱۴۳۹ھ جون 2018ء

ماہنامہ الحقانیہ، (تبصرہ نگار: مولانا عبدالصمد ساجد):

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری قدس سرہ ہمارے ان اکابر و مشائخ میں سے تھے جن کی حیاتِ طیبہ اور ملفوظات و ارشادات اور حالات و واقعات امت کے لیے راہنما اصول کی حیثیت رکھتی ہے، یادگارِ اسلاف اور اکابر کے خوشہ چین کا لفظ ان کی شخصیت پر بالکل درست اور صادق آتا ہے، حضرت شیخ الہند اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہما اللہ سے ارادت و بیعت کا خصوصی تعلق رہا۔ یقیناً وہ افذاذِ امت اور اساطینِ علم وفضل میں سے تھے، اب تک حضرت انوری رحمہ اللہ کی کوئی سوانح سامنے نہیں آئی تھی، حضرت ہی کے نبیرہ جناب صاحبزادہ محمد ارشد انوری سلمہ نے ابوحذیفہ عمران فاروق صاحب زید مجدہ سے آپ کے احوال وآثار پر مشتمل یہ سوانح تحریر کروائی اور اسے مرتّب ومحشّٰی کر کے عمدہ انداز میں شائع کیا ہے۔

اس کتاب مفید میں حضرت انوری رحمہ اللہ کے از ولادت تا وفات حالات، ارشادات و واقعات، تصانیف، مشہور تلامذہ، خلفاء ومجازین، مختصر حالات خلفاء ومجازین، ہم عصر علماء ومشائخ، مکتوباتِ اکابر مع عکس، وظائف وعملیات نیز آخر میں آپ کے صاحبزادہ مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمہ اللہ کے مختصر حالات شامل ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم اور دیگر حضرات علماء ومشائخ نے اس اہم کارنامہ کی تحسین وتشجیع فرمائی ہے، یہ محض کتابوں کی دنیا میں ایک اضافہ نہیں بلکہ اکابر کے حالات و واقعات اور علوم ومعارف کو محفوظ رکھنے کا عظیم کارنامہ ہے۔

یہ کتاب ہر صاحبِ ذوق اور ہر کتب خانہ کی ضرورت ہے، امید ہے

احباب قدر فرمائیں گے۔

ذیقعدہ، ذوالحجہ ۱۴۳۹ھ، جولائی اگست 2018ء

ماہنامہ الخیر، (تبصرہ نگار: مولانا محمد ازہر):

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ان اکابر میں سے تھے جن کی بلند نسبتوں پر رشک کیا جاتا ہے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہمہ صفت موصوف شخصیت سے آپ کا ارادت کا تعلق تھا، امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسے عبقری الصفات عالم سے تلمذ کا رشتہ تھا، اور حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے فانی فی اللہ باقی باللہ شیخ کے آپ خلیفۂ اجل تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نبیرہ محترم صاحبزادہ محمد راشد انوری کی تحریک وتحریض پر محترم جناب ابوحذیفہ عمران فاروق صاحب نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح تالیف فرما کر سوانح خوانی کا ذوق رکھنے والے حضرات پر احسان کیا ہے۔ اس کتاب میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سوانحی احوال کے علاوہ متعدد اکابر کے خطوط وعکوسِ تحریر بھی مندرج ہیں نیز شجرہ ہائے طریقت اور وظائف وعملیات بھی زینت کتاب ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کی اکابر علماء ومشائخ سے ملاقاتوں کے احوال پر مشتمل یادداشتیں اس کتاب کی عظمت وافادیت کو چار چاند لگا رہی ہیں۔

ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ اگست 2018ء

ماہنامہ نقیب ختم نبوت، (تبصرہ نگار: صبیح ہمدانی):

قطب العالم حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس اللہ سرہٗ ماضی قریب میں سلسلۂ قادریہ و چشتیہ صابریہ کے عظیم المرتبت مربی اور شیخِ طریقت تھے۔ حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہ کے انفاس شریفہ سے اس خطے میں بے تحاشا ربّانی فیوض کا ظہور ہوا۔ ایک عظیم خلقت نے آپ کے دہنِ مبارک سے اللہ کا پاک

نام سیکھا اور دین و دنیا کی کامیابیوں کے حقدار ہو گئے۔ عوام الناس کے ساتھ ساتھ حضرت رائے پوری کے دست اقدس پر اہلِ فضل وعلم کی بھی ایک بڑی تعداد کو اخذِ فیض و استفادہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ زیرِ نظر کتاب جن گرامی منزلت بزرگ کے سوانح پر مشتمل ہے وہ بھی حضرت شاہ عبد القادر رائے پوری قدس سرہ کی بارگاہ کے وابستگان میں سے تھے بلکہ ان وابستہ مشائخ کی جماعت میں بھی نمایاں اور منفرد شان کے حامل تھے۔ آپ کا اسم گرامی حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری نوّر اللہ مرقدہ ہے۔

حضرت مولانا محمد انوری بلند پایہ علمی و عملی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت رائے پوری کی مجلسِ رشد و ہدایت سے جڑنے سے پہلے وہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن عثمانی دیوبندی، اور حضرت خاتم المحدّثین علامہ انور شاہ کشمیری قدس اللہ سرّہما سے علمی و روحانی طور پر فیض یاب ہو چکے تھے۔ حضرت علامہ انور شاہ صاحب سے ہی عقیدت و محبت کی بنیاد پر انہوں نے اپنے نام میں انوری کے لفظ کا اضافہ کیا۔ وہ عمر بھر ان اولوالعزم مشائخ کے علوم و معارف کے امین رہے۔ خود حضرت رائے پوری کی بابرکت مجلس میں مختلف موضوعات پر حضرت مولانا محمد انوری سے تقاضا کیا جاتا تھا کہ حضرت علامہ انور شاہ صاحب کی کوئی تقریر ذہن میں ہو تو بتلایئے اور وہ خوب ضبط و اتقان کے ساتھ حضرت کشمیری یا حضرت شیخ الہند کے افادات کو نشر کرتے اور اپنے پیرِ طریقت کی داد کے مستحق بنتے۔

زیرِ تبصرہ کتاب انھی حضرت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار کا مجموعہ ہے۔ کتاب بنیادی طور پر تین بنیادی حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ پہلا حصہ حضرت مولانا محمد انوری کے سوانح و مقامات پر مشتمل ہے، دوسرے حصے میں اکابر و اعاظم کے مختلف مکتوبات کو جمع کیا گیا ہے جبکہ تیسرے حصے میں حضرت مولانا محمد

انوری کے فرزندِ ارجمند مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار اور ملفوظات وغیرہ یکجا کیے گئے ہیں۔

ایسی مبارک ہستیوں کے احوال و آثار کو پڑھنے اور ان سے مستفید ہونے کا موقع ملنا بجائے خود ایک بڑی سعادت ہے۔ اللہ تعالی اس کتاب کے مؤلف و مرتّب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

کتاب عمدہ کاغذ پر شائع کی گئی ہے، پروف خوانی اور طباعت کا معیار بھی قابلِ داد ہے، اگرچہ عربی و فارسی عبارات اور ان کے ترجموں کے حوالے سے نظر ثانی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

محرم الحرام ۱۴۳۹ھ، ستمبر 2018ء

ماہنامہ الاحرار، (تبصرہ نگار: ابوشراحیل):

برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں ہمارے اکابر علماء ومشائخ کے سلسلۃ الذہب میں جن شخصیات کو غیر معمولی فیض رسانی، تبلیغ، تعلیم وتزکیہ کے باب میں لافانی شہرت حاصل ہوئی ہے ان میں حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کا نام نامی شامل ہے۔ آپ کی کرشماتی ونورانی صحبت سے فیض یافتہ ہزاروں علمی شخصیات معروف ہوئیں، جو اپنی جگہ باصفا مرشد کی تعلیم وتربیت کا عکس جمیل تھی۔ صالحین کی اس بامراد جماعت کے ایک رکن متبحر عالم دین، راہ سلوک میں شیخ وقت، خادم خاص وخلیفہ مجاز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن نوراللہ مرقدہٗ تلمیذ امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کی دینی، علمی اور روحانی خدمات کے واقعات متفرق کتابوں میں بہت اختصار کے ساتھ درج ہیں تاہم اگر انہیں مربوط ومجتمع انداز میں جمع کر دیا جاتا تو وابستگار راہِ

سلوک اور تشنگانِ علوم کے لیے بہت نفع بخش ثابت ہوتے، یہ ضرورت ایک عرصہ سے موجود تھی۔ تاہم اب ''حیاتِ انوری'' کے عنوان سے ایک کتاب مرتب ہوکر سامنے آگئی ہے۔ برادر محترم جناب ابوحذیفہ عمران فاروق صاحب نے حضرت مولانا محمد انوری نوراللہ مرقدہٗ کے سوانح، آپ کی خدمات اور اکابر علماء سے علمی وروحانی نسبتوں کا تفصیلی ذکر جمع کردیا ہے۔ یہ کتاب یقیناً اہل ذوق کے لیے ایک شاندار تحفہ ہے جس کے لیے محترم ابوحذیفہ عمران فاروق صاحب قابل صد مبارکباد ہیں۔ کتاب میں مذکورہ واقعات کے ساتھ حضرت کے پوتے محمد راشد انوری صاحب نے واقعاتی تطبیق کے لیے جو حاشیے منسلک کیے ہیں وہ نہ صرف معلومات میں اضافے کا باعث ہیں بلکہ مذکورہ واقعات کی نسبت سمجھنے کے لیے بھی بے حد معاون ہیں، کتاب کا مقدمہ یادگار اسلاف حضرت مولانا مجاہد الحسینی مدظلہٗ نے تحریر فرمایا ہے جو اپنی جگہ خاص ہے۔ اکابر علماء وصلحاء کے سوانح پڑھنے کا ذوق وشوق رکھنے والوں کے لیے یہ کتاب ایک بزرگ کے توسط سے کئی بزرگ شخصیات کا تعارف پیش کرتی ہے۔ امید ہے اہل ذوق اس کتاب کے مطالعہ سے محروم نہ رہیں گے۔

شعبان ۱۴۴۰ھ، اپریل 2019ء

ماہنامہ ''صلوعلیہ وآلہ'' (تبصرہ نگار: مفتی نوید ظفر الحسینی):

بِاسْمِهٖ تَعَالٰی

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا ۔ اَمَّا بَعْدُ!

''حضرت اقدس مولانا محمد انوری لائل پوری قدس اللہ سرہٗ العزیز''

حضرت امام ربانی حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا فتح الدین رشیدی قدس سرہٗ کے لختِ جگر تھے اور حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے خادم وخلیفہ مجاز

ہونے کا شرف بھی رکھتے تھے۔حضرت انوری قدس سرہٗ کے مبارک خاندان میں اوربھی کئی نامور حضرات گزرے ہیں مگر حضرت انوری قدس سرہٗ کا مقام سب سے الگ ہے۔

''حضرت انوری قدس سرہٗ'' امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کے اخص تلامذہ اور منظورِ نظر حضرات میں ایک بڑا نام ہے۔حضرت انوری قدس سرہٗ کو حضرت کشمیری قدس اللہ سرہٗ العزیز سے اجازت وخلافت بھی حاصل تھی۔حضرت انوری قدس سرہٗ کو امام العصر حضرت کشمیری قدس سرہٗ کے علوم ومعارف کا انسائیکلوپیڈیا کہا جاسکتا ہے جیسا کہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی مجالس مبارکہ میں اور بعض دیگر مواقع پر اس کا اظہار ہوا۔اسی طرح حضرت انوری قدس سرہٗ کا شمار قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری قدس سرہٗ کے اجل خلفاء اور اخص متعلقین میں ہوتا ہے۔

حضرت انوری قدس سرہٗ اکابر علمائے دیوبند قدس اللہ اسرارہم کے ذوق،فکر،علمی وروحانی اور سیاسی مزاج کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ضروری تھا کہ ان کی مبارک حیات کے ماہ وسال کو قلم وقرطاس کے حوالے کیا جائے اوران کے اساتذہ، مشائخ، تلامذہ وخلفاء کا تذکرہ اور حضرت انوری قدس سرہٗ کی تحریری وتقریری خدمات کو سامنے لایا جائے۔

''حیاتِ انوری'' حضرت اقدس مولانا محمد انوری قدس سرہٗ کی سوانح حیات ہے۔جو کہ حضرت انوری ثانی مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری قدس سرہٗ کے فرزندِ عزیزم جناب محمد راشد انوری زید مجدہٗ کی تحریک ومعاونت سے حضرت انوری ثانی قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز عزیزم ڈاکٹر عمران فاروق زید مجدہٗ نے مرتب فرمائی ہے۔دونوں حضرات خصوصیت سے اور باقی تمام معاونین بھی مبارکباد اور سپاس

کے مستحق ہیں، کیونکہ ایک عرصہ سے اہلِ ذوق حضرت انوری قدس سرہٗ کی سوانح کے منتظر تھے۔

دیدہ زیب ٹائٹل اور عمدہ کاغذ کی اس ۳۱۴ صفحات کی سوانح کی اشاعت کے بعد ان حضرات نے حضرت انوری قدس سرہٗ، ان کے والد گرامی حضرت مولانا فتح الدین رشیدی قدس سرہٗ اور حضرت انوری قدس سرہٗ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری قدس سرہٗ کے رسائل ''کلیات انوری کے نام سے دو جلدوں میں شائع کیے ہیں اور اب اس کا نام ''مجموعۂ رسائل انوری'' کر دیا گیا ہے۔ اور اسی طرح ''انوارِ انوری'' کی بھی اشاعت ہو چکی ہے۔ ان سب کی اشاعت پر بھی یہ دونوں حضرات مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی ان کاوشوں کو قبولیت سے نوازے اور ان حضرات کو مزید ایسی خدمات بجالانے کی توفیق عطا فرماتے رہے۔ آمین!

مجلہ ''صلوا علیہ وآلہٖ'' کے اراکین، مجلس منتظمہ اور مجلس مشاورت سبھی حضرات بھی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ اولاً حضرت انوری قدس سرہٗ کی سوانح اس مجلہ میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد کتابی صورت میں اس کی اشاعت ہوئی۔

محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بمطابق اکتوبر 2020ء

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

سوانح...... بیماری......سفرِ آخرت

1947ء کے خونی ہنگامہ میں ہجرت کر کے لائل پور تشریف لائے اور اپنے مرشد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق لائل پور میں آتے ہی دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی جو کہ تقسیم ملک سے قبل رائے کوٹ ضلع لدھیانہ میں جاری تھا۔ مدرسہ میں حفظ القرآن کے علاوہ ابتدائی کتب عربی سے دورہ حدیث تک کی تعلیم شروع کرائی، خود سارے اسباق دورہ کے پڑھاتے تھے۔ صبح تین بجے سے شروع کر کے رات 11 بجے تک پڑھانا معمول تھا۔ اس محنت و مشقت کی وجہ سے ذیابیطس وغیرہ امراض کے شکار ہوئے، لیکن کام میں سستی نہ آنے دی۔ آخر 1962ء میں فالج کا شدید حملہ ہوا پھر 1965ء میں دوسرا حملہ ہوا مرض شدت اختیار کر گیا، آخر اسباق چھوڑ دیئے لیکن باوجود اس قدر ضعیف اور پیرانہ سالی کے اپنے اوراد و وظائف میں انہماک اس طرح رہا کہ گرمیوں سردیوں میں تہجد کے لئے رات 12 بجے اٹھنا ایام بیض اور جمعہ کے دن کا روزہ معمول رہا۔ آخر مرض نے اور شدت اختیار کی 9 جنوری 1970ء کو بعد از نماز جمعہ قلب کا شدید دورہ ہوا جو کہ جمعہ سے عصر تک رہا۔ پہلے دورہ کے بعد اپنے صاحبزادے مولانا سعید الرحمٰن سے فرمایا کہ یہی مرض آخر میں میرے مربی و شفیق استاذ مولانا سید انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہوا تھا۔ مجھے اپنے شیخ سے نسبت خاص ہے۔ قلب کا دوسرا دورہ 13 جنوری 1970ء جو کہ عصر سے عشاء تک رہا۔ تیسرا دورہ قلب 16 جنوری 1970ء بعد از نماز عشاء تا ڈیڑھ بجے شب تک رہا۔ تو رات 2 بجے اپنے لواحقین کو بلا کر وصیتیں فرمائیں۔ اللہ کا خوف ہر حالت میں رکھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر چلنے کی پوری کوشش کرنا۔ میرے احباب سے حسن سلوک رکھنا آپس میں محبت و سلوک سے رہنا، 20 جنوری

1970ء دن کے وقت طبیعت مبارکہ میں بہت خشیتِ الٰہی کا غلبہ تھا اور ملاقات ربانی کے شوق میں اشعار پڑھتے تھے۔ 19 جنوری 1970ء بروز پیر حجام کو بلانے کا فرمایا، تو عرض کیا گیا کہ جناب ہمیشہ جمعرات کو حجامت بنوایا کرتے ہیں۔ فرمایا کہ نہیں اس دفعہ پیر کے دن ہی بنوانی ہے۔ اور جمعرات میں کتنے دن باقی ہیں صبح و شام پوچھتے رہے۔ آخر 20 جنوری 1970ء بعد از نماز عصر طبیعت مبارکہ پر نقاہت کا غلبہ بہت تھا۔ مولانا عبدالجلیل صاحب نے عرض کیا حضرت زبان مبارکہ خشک ہو رہی ہے۔ خمیرہ مروارید میں آبِ زمزم ملا کر دوں۔ فرمایا ہاں ضرور دو، پی کر فرمایا الحمدللہ سینہ سیراب ہو گیا پھر فرمایا زمزم پیا اور روح پرواز کر گئی۔ پھر مغرب کی نماز باجماعت پڑھنا شروع کی، آخری التحیات میں نقاہت بہت ہو گئی، سلام بمشکل پھیرا کہ استغراق کی حالت ہو گئی۔ حالت استغراق میں ہی بدھ کا پورا دن گزرا۔ تھوڑی دیر بعد شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھاتے تھے، یوں ہی بدھ 21 جنوری 1970ء کا پورا دن گزرا۔ جمعرات کی رات 11 بجے طبیعت مبارکہ مین زیادہ کمزوری کے آثار نظر آئے تو ڈاکٹروں کے تقاضے پر ہیڈ کواٹر ہسپتال لائل پور میں پرائیویٹ وارڈ میں لے جایا گیا۔ پوری رات شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھتی رہی، آخر صبح 7 بجے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ○

جنازہ 8 بجے ایمبولینس پر رکھ کر مکان واقع سنت پورہ لایا گیا۔ غسل کے دوران سب نے محسوس کیا کہ چہرہ انور پر مسکراہٹ اور بشاشت بہت تھی اور جسم مبارک سے گلاب کی سی خوشبو آ رہی تھی غسل سے فراغت کے بعد آپ کے مکان کی ڈیوڑھی (برآمدہ) میں جنازہ رکھا گیا تو لوگ روتے جاتے تھے زیارت کرتے جاتے تھے۔ قریباً ایک لاکھ افراد نے زیارت کی ہوگی۔ اعلان کے مطابق شام ساڑھے 4 بجے اقبال پارک دھوبی گھاٹ میں غالباً ڈیڑھ لاکھ افراد نے نمازِ جنازہ

پڑھی اور جنازہ کا جلوس بڑا قبرستان لائل پور کی طرف روانہ ہوا۔ حدِ نگاہ تک انسانوں کا سمندر موجیں مارتا ہوا جا رہا تھا۔ آخر سسکیوں اور آہوں میں ساڑھے 5 بجے شام لحد میں اتار دیئے گئے۔

خدا رحمت کند بر ایں عاشقانِ پاک طینت را

جنازہ میں ملک کے گوشہ گوشہ سے آئے ہوئے اکابر علماء صلحاء حفاظ و دیگر معززین نے شرکت کی، مقامی حضرات نے دکانیں بند کر دیں۔ شہر میں ہڑتال کی سی کیفیت تھی۔ جمعہ 23 جنوری 1970ء بعد از نماز عشاء جامع مسجد انوری میں جلسۂ تعزیت منعقد ہوا جس میں مفتی زین العابدین خطیب لائل پور، مولانا محمد ضیاء القاسمی مولانا تاج محمود کے علاوہ دیگر حضرات نے تقاریر فرمائیں۔ اور مولانا کی خدمات کو سراہا، آخر میں مولانا مرحوم کے ارشاد کے مطابق مولانا مرحوم کے بڑے سے چھوٹے صاحبزادے حافظ مولانا سعید الرحمٰن کو آپ کا جانشین مقرر کیا گیا۔ مولانا نے 5 صاحبزادے تین صاحبزادیاں اور ایک بیوہ چھوڑی ہیں۔

خودنوشت سوانح:

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء مجازین کا تذکرہ لکھتے ہوئے مولانا مرحوم نے اپنی سوانح پر بھی اس میں روشنی ڈالی ہے، جو مختصراً نقل کی جا رہی ہے۔

احقر کی پیدائش مئی 1901ء میں ہوئی اور حضرت مولانا محمد صاحب قدس سرہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بے حد مہربان اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے اجلہ خلفاء میں سے تھے اور حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی قدس سرہ العزیز کے تلمیذ تھے۔ اور مولانا شیخ عبدالحق مصنف تفسیر حقانی کے ہم سبق تھے، کوٹ بادل خاں ضلع جالندھر میں رہتے تھے، میرے عقیقے پر تشریف لائے تھے۔

حضرت مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے نام پر نام میں نے محمد رکھ دیا ہے اور برکت کی دعا فرمائی، میں ابھی چھ ماہ کا ہوں گا کہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو زمین ضلع لائل پور میں ملی حضرت مولانا محمد رحمۃ اللہ علیہ کوٹ بادل والوں کا انتقال اسی سال ہوا۔ والد صاحب ریل گاڑی میں بیٹھ چکے تھے کہ اطلاع ملی میری والدہ ماجدہ کا انتقال ضلع لائل پور کے ایک گاؤں چک 248 گ ب میں ہوا۔ پانچ سال کی عمر میں قرآن عزیز ناظرہ پڑھا حافظ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ جالندھری ہمارے گاؤں میں رہتے تھے۔ اعلیٰ درجہ کے طبیب اور حافظ قرآن تھے۔ باتجوید قرآن عزیز پڑھتے تھے۔ کئی سال رہ کر پھر اپنے وطن مالوف جالندھر شہر میں واپس تشریف لے گئے اور وہاں انتقال فرمایا۔ میں غالباً چھٹی جماعت میں داخل ہو گیا تھا کہ والد صاحب نے مجھے فارسی شروع کرادی پھر بوستان تک گھر ہی میں پڑھتا رہا۔ ایک دفعہ کہنے سے سبق یاد ہو جاتا تھا۔ مگر والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب ایک سو بار سبق یاد کر لیتا تھا تو چھٹی دیتے تھے۔ کتابیں مجھے حفظ یاد ہو گئیں تھیں، پھر سکندر نامہ اور یوسف زلیخا، جامع قواعد، احسن القواعد، نیرنگ عشق رائے پور گوجراں ضلع جالندھر مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھیں۔ مولانا فضل احمد رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھائیں نفحۃ الیمن قلیوبی سبعہ معلقات مولانا مفتی فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور حافظ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں رہتا تھا۔ مولانا فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح ابھی نہیں ہوا تھا پھر مولانا کا نکاح ہو گیا۔ اور میں روٹی مولانا موصوف کے گھر میں کھانے لگا والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ماہانہ خرچ مولانا کی خدمت میں ارسال کر دیتے تھے، اگلے سال پھر طبیعت اچاٹ ہو گئی پھر دو سال پڑھنا چھوڑ دیا تیسرے سال پھر کتابوں کو دہرایا۔

غرض پنجاب کے مختلف مدارس میں رہ کر کتابیں پڑھتا رہا۔ پھر مشکوٰۃ شریف مولانا مفتی فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی، پھر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی آمد آمد سن کر

دیوبند حاضری ہوئی ۱۳۳۸ھ میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ترمذی، مسلم کچھ حصہ اور بخاری پڑھی مولانا حافظ محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مسلم پوری کی، ابوداؤد حضرت میاں اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور حضرت مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے باقی کتب حدیث پڑھیں، حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں سند حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت فرمائی۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے وعدہ فرمایا تھا کہ ہمیں بخاری پڑھائیں گے۔ لیکن حضرت سخت بیمار ہوگئے پھر وصال ہوگیا۔ حسرت ہی رہ گئی۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

حضرت کے وصال کے بعد پھر حضرت شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ کی خدمت میں بخاری شریف بھی پڑھی۔ تمام اساتذہ خوش رہے سند پر عمدہ الفاظ تحریر فرمائے۔ مولانا بدر عالم میرٹھی اسی سال سہارنپور سے آئے تھے۔ انہوں نے ترمذی شریف بخاری شریف ہمارے ساتھ ہی پڑھیں اور تقریریں بھی لکھیں۔ میں نے باقی فنون کی کتب اگلے سال دیوبند ہی میں پوری کیں مقامات حریری مولانا بدر عالم نے مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور شرح بھی لکھتے رہے۔ میں بھی ترمذی شریف اور بخاری کی تقریر لکھتا تھا۔ بیعت حضرت مولانا فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے کرادی تھی۔ میرے جیسا نجس اور ناپاک آدمی حضرت مفتی صاحب کا احسان ہے کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے سفارش کی حضرت اس کو بیعت فرمالیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً قبول فرمالیا اور بیعت کرلیا۔ پھر احقر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ پھر 1938ء میں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوگیا یہ حضرت کی شفقت ہے کہ احقر کو رائے کوٹ سے بلاکر بیعت فرمالیا۔

(ماہنامہ الحق محرم ۱۳۹۰ھ)

سند انعام امتحانِ سالانہ دار العلوم دیوبند بابت

۱۳۱۷
مدرسہ عربی
مہر امتحان سالانہ

نمبر شمار	نام طالب العلم بقید سکونت	نام کتاب جس میں امتحان ہوا	نمبر حاصل کردہ	تفصیل انعام: انعامِ عام	تفصیل انعام: انعامِ خاص
	مولوی محمد [illegible]	موطا امام مالکؒ	٥٠	شرح ذمایہ ادریس	
		موطا امام محمدؒ	٥٠	سبع معلقہ	
		شمائل ترمذی	٥٠		
		سراجی	٥٠		
		ابن ماجہ	۴۹		
		طحاوی شریف	۴۸		
		ترمذی شریف	۴۷		
		مسلم شریف	۴۵		
		ابوداؤد شریف	۴۵		
		بیضاوی شریف	۴۵		
		نسائی شریف	۴۳		
		بخاری شریف	۴۰		

[illegible] مہتمم دار العلوم دیوبند مؤرخہ ۱۸ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۷۳ھ

(۱) انعامِ عام صرف اُن کتابوں کے امتحان پر دیا جاتا ہے جن میں طالب علم نے کم از کم چالیس نمبر حاصل کر لیے ہوں۔
(۲) انعامِ خاص کے مستحق وہ طلبہ قرار دیئے گئے ہیں جنھے امتحان دی ہوئی کتابوں میں [illegible] سے زائد کتابوں میں پچاس پچاس یا اس سے زائد نمبر آئیں بشرطیکہ وہ کسی کتاب میں فیل نہ ہوئے ہوں [illegible]

سند انعام امتحان سالانہ دار العلوم دیوبند
حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

عکس سندِ فراغت درالعلوم دیوبند

حضرت مولانا محمد انوری لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ دورۂ حدیث رجب ۱۳۳۹ھ بمطابق 1921ء

سند پر جن اساتذہ کرام کے دستخط موجود ہیں ان میں سے چند نام یہ ہیں:

مولانا محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

Punjab Education Department.

TEACHER'S PROVISIONAL CERTIFICATE.
SPECIAL CERTIFICATE FOR Persian.

Certified that Mohammad
born on the 2nd November, 1901
son of M. Fateh-ud-Din
by caste Muslim, resident of Chak No. 201-G.B.,
Tahsil Toba Tek Singh, District Lyallpur
is qualified to teach Persian in the High Department of an Anglo-Vernacular or Vernacular School.

Zafar Iqbal

Dated Lahore:
The 23rd August 1938.

Registrar, Departmental Examinations,
for Director of Public Instruction, Punjab.

Note.—This certificate may be made permanent after five years' approved service as a Teacher of Persian in the High Department of an Anglo-Vernacular or Vernacular School.

سرٹیفکیٹ تدریس فارسی محکمہ تعلیم پنجاب 1938ء

Punjab Education Department.

TEACHER'S CLASSICAL LANGUAGE PROVISIONAL CERTIFICATE.

Certified that Mohammad
born on the 2nd November, 1901
son of M. Fateh-ud-Din
by caste Muhammadan
resident of Chak No. 201 G.B.
Tahsil Toba Tek Singh District Lyallpur
is qualified to teach Arabic in an Anglo-Vernacular or Vernacular High School.
Trained at the Central Training College, Lahore
Session 192 -192 .

Dated Lahore:

Registrar, Departmental Examinations,
for Director of Public Instruction, Punjab.

سرٹیفکیٹ تدریس عربی محکمہ تعلیم پنجاب 1929ء

مرقد مبارک
حضرت شیخ الہند
مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ
بمقام: دیوبند، انڈیا

مرقد مبارک
امام العصر حضرت علامہ
سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ
بمقام: دیوبند، انڈیا

مرقد مبارک
(1) حضرت اقدس مولانا
شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ
(2) حضرت مولانا
عبدالوحید قادری رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ
(3) حضرت مولانا
عبدالجلیل قادری رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ
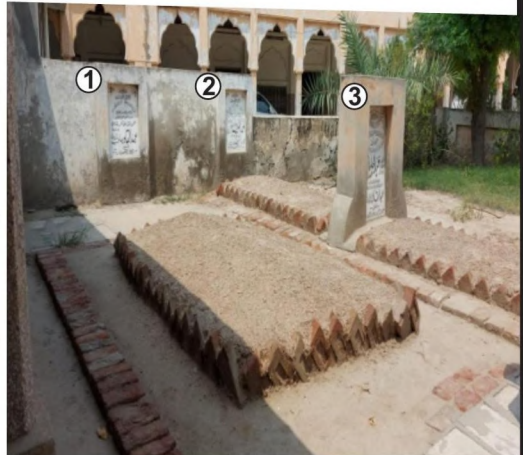
بمقام: ڈھڈیاں شریف ضلع سرگودھا، پاکستان

مرقد مبارک
حضرت اقدس مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ
بمقام: فیصل آباد

مرقد مبارک
حضرت مولانا محمد ایوب الرحمٰن انوری رحمۃ اللہ علیہ
بمقام: فیصل آباد

مسجد انوری سنت پورہ فیصل آباد جو حضرت انوری رحمۃ اللہ علیہ نے 1948ء میں قائم کی۔